کراماتِ اہلبیتؑ

تحریر

صاحبزادہ محمد توصیفؒ حیدر

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسُول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ مُحمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

فی سبیل اللہ

NOT FOR SALE

کراماتِ اہلبیتؑ

تحریر

صاحبزادہ محمد توصیف حیدر

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمدؐ افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ
۶۸-۶۷، بلاک ۸/۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

تیرے حبیب پاک ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین! ہ

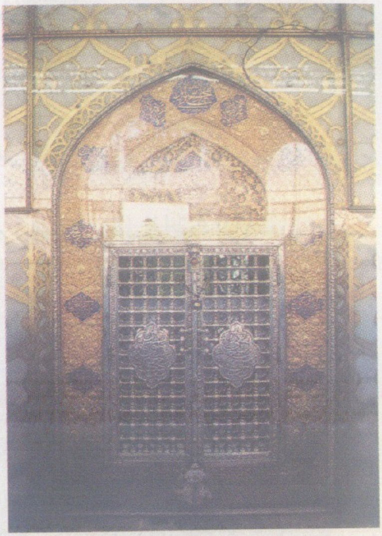
جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور پنجتن پاک کی محبت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجت مند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالم حق کے سامنے زانوئے لوب تہہ کر کے کلام پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیت سے کہ تو اور تیرے حبیب پاک ﷺ اُس سے راضی ہو جائیں۔

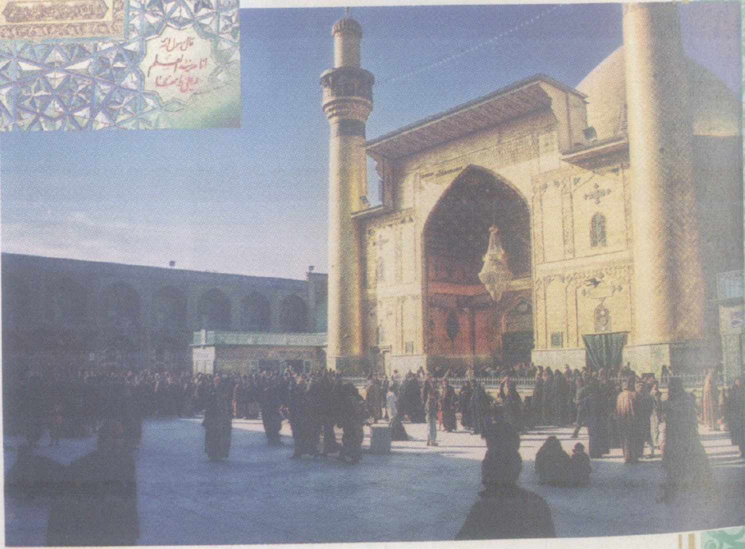
دُعا گو اور دُعا جو

رابعہ ثانی

روضہ انور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ، نجف اشرف، عراق







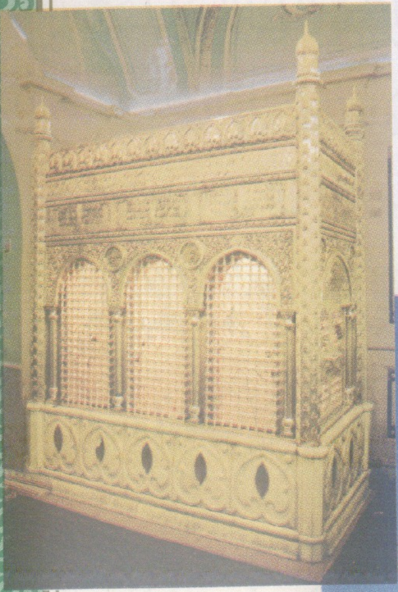
اظہارِ تشکر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنہوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعت دین، ذکر و فکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرعظیم فرما۔آمین

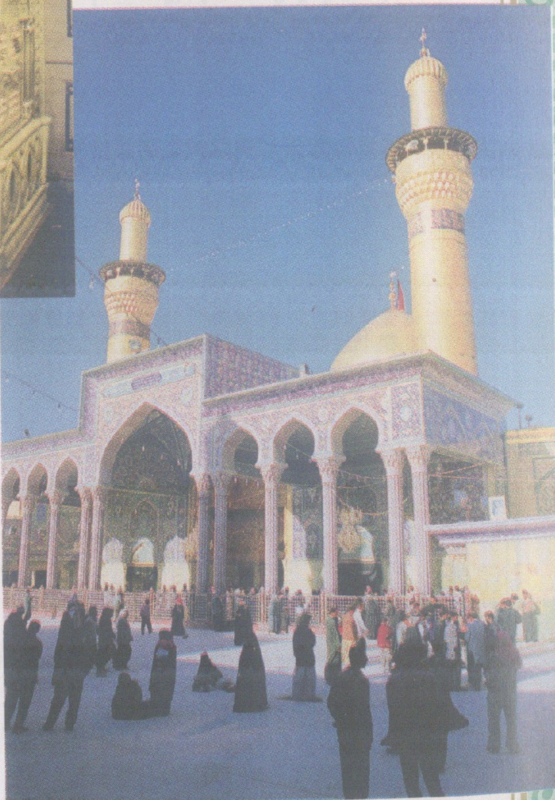
دُعا گو اور دُعا جو

رابعہ ثانی





جالیوں کے باہر اور اندر کے منظر



روضۂ انور سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام، کربلا، عراق۔

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے ازراہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعا گو اور دُعا جو

رابعہ ثانی

لِی خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِہَا حَرَّ الْوَبَا الْحَاطِمَۃ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ

مَا بَعْدُ ھُمْ مِّنْ نَّسْلِھِمْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنْ قَبْلِھِمْ
اَلْعَابِدُ وَالْبَاقِرُ وَالصَّادِقُ وَالْکَاظِمَا

ثُمَّ الرِّضٰی ثُمَّ التَّقِیْ ثُمَّ النَّقِیْ ثُمْ عَسْکَرِیْ
ثُمَّ مَھْدِیْ ھَادِیَا حَضْرَتْ اِمَامُ الْخَاطِمَۃ

مصطفٰی و مرتضٰی شبیر و شبر فاطمہ
ترجمہ پانچوں ہیں صائم آیت تطہیر کا

عظمتِ آلِ رسول

ہے زمانے میں مسلم عظمت آل رسول
پوچھئے قرآں سے شان و عزّتِ آلِ رسول

آیتِ تطہیر ہو یا ہو مودّۃ کا بیاں
خود خدا فرما رہا ہے مدحت آلِ رسول

قدسیو! صدیق اکبر کے رہا پیش نظر
ہر صحابی کے ہے دل میں چاہتِ آلِ رسول

بدنصیبوں کو یزیدیت کی نسبت مل گئی
خوش نصیبوں کو ملی ہے نسبت آل رسول

اَنتَ فِیھِمْ سے ملی بے شک عذابوں سے نجات
کم نہیں اے بدنصیبو! برکتِ آل رسول

عترت و آلِ محمد ہیں سفینۂ نجات
سنّتِ خیرالوریٰ ہے سنتِ آل رسول

بالیقیں آخر ہماری مغفرت ہو جائے گی
ہے ہمارے دل میں صائمؔ اُلفتِ آلِ رسول

سلام

سیدِّ کربلا راکب مصطفیٰ
ظِلِ نورِ خدا نقشۂ مرتضےٰ
جس نے سب کچھ تھا راہِ خدا میں دیا
اُس کے حسن سخاوت پہ لاکھوں سلام

دشتِ کربل میں جس کا لہو بہہ گیا
گھر کا گھر لٹتا جو دیکھتا رہ گیا
جو اکیلا زمانے کے غم سہہ گیا
اس کے دردوں کی لذت پہ لاکھوں سلام

نوحے جس کے فلک پر رقم ہو گئے
جس کے بھائی کے بازو قلم ہو گئے
جس کی عظمت کے اُنچے علم ہو گئے
اُس کی دستارِ عظمت پہ لاکھوں سلام

قید و زِندان میں جس کی ہمشیر تھی
جس کے بیٹے کے پاؤں میں زنجیر تھی
جس نے بدلی زمانے کی تقدیر تھی
اُس شہید محبت پہ لاکھوں سلام

جس کے صدقے سے ذرّے بنے مہر و ماہ
ریت پہ جس نے خوں سے لکھا لاالہٰ
جس نے اُمت کو حق کی بتائی تھی راہ
اُس سراپا راہِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہونٹوں پہ نانا کا فرمان تھا
جس کے ہاتھوں میں خالق کا قرآن تھا
ہو گیا راہِ حق میں جو قُربان تھا
اُس شہنشاہِ اُمتِ پہ لاکھوں سلام

قتل تھی جس کی اِک اِک نشانی ہوئی
جس کے خیموں میں آتش فشانی ہوئی
جس کی صائم درخشاں کہانی ہوئی
اُس بہارِ رسالت پہ لاکھوں سلام

فہرست

شانِ اہلِ بیت علیہ السلام

اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ وَ نَستَعِینُہٗ وَ نَستَغفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ ط وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُّضلِلہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَنَّ حَبِیبَکَ وَ مَحبُوبَکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّی الاَمَانَۃَ وَنَصَحَ الاُمَّۃَ وَکَشَفَ الغُمَّۃَ ۔

اَمَّا بَعدُ

فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی ۔

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلَا وَمَن مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَھِیدًا وَمَن مَّاتَ عَلٰی بُغضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ کَافِرًا ۔

دوستانِ گرامی! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا محبوب اپنی مرضی سے گفتگو نہیں فرماتا بلکہ آپ کی زبان سے نکلنے والی ہر بات وحی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والی ہر بات اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے اس لئے زبان مصطفیٰ سے نکلنے والے کلمات کو تسلیم نہ کرنا جہالت ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر خیر فرمایا ہے، وہاں شان اہلبیت کو بھی ایمان کی نشانی بتایا ہے اس لئے ہم اہل سنت و جماعت حنفی محبّ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی ہیں اور عاشقان اہلبیت اطہار بھی ہیں۔

کر سکو گے کس طرح اُن سے صحابہ کو جُدا
گرد مدنی چاند کے تاروں کا ہالہ چاہیے
جو یزیدوں سے بچالے حُرمتِ اسلام کو
پھر حُسین ابن علی جیسا جیالا چاہیے

(علامہ صائم چشتیؒ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور رحمت عالم نورِ مجسم رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب

مومنین سے فرمائیں:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

"اے محبوب فرما دیجئے میں تم سے کچھ اجر طلب نہیں کرتا
مگر یہ کہ میرے قریبیوں سے مودّت کرو۔"

(سورۃ شوریٰ: آیت ۲۳)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا!

☆ میرے اُمتیو میں نے تمہیں دین عطا فرمایا۔
☆ میں نے تمہیں نعمتیں عطا فرمائیں۔
☆ میں نے تمہیں کلمہ عطا فرمایا۔
☆ میں نے تمہیں نماز عطا فرمائی۔
☆ میں نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔
☆ میں نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔
☆ میں نے تمہیں جنت کی خوشخبری سنائی۔
☆ میں نے تمہیں سچائی کا راستہ بتایا۔
☆ میں نے تمہیں خیر وشر میں فرق سمجھایا۔

اس کے عوض میں تم سے کچھ طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ میرے قریبیوں

سے پیار کرو۔

قریبی کون ہیں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قریبی کون ہیں؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے حسن اور حسین علیہم السلام۔

معلوم ہوا اہلبیت اطہار سے محبت سرکار دو عالم صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے ہم پر واجب کردی ہے۔

حجتہ الوداع کے موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ سنو!

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ایک ہے
قرآن دوسرے میرے اہل بیت اگر تم نے ان دونوں کو
مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

آج کی بات

دوستان گرامی! اگر غور کریں تو آج کچھ لوگوں نے قرآن پاک کو تو لے لیا لیکن اہل بیت سے دور ہو گئے۔

کچھ لوگوں نے اہل بیت کا دامن پکڑ لیا لیکن قرآن پاک کے تقدس

کو بھول گئے لیکن اہل بیت سنت و جماعت ہی ایک مسلک ہے جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ قرآن پاک کو چھوڑا نہ اہل بیت اطہار کے دامن کو چھوڑا ہے۔

معلوم ہوا کہ اہل سنت ہی اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اہل سنت ہی رسول اللہ کی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔

اہل سنت ہی صحابہ کرام کے طریق پر عمل کرتے ہیں کیونکہ سنی قرآن کو بھی مانتا ہے صاحب قرآن کو بھی مانتا ہے اور صاحب قرآن کے حکم پر چلتے ہوئے اہل بیت کو بھی مانتا ہے۔

قارئین محترم!

سرکارِ کائنات، وجہہ کائنات، باعثِ کائنات، سرورِ کائنات، نور کائنات، جانِ کائنات، شانِ کائنات، سلطان کائنات، حسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والی کتاب قرآن مقدس کا ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف سچا ہے جو شخص اس بات پر ایمان نہیں رکھتا وہ بے ایمان ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کو بھی تسلیم کیا جائے اور اہل بیت کا بھی احترام کیا جائے۔ آج پوری دنیا میں اہل بیت مصطفیٰ کا ہی فیض جاری ہے کسی بھی آستانہ کو دیکھیں تو سادات ہی کا فیضان نظر آتا ہے تمام آستانوں پر اولاد فاطمہ علیہم السلام کا فیضان جاری ہے۔

سادات کا فیضان

اگر اولیاء کرام درِ پنجتن کے منگتے نہ ہوتے تو نہ غوث بنتے۔

نہ ہی گنج بخش بنتے۔

نہ ہی شہباز قلندر بنتے۔

نہ ہی سلطان اولیاء بنتے۔

تمام ولیوں کو ولایت ملی تو دربار مولا سے۔

تمام اغیاث کو غوثیت ملی تو درِ زہرا بتول علیہم السلام سے۔

تمام اقطاب کو قطبیت ملی تو دربارِ حسین سے۔

تمام ابدالوں کو ابدالیت ملی تو دربارِ حسین سے۔

مجدّدین کو مجدّدیت ملی تو اسی گھر سے۔

محدثین کو علم حدیث ملا تو اسی گھر سے۔

مفسرین کو علم تفسیر ملا تو اسی گھر سے۔

حدیث شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میرے اہل بیت سفینہ نوح کی مثل ہیں جو سوار ہو گیا نجات پا گیا۔

میرے اہل بیت کشتی نجات ہیں۔

میرے اہل بیت سے خدا محبت کرتا ہے۔

اہل بیت کو ایذاء دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینا ہے۔

سرکار کی حدیث شریف ہے۔ جس نے

سیدہ فاطمہ الزہرا کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء

دی جس نے مجھے ایذاء دی اس نے خدا کو ایذاء دی

حدیث مبارکہ ہے!

فاطمہ کے غضبناک ہونے سے خدا غضبناک ہو جاتا ہے۔

(المستدرک حاکم جلد۲ ص ۱۵۶)

(مدارج النبوت جلد۲ ص ۳۶۰)

(صواعق محرقہ ص ۱۷۳)

سرکار کا جواب

ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں سے کس سے زیادہ محبت ہے؟

سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا:

''حسن و حسین علیہم السلام سے، پھر فرمایا! جو ان سے محبت رکھے گا ہم اس سے محبت رکھیں گے جو ان سے عداوت رکھے گا ہم اس سے عداوت رکھیں گے۔''

(الاستقیاب جلد ۱ ص ۳۸۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہلبیت سے محبت فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم ان سے محبت کرو کہ ان سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے اور ان سے بغض رکھنا مجھ سے بغض رکھنا ہے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حضور اکرم کی آل اطہار علیہم السلام سے دل و جان سے محبت مودّت کرے تاکہ فرامین کی پاسداری بھی ہو اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو۔

اہل بیت اطہار کا گھر

اہل بیت علیہم السلام کا گھرانہ وہ نوری گھرانہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جس میں مولا علی علیہ السلام ہیں۔

جس میں سیدّہ پاک سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سیدنا امام حسن علیہ السلام ہیں۔

جس میں سیدنا امام حسین علیہ السلام ہیں۔

جس میں سیدّہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سیدّہ عائشۃ الصدیقہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سیدّہ اُم حبیبہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سیدّہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سیدّہ حفصہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

جس میں سرکار کی دیگر ازدواج مطہرات اور دیگر اولاد پاک ہیں۔

اس گھر کی شان، عظمت کیا ہوگی جس گھر کے گدا امام اعظم ہیں۔

جس کے گھر منگتے تاجدار ہیں۔

جس گھر سے فیض یافتہ اولیاء کرام محدثین، مفسرین و مجدّدین اور آئمہ دین ہیں۔

جس گھر کے محبّ مجدّد الف ثانی ہیں۔

جس گھر کے غلام جنید بغدادی ہیں۔

جس گھر کے غلام محدث ہی نہیں محدث اعظم ہیں۔

جس گھر کے گدا امام ہی نہیں بلکہ امام اعظم ہیں۔

سب گھرانوں سے اعلیٰ

ہے افضل تے اعلیٰ نبی دا گھرانہ
پیا پلدا ایتھے ہے سارا زمانہ

☆ وہ خاندان مصطفیٰ جو عظمت میں اعلیٰ۔

☆ جو سعادت میں اعلیٰ۔

☆ جو سیادت میں اعلیٰ۔

جس گھر میں رحمت بھی ہے اور برکت بھی ہے۔

جس گھر میں نبوت بھی ہے اور رسالت بھی ہے اس گھر کی شان بہ

عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے جس گھر کا مدح خوان جبریل بھی ہے اور میکائیل بھی۔

جس گھر سے محبت آدم بھی کرتے ہیں اور نوح بھی کرتے ہیں۔

جس گھر سے محبت یوسف بھی کرتے ہیں اور یعقوب بھی کرتے ہیں۔

جس گھر سے محبت موسیٰ بھی کرتے ہیں اور عیسیٰ بھی کرتے ہیں۔

جس گھر کا ادب واحترام تمام انبیاء کرام کرتے ہیں تمام مرسلین کرتے ہیں۔

تمام فرشتے کرتے ہیں۔

تمام اولیاء کرتے ہیں۔

تمام ایمان والے کرتے ہیں۔

تمام جن وانس جس گھر کی تقدیس کے ترانے گاتے ہیں اسی گھر کے بارے میں اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ یوں ذکر کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور کا نسب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن تمام حسب اور نسب کٹ جائیں گے سوائے میرے نسب اور حسب کے۔''

(جامع الصغیر جلد ۹۳ مطبوعہ بیروت)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تمام نسب کلی طور پر کٹ جائیں گے سوائے ایک نسب کے اور وہ نسب سرکار مدینہ گنجینہ، رحمت حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

نسب رسول کا مقام

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ سرکار کے نسب پاک کی شان ورفعت ایسی ہے کہ جس کا ہمسر کوئی دوسرا نسب ہو ہی نہیں سکتا۔ آج کل کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقویٰ اختیار کرنے والے خواہ کسی قبیلے سے متعلق لوگ ہوں وہ بھی آل رسول ہیں۔ یہ عقیدہ درست نہیں اولاد رسول کی پاکیزگی اور طہارت اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے اور آل رسول کی مودّت اللہ تعالیٰ نے خود طلب فرمائی ہے تو پھر یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ ہر متقی آل رسول ہوسکتا ہے ایسا عقیدہ رکھنا درست نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں آل رسول کی عظمت بیان

کردی جائے تا کہ معلوم ہو سکے کہ آل رسول کا مقام تمام اُمتوں سے بڑھ کر ہے۔

قارئین کرام! مسلم شریف کی حدیث شریف ہے سرکار کائنات فخر موجودات حضور نبی، رحمت شافع امت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اے میرے صحابہ اے میرے غلامو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے ان کا دامن پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے بڑھ کر متقی پرہیز گار تھے اُن سے زیادہ زہد تقویٰ والا کون ہوگا اگر ہر متقی آل رسول ہے تو پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو متقیوں کے سردار ہیں اُن سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ تم اہل بیت کا دامن پکڑو۔

قارئین کرام! تمام نسب کٹ جائیں گے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب باقی رہے گا۔ معلوم ہوا وہ لوگ جو ہر متقی کو آل رسول کہتے ہیں درست نہیں۔

حضور دعا فرماتے ہیں!

علامہ غازن علاؤالدین علی بن محمد بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک روز حضور

صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ اس وقت سیاہ بالوں ایک منقش چادر اوڑھے ہوئے تھے پھر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ اسلام اللہ علیہا حاضر خدمت ہوئیں۔ آپ نے اُنہیں چادر مبارک میں داخل فرمالیا پھر علی آئے ان کو بھی چادر کے نیچے جگہ عطا فرمائی پھر حضرت حسن آئے تو ان کو بھی چادر میں جگہ عطا فرمائی حضرت حسین آئے تو آپ نے اُنہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا پھر یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔

''اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے نجس کو دور فرما اور انہیں خوب پاک فرما۔''

(تفسیر خازن جلد ۳ ص ۲۵۹)

دوسری روایت

اُم المومنین اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت میں سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا یقیناً تم بھلائی پر ہو اور نبی کی ازواج میں سے۔

آپ فرماتی ہیں کہ گھر میں رسول پاک کے علاوہ علی فاطمہ حسن اور

حسین موجود تھے تو سیدہ عام نے ان سب کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔

''اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے نجس کو دور فرما اور انہیں خوب پاک فرما۔''

(تفسیر دُرِ منشور ج ۵ ص ۱۹۸)

قارئین محترم! جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کی وضاحت فرمادی ہے تو اب کسی کو اس کے خلاف بات کرنے کی جسارت کیوں ہو رہی ہے۔؟

اہل بیت کون ہیں؟

قارئین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل بیت رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو دوسرے اُمتیوں کو ہرگز حاصل نہیں۔

آل میں خونِ رسول فروزاں ہے۔

آل رسول پر صدقہ حرام ہے۔

آل رسول کے لئے نبی کی میراث نہیں ہے۔

آل رسول کا خمس برحق ہے۔

آل رسول پر دورد پڑھا جاتا ہے۔

چنانچہ اب اہلبیت کی وضاحت ہوگئی کہ کون ہیں اور انہیں اہلبیت کے لئے مجدد دین وملت تاجدار اہلبیت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی عرض کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر اصغر عاشق رسول حضرت جناب حسن رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہلبیت پاک سے بیباکیاں گستاخیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

ایک اور روایت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس طشت ہے اور وہ کچھ پی رہے ہیں۔

ابن زبیر کی خصوصیت

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے خون پی لیا ہے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میری خواہش تھی کہ آپ کا خون مبارک میرے پیٹ میں رہے۔

سرکار نے فرمایا لوگوں کی جانب سے تیرے لئے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کے لئے افسوس ہے کہ اے عبداللہ تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ (خصائص کبریٰ امام سیوطی ج ا ص ۴۷۴)

خونِ رسول کے چند قطرے

قارئین محترم! جب خون رسول کے چند قطروں کی وجہ سے جہنم کی آگ سے آزادی مل جاتی ہے تو اہل بیت جو خون رسول ہیں ان کا مقام کیا ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولادِ فاطمہ پر جہنم حرام ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جو آل رسول کو تمام لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔

(شرف سادات امام نبھانی ص ۷۲)

قارئین کرام! ہم نے پہلے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا یہ فرمان بیان کیا ہے۔ میرے اہلبیت کشتی نوح کی مثال ہیں جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہوگیا۔

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت)

معلوم ہوا آل رسول سفینہ نجات ہیں جس نے آل رسول کی محبت کو اپنے دل میں بسالیا وہ نجات حاصل کر گیا اور جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سے بغض رکھا وہ ہلاک ہو گیا۔ آل پاک کی دوسروں سے ہر معاملے میں انفرادیت ہے ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیے۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو پسند فرمایا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھ کو چنا۔'' (الشرف المبوء بد لآل محمد ص ۹۸)

حضرت جبرئیل کی گواہی

قارئین کرام! ایک اور حدیث شریف امام نبھانی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''سرکار نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل نے کہا میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی کو نہ پایا میں نے زمین کے مشرکوں اور مغربوں میں پھر کر دیکھا مگر کسی باپ بیٹوں کو بنو ہاشم سے افضل نہ پایا۔''

(الشرف المو بد ص ۱۰۰)

معلوم ہوا کہ اہل بیت اطہار کی شان و عظمت کا ثانی کوئی نسب بھی

نہیں ہے اور کوئی حسب بھی نہیں ہے۔

نسب بھی اعلیٰ حسب بھی اعلیٰ

اہل اطہار کا نسب بھی اعلیٰ اور حسب بھی اعلیٰ ہے۔

اہل بیت کا نسب بھی نرالا اور حسب بھی نرالا ہے۔

اہل بیت کا نسب بھی بلند اور حسب بھی بلند ہے۔

اسی حسب ونسب کی وجہ سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سید الاولیاء ہیں۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام ''سید الشہداء'' ہیں۔

سیدّہ فاطمتہ الزہرہ ''سیدّۃ النساء'' ہیں۔

آل رسول بھی حسب ونسب کی بدولت ہی کائنات کے تمام لوگوں کی سردار ہے۔

کرامت کا ثبوت

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کرام! قرآن مجید فرقان حمید میں انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور عقلاً اور نقلاً جائز ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اولیاء کرام سے منسوب کرامات محض قصہ کہانیوں پر مشتمل ہیں اور کسی ولی کو یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ مظاہر قدرت پر تصرّف کر سکے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور قرآن وحدیث کے صریحاً منافی بھی۔

قارئین کرام! اللہ تبارک وتعالیٰ قادر مطلق ہے وہ جسے چاہے جو چاہے عطا فرما سکتا ہے اُس کی عطا کا انکار بے دینی کے سوا اور کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں اور رسولوں کو معجزات عطا فرمائے جس کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے جیسا کہ حضرت مریم

علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔

''یعنی جب ذکریا علیہ السلام مہراب میں آئے تو مریم کے پاس رزق پاتے تو پوچھتے اے مریم یہ کہاں سے آیا مریم کہتیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے وہ جس کو چاہے اللہ بے حساب رزق عطا فرمائے''۔

اور سورۂ مریم میں ہے:

''اے مریم تو کھجور کی شاخ کو ہلا تجھ پر وہ تروتازہ میوے گرائے گی''۔

تفسیروں میں لکھا ہے کہ اُس وقت کھجوروں کے تروتازہ پھل آنے کا موسم نہیں تھا اور یہ حضرت مریم کی کرامت کا ظہور تھا اسی طرح قرآن پاک میں اصحاب کہف کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صدیوں زندہ رہے حالانکہ اُنہوں نے کوئی چیز نہ کھائی نہ پی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی جن کا نام آصف بن برخیا تھا کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ آصف بن برخیا کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا تو اُنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ارشاد پر تخت بلقیس جو کہ ہزاروں میل دور تھا پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کردیا اور تفاسیر میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ

مذکور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے بہت سے عجائبات دیکھے۔

قارئین محترم! جو لوگ کرامت کا انکار کرتے ہیں اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جسے چاہے جو چاہے قدرت عطا فرمائے جو لوگ اللہ کے ولیوں کی کرامات کا استہزا کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے عقیدہ کو درست کریں۔

معتبر کتب احادیث میں امم سابقہ کے لوگوں کی کرامات بیان ہوئی ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ایک راہب کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیر خوار بچہ سے جب پوچھا گیا کہ تیرا باپ کون ہے تو اس نے بتایا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق کے ہاں مہمان کا قصہ مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ کھانے میں سے جو لقمہ ہم اُٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا حتیٰ کہ سب نے کھانا کھالیا۔

اور روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقام پر لشکر بھیجا اُس لشکر کے سردار حضرت ساریہ تھے جب لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھو میں کچھ لوگ چھپا دیئے تاکہ وہ عین موقع پر کام آئیں جب میدان گرم ہوا تو

قریب تھا کہ ساریہ دھوکا کھا جائیں اتنے میں آواز آئی۔

یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلُ ، یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلُ

یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہوشیار رہ۔

یہ آواز سن کر وہ ہوشیار ہو گئے یہ آواز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھی کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اور پڑھتے پڑھتے آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ آواز جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر تھی پہنچا دی اس قصے سے حضرت عمر کی دو کرامتیں ثابت ہوئی ایک تو لشکر کا حال انہیں اتنی دور سے معلوم ہو جانا اور دوسرے آپ کی آواز کا اتنی دور پہنچنا۔

قارئین کرام! صحابہ کرام کی بے شمار کرامات کتب سیرت و تاریخ میں موجود ہیں اور بعض علماء نے تو کرامات پر بڑی بڑی کتب تالیف فرمائی ہیں۔ صحابہ کرام اور اولیاء کرام کی کرامات پر کئی کتب اُردو زبان میں چھپ چکی ہیں لیکن حضور کی آل پاک کی کرامات کے حوالہ سے کوئی باقاعدہ کتاب موجود نہیں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے آل رسول کی چیدہ چیدہ شخصیات کی کرامات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

علیہ السلام کہنے کا جواز

قارئین کرام! بعض لوگ کہتے ہیں علیہ السلام صرف انبیاء مرسلین کے اسماء کے ساتھ کہا جاسکتا ہے اس لئے غیر نبی کو علیہ السلام کہنا جائز نہیں۔

کچھ لوگوں نے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو میں نے سوچا کہ ہر مسئلہ واضح طور پر بیان کردینا چاہیے تا کہ اعتراضات دفع ہوسکیں۔

قارئین کرام! یہ فروعی مسئلہ ہے اس لئے اس میں شدت اور حدت کی ضرورت نہیں ہے اگر کوئی شخص انبیاء و رُسل کے علاوہ کے لئے علیہ السلام کہے تو اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔

کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اقوال میں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں بلکہ علیہ السلام صرف انبیاء کے اسماء گرامی کے ساتھ ہی کہنا جائز ہے کسی دوسرے کے ساتھ کہنا نا جائز ہے۔

علیہ السلام کا لفظی معنی

ہم مخالفین سے یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ علیہ السلام کے

لفظی معنی کیا ہیں؟

یقیناً لفظی معنی یہی بنتا ہے کہ ''اُن پر سلام ہو۔''

اب ہم سوال کرتے ہیں کیا اُن پر سلام بھیجنا حرام ہے؟

قرآن سے ثبوت

قارئین محترم ! قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کے علاوہ کے لئے بھی سلام ارشاد فرمایا ہے۔

جیسا کہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

''سَلامٌ عَلیٰ اِلْ یَاسِیْن۔''

''سلام ہو آل یٰسین پر۔''

(سورۃ الصافات: آیت ۱۳۰)

''قال نحن آلِ محمد آل سِیْن۔''

''آل محمد ہی آل یاسین ہیں۔''

فرماتے ہیں آل یٰسین ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں۔

''ففد نقل جماعة من المفسرین لمن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان المراد بذلک سلام علیٰ آل

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

"مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آل یسین سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔" (الصوائق المحرقہ ص ۱۲۸)

قارئین محترم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب یاسین ہے اور آل یاسین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن اور تفسیر درِ منشور میں بھی آل یاسین سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دوسری دلیل

قرآن پاک کی سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

"اور وہ لوگ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہماری بیبیوں کو اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔"

"واجعلنا للمتقین اماما"

"اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔"

اور متقین کے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

متقین کے امام حضرت امام حسن علیہ السلام ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں امام زین العابدین علیہ السلام ہیں کیونکہ حضرت

علی علیہ السلام صحابہ کے امام ہیں اور صحابہ کرام رضوا اللہ علیہم اجمعین متقی ہیں۔

حضرت حسن و حسین علیہم السلام صحابہ تابعین کے امام ہیں۔ امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر امام ابو حنیفہ کے امام ہیں لہٰذا یہ سب حضرات متقین کے امام ہیں اور قرآن پاک میں بھی یہ حکم ہے۔

جنت میں اُونچا مقام

واجعلنا للمتقین اماما اولئک یجزون الغرفة بما صبروا۔

"اور ان کو جنت میں سب سے اونچا مقام ملے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین کو جنت کی سرداری دی ہے یعنی سب سے اُونچا مقام حسنین کریمیم علیہم السلام کے پاس ہی ہے اور یہ بدلہ ہے صبر کا جو انہوں نے صبر فرمایا۔

اہلبیت علیہم السلام کا صبر

جو صبر حسنین کریمین علیہم السلام اور ان کی آل کا ہے ان کی مثال ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک نہیں ملتی۔

پیشوائی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اسی لئے کہ ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ جنت کے سردار حسنین کریمین علیھم السلام ہیں تو ان کا مقام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر ہوگیا؟ تو قرآن نے بتا دیا۔

گو وہ سب سے اونچے مقام پر ہوں گے لیکن وہاں بھی ان کی پیشوائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اور اللہ اور فرشتوں کی طرف سے اُنہیں سلام پیش کیا جائے گا۔

جب قرآن پاک میں ہے کہ سلام اُن کے لئے ہے پھر اُنہیں علیہ السلام کہنا جائز کیوں نہیں؟

تیسری قرآنی دلیل

قرآن پاک ہی سے تیسری دلیل ہم پیش کرتے ہیں:

”قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔“

”تم کہو سب خوبیاں اللہ کو ہیں اور سلام اُس کے چنے ہوئے بندوں پر۔“

(پارہ نمبر ۱۹: سورۃ النمل آیت ۵۹)

اس آیت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اور تمام چُنے ہوئے بندے بھی ہیں کیونکہ آیت میں عبد نہیں بلکہ عبادہ ہے اور یہ جمع کا صیغہ ہے اور حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام بھی چُنے ہوئے ہیں۔ مرتضٰی کا معنی ہی چُنا ہوا بندہ ہے۔

امام حسن علیہ السلام بھی چُنے ہوئے ہیں آپ کا نام حسن مجتبٰی ہے مجتبٰی کا معنی بھی چُنا ہوا ہے۔

بلکہ تمام آل اطہار کے لوگ رب قدیر جل شانہ، کے چُنے ہوئے ہی لوگ ہیں اور ان چُنے ہوئے لوگوں پر اللہ تبارک وتعالٰی سلامتی بھیج رہا ہے۔

قرآن سے چوتھا ثبوت

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۴۶ بھی اس پر دلیل ہے کہ اس میں انبیائے کرام کے علاوہ بھی جنتیوں کو سلام کہا گیا ہے جب جنتیوں کے لئے سلام ہوسکتا ہے تو جنتیوں کے سردار ہیں جن کے بارے میں خود رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ!

"الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ۔"

"حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔"

(اسد الشبابہ جلد ۲ ص ۹)

اُن پر سلام بھیجنے سے انکار کرنے والا یقیناً بد بخت ہے۔

قرآن سے پانچواں ثبوت

قارئین کرام! قرآن پاک کی سورۃ مریم کی آیت مبارکہ دیکھیں ارشاد ہوتا ہے!

"وسلم علیہ یوم ولد ویوم یموت۔"

"سلام ہے اس دن پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوگا۔"

اب ہم سوال کرتے ہیں کیا دن بھی نبی ہوتا ہے؟

کیا دن بھی رسول ہوتا ہے؟

نہیں! لیکن اللہ تعالیٰ دن کو بھی سلام علیہ فرما رہا ہے اور اس ہستی کے یوم پیدائش کو سلام فرما رہا ہے جنہیں ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام اقدس کے ساتھ جانتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے مقتدی ہوں گے جو کہ اہل بیت اور رسول کے ایک فرد ہیں۔

چھٹا ثبوت

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"سلام ھی حتی مطلع الفجر۔"

جب قدر کی رات کو سلام ہو سکتا ہے تو قدر والی ذات کو سلام کیوں نہیں ہو سکتا۔

ساتویں قرآنی دلیل

قارئین کرام! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آیت صلوٰۃ نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا۔

"یہ ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔"

"اے ایمان والو! تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور سلام۔"

(سورۃ احزاب آیت ۵۶)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں لیکن ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ آپ پر کیسے درود بھیجیں؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا!

"قال قول اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔"

(تفسیر خازن جلد ۵ ص ۳۲۶)

"یعنی درود پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پاک شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم پر دم بریدہ دورد نہ بھیجا کرو یعنی ایسا درود جس میں ہماری اہل بیت کا ذکر نہ ہو۔"

محدثین کرام نے دورد پاک میں آل رسول کو شامل فرمایا ہے اور جس درود پاک میں آل رسول کا ذکر نہ ہو اُسے نامکمل درود کہتے ہیں ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے اگلا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

نماز قبول نہ ہوگی

دار قطنی اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہے کہ:

"جس نے نماز پڑھی مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا اُس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام شافعی بھی حدیث پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"آل پاک پر درود پڑھنا بھی آپ پر درود پڑھنے کی طرح واجب ہے۔"

(صوائق محرقہ ص ۱۷۷)

قارئین محترم! درود میں بھی سلام ہے اور جب تک ہم اہل بیت علیہم السلام پر نماز میں درود سلام نہ بھیجیں تو نماز ادا نہیں ہوتی۔

ہم کہتے ہیں کہ جو بات نماز میں جائز ہے نماز کے بعد وہی بات غلط کیسے ہو سکتی ہے؟

ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہم درود پاک کے تو قائل ہیں سلام کیسے ثابت کرو گے۔

نماز سے سلام کا ثبوت

قارئین محترم! نماز میں درود کے ساتھ ساتھ لفظ سلام بھی کہنے کا ثبوت موجود ہے جیسا کہ فرمان ہے:

" السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین۔"

"سلام ہے ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔"

فرمان ہے نماز میں خود اپنی ذات اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام کہے۔

ہم پوچھتے ہیں جب نیک بندوں پر سلام کا حکم ہے تو بتائیں کیا اہلبیت رسول کے نیک ہونے میں کوئی شک ہے۔

کیا مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نیک نہیں؟

جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک فرمایا اور جن کی پاکیزگی کا بیان زبان رسالت سے ہوا اُن سے زیادہ نیک کون ہوگا؟

حضرت امام حسن اور حضرت اما حسین علیہم السلام سے محبت کرنا ہی

عبادت ہے ان سے محبت کرنا ہی نیکی ہے اس کے بعد تو اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو ''علیہ السلام'' کہنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

بخاری شریف کی دلیل

اب ہم آپ کے سامنے بخاری شریف سے دلیل پیش کرتے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم باب المناقب میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت کے باب کا آغاز کرتے ہوئے امام بخاری نے باب المناقب حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام لکھا ہے۔ کیا امام بخاری کو معلوم نہ تھا کہ انبیاء و مرسلین کے علاوہ کسی کے لئے علیہ السلام لکھنا جائز نہیں۔

جو لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ انبیاء و مرسلین کے علاوہ کسی کے لئے علیہ السلام جائز نہیں۔ اُنہیں چاہیے کہ آئمہ حدیث کی مکتب کا مطالعہ کریں اس طرح انہیں حقیقت سے آگاہی بھی ہو جائے گی اور غلط فہمی کی اصلاح بھی۔

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین کے علاوہ کسی کے لئے علیہ السلام جائز نہیں ہم اُن کی خدمت میں چند حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنی تحریروں میں امام

حسن وحسین علیہم السلام کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں علیہ السلام لکھتے ہیں۔

(جذب القلوب ص ۱۷)

اعلیٰ حضرتؒ سلام بھیجتے ہیں

ان کے علاوہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حدائق بخشش'' میں جو مشہور سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' میں نہ صرف اہل بیت اطہار بلکہ صحابہ کرام اور اولیاء کرام پر بھی لاکھوں سلام بھیجتے ہیں چنانچہ اس طویل سلام سے ہم صرف دو شعر پیش کرتے ہیں۔

ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

بلکہ ایک شعر میں لکھتے ہیں:

شاہ کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام

اب ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ تم اہلبیت پر سلام بھیجنے پر اعتراض کرتے ہو اعلیٰ حضرت بریلوی لاکھوں سلام بھیج رہے ہیں۔

مسلمانوں پر فرض

قارئین محترم!

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اہل بیت پر سلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اسی لئے ہر سنی بریلوی مسلمان اہل بیت نبوت پر سلام بھیجتا ہے اور جو اہل بیت کے لئے علیہ السلام کہنے کو ناجائز سمجھتے ہیں وہ درحقیقت سنی سنائی بات کرتے ہیں کیونکہ نہ تو قرآن پاک میں انبیاء و مرسلین کے لئے علیہ السلام کی تخصیص فرمائی گئی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء ومرسلین کے لئے علیہ السلام کی تخصیص ہے بلکہ خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام سے بھی کوئی قول منقول نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ علیہ السلام انبیاء ومرسلین کا خاصہ ہے۔

قارئین محترم! قرون اُولیٰ سے لے کر آج تک ہزاروں علما و محدثین اپنی کتب میں اہل بیت کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام لکھتے رہے ہیں عہد حاضر کے چند علماء کے اسماء ملاحظہ فرمائیں جو اہل بیت کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام لکھتے رہے ہیں۔

علامہ سمہوری رحمتہ اللہ علیہ

(تاریخ محبوب مدینہ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

(سر الشہادتین)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ

(فتاویٰ مہریہ)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ

(شان حبیب الرحمٰن)

غزالی زماں حضرت احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

(مقالات کاظمی)

شارح بخاری سید محمود احمد رضوی رحمتہ اللہ علیہ

(شان صحابہ)

ڈاکٹر طاہر القادری

(مرج البحرین)

مولانا فضل احمد اویسی

(مواعظ اویسیہ)

محمد شفیع اوکاڑوی ؒ

(شام کربلا)

شاہ رفیع الدین دہلوی

(قیامت کی نشانیاں)

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی ؒ

(مقامات صحابہ)

اب ہم یہیں پر اس بحث کو اس جملے کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ اہل بیت اطہار پر سلام بھیجنا سنیوں کا شیوہ ہے اور اُن پر سلام بھیجنے سے انکار کے لئے ہمیں یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ شیعہ امام حسین علیہ السلام کہتے ہیں۔

شیعہ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں شیعہ کہیں یا نہ کہیں ہمارا مسلک ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آل پاک درود میں بھی شامل ہیں اور سلام میں بھی شامل ہیں۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جب بھی آل پاک کا ذکر خیر تقریر یا تحریر میں کریں تو لازماً علیہ السلام کہیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

حالات وکرامات
حضرت امام علی علیہ السلام

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم خاتم خلافت اور تمام اولیائے کرام کے سلطان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظّمہ میں بیت اللہ شریف کے اندر ہوئی۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت پاک بھی آپ کی فضیلت کے حوالہ سے اہم ترین واقعہ ہے۔

وہ کعبۃ اللہ جہاں روزانہ فرشتے حاضری دیتے ہیں۔

وہ کعبۃ اللہ جہاں مسلمان حج ادا کرتے ہیں۔

وہ کعبۃ اللہ جس کی تعمیر اول فرشتوں نے کی۔

وہ کعبۃ اللہ جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا۔

وہ کعبۃ اللہ جسے بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

وہ کعبۃ اللہ جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز ادا کرتے ہیں۔

کائنات میں جس کی مثل کوئی گھر نہیں ہے لیکن قدرت یہ چاہتی ہے کہ اُس گھر میں علی پیدا ہو۔

ولادت کا واقعہ

حضرت سیدّہ فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبہ شریف کا طواف کر رہی ہیں دورانِ طواف آپ کو درد زہ محسوس ہوا چوتھے چکر میں آپ کی حالتِ مبارکہ متغیر ہوگئی آپ نے خدائے واحد کی بارگاہ میں روتے ہوئے عرض کی۔ یا اللہ! مجھ پر یہ وقت ولادت آسان فرما! اے اللہ مجھے اس مشکل وقت سے نجات دے روایات میں آتا ہے۔

کعبہ شریف کی دیوار شق ہوگئی اور حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیت اللہ شریف میں چلی گئیں حرم کعبہ میں موجود لوگ حیران تھے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد سلام علیہا کہاں چلی گئیں۔

جب اُن کا پتہ نہ چلا تو حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ کی چچی کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان آپ پریشان نہ ہوں چچی جان بالکل خیریت سے ہیں۔

پھر حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کعبہ شریف سے باہر تشریف لائیں تو آپ کی گود میں نہایت حسین بیٹا ایسا حسین کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہیں۔

ایسا حسین کہ چاند اُس کے سامنے ماند ہے، فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو لے کر حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں۔

مولا علی علیہ السلام کی آنکھیں بند تھیں جب آپ کے والدین نے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا۔

حضرت علی نے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس واقعہ میں بہت سے لطیف نکات ہیں وہ ہم پھر کبھی پیش کریں گے یہاں ہم صرف ولادت کے حوالہ ہی سے ایک دو باتیں کریں گے۔

خارجیت کے نمونے اور حیا سے عاری لوگ اس بات کو باور کرانے کی سعی کر رہے ہیں کہ حضرت علی کی ولادت کعبہ شریف میں نہیں ہوئی۔

آؤ ہم بتاتے ہیں اور متعدد روایات پیش کرتے ہیں کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ کعبۃ اللہ ہی میں پیدا ہوئے۔

حوالہ نمبر۱ المستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۸۳

حوالہ نمبر۲ شواہد النبوت ص ۲۸۰

حوالہ نمبر۳ نزہتہ المجالس جلد۲ ص ۲۰۵

حوالہ نمبر۴ نور الابصار شبلنجی ص ۸۵

حوالہ نمبر۵ مروج الذہب جلد۲ص ۲۸۵

حوالہ نمبر۶ اسد اللہ ص ۱۴

حوالہ نمبر۷ ازالۃ الخلفا جلد۲ص ۲۵۱

حوالہ نمبر۸ شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۳۱۹

حوالہ نمبر۹ مشکل کشاء جلد ا ص ۷۶

حوالہ نمبر۱۰ اوراق غم ص ۷۶

حوالہ نمبر۱۱ روضۃ الشہداء جلد ا ص ۳۲۸

قارئین کرام! اہلسنّت والجماعت ہی صحیح العقیدہ مسلک ہے اور اہلسنّت والجماعت میں تمام لوگ حضرت مولا علی علیہ السلام کی کعبۃ اللہ میں ولادت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

بصد تلاش نہ کچھ وسعت نظر سے ملا
نشان منزل مقصد و راہبر سے ملا
علی ملے تو تو ملے خانۂ خدا سے ہمیں
خدا کو ڈھونڈا تو وہ بھی علی کے گھر سے ملا

حضرت علی مولا علی کعبۃ اللہ میں پیدا ہوئے خلفیۂ راشد چہارم بنے۔

آپ کو منافقین اور خارجیوں کی طرف سے بہت پریشانیوں کا سامنا

کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنی خلافت مبارکہ بخوبی اچھے انداز سے نبھائی اور اپنا روحانی نظام امامت اپنے جانشین حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے سپرد فرما کر ۱۲ رمضان المبارک میں چار سال آٹھ ماہ خلافت فرما کر ۶۳ سال کی عمر میں اس جہاں فانی سے تشریف لے گئے۔ آپ کے دور اقدس کے حوالہ سے بھی کئی روایات ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ کا مزار اقدس نجف اشرف میں موجود ہے۔

قلندر وقت علامہ اقبال نے کہا:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش افرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی حیات مقدسہ ظاہری میں بھی لوگوں نے چین نہ لینے دیا بعد از وصال بھی آپ کو موضوع سخن بنا کر آپ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی جارہی ہے کبھی آپ کے حلیہ مبارک پر بات کی جارہی ہے۔ حلیہ مبارک کے حوالہ سے آپ اگلے صفحات میں بحث ملاحظہ فرمائیں گے۔ کبھی آپ کی ولادت کو کبھی آپ کی شہادت کو کبھی آپ کے مزار اقدس کو کبھی آپ کی ولایت کو طعن کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت مولا علی اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی پیاروں میں سے ہیں۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور حضور علیہ السلام

کی قرابت بھی جتنی آپ کو حاصل ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور کفر کو پہچان مولانا علی کو بنایا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم مولائے کائنات شیر خدا مشکل کشاء سے اس قدر محبت کرنے کی کوشش کریں اور موّدہ کریں کہ یہ قرآن پاک کا حکم اور اسلام ہونے کی علامت ہے۔

نبوت کے بعد

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا خلافت راشدہ کے خلیفہ ٔ چہارم اور خلافت روحانیہ کے امام اول ہیں سلسلہ رُوحانیت وطریقت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی سے چلا ہے۔

محدثین کرام کی کثیر تعداد اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جتنی احادیث مبارکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں آتی ہیں۔ دوسرے کسی صحابی کی شان میں نہیں آئیں۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت مولا علی حق و باطل میں فرق کرنے والے تھے اور بہت سے لوگ جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں لیکن دل میں مولا علی سے بغض وعناد رکھتے ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مقامات پر اور مختلف خطبات میں حضرت علی المرتضیٰ کے مقام کا بیان فرمایا اور فرمایا اے لوگو!

"علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں جو علی سے بغض

رکھے گا وہ حقیقتاً مجھ سے بغض رکھے گا۔"

جب یہ فرامین مبارکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تو پیارے آقا کے پیارے صحابہ حضرت علی المرتضیٰ سے بہت زیادہ محبت فرمانے لگے اور پھر اپنے معاملات میں بھی آپ کو مقدم جاننے لگے۔

مطالعہ کرنے والو!

اُس وقت تو حضرت مولا علی سے کم لوگ ہی عداوت کرتے تھے لیکن احادیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جا بجا عظمت شیرِ خدا اور محبت علی کا درس کیوں دیا؟

غیب دان نبی

اس لئے ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار کائنات شہر یار کائنات سردار کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان نبی تھے آپ کو ہر آنے والے وقت کا بھی علم تھا۔

اس بات پر قرآن پاک نے مہر صداقت ثبت فرمائی ہے:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ۔

"اے محبوب جو آپ نہیں جانتے تھے اللہ نے آپ کو سکھا دیا۔"

ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْن۔"

''میرا حبیب غیب بتانے میں بخل نہیں فرماتا۔''

تو غیب کی بات وہی بتا سکتا ہے جس کے پاس علم ہو۔ قرآن پاک میں بھی اور احادیث طیبہ میں بھی حضور علی السلام کے پاس علم غیب کا علم تھا۔

مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

حدثنی ابوزید قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد انمبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کئن فاعلمنا احفظنا۔

(مسلم شریف جلد دوم کتاب الفتن)

''حضرت ابو زید فرماتے ہین کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا حضور پھر منبر سے نیچے تشریف لائے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ گر ہوئے حتیٰ کہ صبح سے شام ہو گئی حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اُس کی خبر دی اور جو کچھ ہونے والا تھا اُس کی بھی خبر دی۔''

پتہ چلا حضور علیہ السلام کو آنے والے واقعات کا بھی علم ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے کے آنے والے وقتوں میں ایسے منافق لوگ بھی ہوں گے جو ظاہراً کلمہ پڑھیں گے اور مسلمان ہونے کے دعویدار ہوں گے لیکن اپنے دل میں حضرت علی سے بغض رکھیں گے اس لئے حضور علیہ السلام نے بیشتر مقامات پر حضرت علی المرتضیٰ کے فضائل بھی بیان فرمائے اور حکم بھی فرمایا کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے محبت ومودۃ رکھو۔

لواء الحمد پکڑنے والے

قارئین کرام!

حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام کے ایسے فضائل بھی ہیں جن میں اُن کے ساتھ کوئی شریک نہیں خود حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کے خصائص پر میں رشک کرتا ہوں۔

قارئین! شان مولائے کائنات ازروئے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختصراً ملاحظہ فرمائیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اے علی میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تمام اُمتوں سے پہلے میری اُمت کا حساب لیا جائے گا اور تجھے

بشارت ہو۔

ثم البشراول من یدعیٰ بک بقرابتک منی۔

”کہ تجھ سے پہلے میری قرابت کی وجہ سے بلایا جائے گا اور میرا جھنڈا الواء الحمد تیرے ہاتھ میں دیا جائے گا جس کے زیر سایہ آدم علیہ السلام اور تمام مخلوق خدا ہوگی۔“

(الریاض النضرہ جلد۲ ص ۱۷۱)

کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے بڑے جھنڈے کو علی کیسے اُٹھائیں گے؟

حضور علیہ السلام نے نہایت احسن انداز سے جواب ارشاد فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کیسے نہیں اُٹھائیں گے۔

صبراکصبری وحسنالحُسن یوسف وقوۃ جبریل۔

”علی کا صبر میرے صبر جیسا حسن یوسف علیہ السلام کے حُسن جیسا اور جبریل جیسی قوت ہے۔“

جس ہستی میں حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسی قوت ہو اُس کی لواء احمد اٹھانے میں کتنی طاقت صرف ہوسکتی ہے۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اگر چاہیں تو اپنے ایک ہاتھ سے ساری روئے زمین کو اُٹھا سکتے ہیں تو ایسی ہی طاقت والا لواء الحمد کیوں نہیں اُٹھا سکتا؟

حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں؟

ہر ولی علی کا غلام ہے۔

علی جان اسلام اور حق کا امام ہے۔

علی کے ہاتھوں ولائت کا نظام ہے۔

علی کا لقب کاسر الاصنام ہے۔

عقلوں سے بالا علی کا مقام ہے۔

علی کا وظیفہ قاطع آلام ہے۔

علی کی محبت معرفت کا جام ہے۔

علی کا دشمن ولد الحرام ہے۔

عزیز دوستو!

یہ جملہ انتہائی صداقت پر مبنی ہے واقعتاً مولا علی شیر خدا کا دشمن ولد الحرام ہے کیونکہ کوئی حلال زادہ مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان وعظمت میں گستاخی نہیں کر سکتا۔

حدیث پاک میں ہے کہ صحیح النسب کبھی علی کی شان میں گستاخی نہیں

کرسکتا۔

آئین مولائے کائنات کی فضیلت کا مشاہدہ کریں۔

ایک مرتبہ حضور نبی مکرم شفیع معظم تاجدارِ آدم و بنی آدم حضرت سیدّ نا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ واجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"یامعشر الانصار الا ادالکم علیٰ مان تمسکم بہ لن تضلوا بعدہ ابدا ؟"

''اے گروہ انصار میں ایسی بات بتائیں کہ اگر تم اس کا دامن ہاتھ میں رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہوسکو۔''

قالوا بلیٰ۔

اُنہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا!

"ھذا علی فاجلوہ بحبی واکرموہ بکرامنی فان جبرئیل امونی بالذی قلت لکم من اللہ عزوجل۔"

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم اصفہانی جلد نمبر ۳ ص ۶۴)

سرکار نے فرمایا!

"پس یہ علی ہیں ان سے محبت کرو۔ میری محبت کے ساتھ اوران کا اکرام کرو۔ میرے اکرام کے ساتھ اور میں یہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا رہا ہوں جو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہے۔"

یہ حضرت مولا علی کا مقام ہے یہ مولائے کائنات کی فضیلت ہے جو حضور علیہ السلام لوگوں کے اجتماع میں بیان فرما رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا!

ھذا علی۔

یہ علی اس سے ثابت ہوا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس محفل میں موجود تھے لیکن بعض ایسے اجتماعات بھی ہیں جن میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام موجود نہ تھے لیکن حضور علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے جناب شیرِ خدا علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کو بتایا اور سمجھایا جو سمجھ گیا وہ فلاح پا گیا۔

جو اکڑ گیا اس کا بیڑہ غرق ہوتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے دیکھا آئیں غدیر خم کا خطبہ کے وقت جو معاملہ ہوا ملاحظہ ہو۔

غدیر کا مقام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ علی المرتضیٰ موجود نہیں ہیں۔ سرکار دو عالم نے جو پیغام دینا تھا دیا جو تبلیغ کی

باتیں کرنی تھیں کیں، اور اُنہیں باتوں میں آپ نے ایک ایسا فرمان مقدس جاری فرمایا جو کہ فرمان بھی تھا، اعلان بھی تھا، حکم بھی تھا، عطا بھی تھی، کرم بھی تھا، فضل بھی تھا، اور انتہائے محبت اور عدیم المثال رشک آفریں عہدہ بھی تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولا علی شیر خدا کو عطا فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اے لوگو!

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔"

"اے لوگو! جس جس کا میں مولا اُس اُس کا علی مولا"۔

(ترمذی شریف جلد۲ص ۲۱۲)

اب اگر ہم فہرست بتائیں کہ حضور علیہ السلام کس کس کے مولا ہیں تو اُس فہرست میں کون ایمان والا شامل نہ ہوگا۔

صحابہ اُس میں شامل۔

اولیاء اُس میں شامل۔

اغیاث ان مین شامل۔

قطب اُن میں شامل۔

ابدال اُن میں شامل۔

ہر ہر ایمان والا اُس جماعت میں شامل ہے جس کے حضور علیہ

السلام مولا ہیں۔

اور حضور نے فرما دیا!

اعلان کر دیا واضح کر دیا۔

جس جس کا میں مولا ہوں اُس اُس کا علی بھی مولا ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ فرمان سنا تو صدق دل سے تسلیم کیا بلکہ روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی برحق امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو مبارک اس انداز سے دی کہ یا علی آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہمارے مولا بن گئے ہیں۔

جبھی ایک موقع پر حضرت عمر فاروق نے دُعا کی جو رسول اللہ کی دُعا ہے۔

حضور علیہ السلام کی دُعا سے ہی حضرت عمر فاروق مسلمان ہوئے اُس نے مراد مانگی جو مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت عبقہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر میرے بعد نبوت جاری رہتی تو میرے بعد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔''

(الریاض المنضرہ ج ۲ ص ۱۵)

اور ایک روایت ہے سرکار مدینہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میری اُمت میں صرف ایک ہی محدث ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔

عمر فاروقؓ کی دُعا

وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رب اکبر جل شانہ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں۔

یا اللہ! مجھے وہ دن نہ دکھانا جس دن مجھے علی کی رہبری حاصل نہ ہو۔

معلوم ہوا! حضرت مولا علی شیر خدا کو اپنے فضائل و کمالات عطا فرمائے گئے ہیں جن میں اُن کے ساتھ کوئی شامل نہیں ہے۔

جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے تو ایک شخص جو اپنے دل میں مولا علی بغض رکھتا تھا نام تھا اُس کا حارث بن نعمان۔

جب اُسے یہ کلام پہنچا تو وہ حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں بتایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ اُس کے واحد ہونے کو مانیں اور آپ کی رسالت کو مانیں ہم نے یہ قبول کر لیا۔

آپ نے ہم کو حکم دیا پانچ نمازیں پڑھیں۔

ہم نے پانچ نمازیں ادا کرنی شروع کر دیں۔

آپ نے کہا رمضان کے روزے بھی رکھو۔

ہم نے یہ بھی قبول کرلیا۔

آپ نے حکم دیا حج بیت اللہ کرو ہم نے یہ بھی کرلیا۔

آپ ہمارے اتنے کاموں سے بھی راضی نہ ہوئے اور اپنے چچا زاد بھائی کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے کہہ دیا۔

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔"

''جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔''

یہ جو آپ نے کہا ہے اپنی طرف سے کہا ہے یا اللہ کی طرف سے؟

"والذی لا الہ الاھو ان ھذا من اللہ عزوجل۔"

(نورالابصار حضرت مومن شلنجی ص ۷۸)

''حارث بن نعمان واپس ہونے لگا اور بولا اے اللہ اگر یہ سچ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔''

" فامطر علینا حجارۃ من السماء۔"

''یا عذاب میں مبتلا کر۔''

اصل میں وہ شخص یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا عذاب آئے گا۔

اگر نہ آیا تو میں معاذ اللہ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور حضرت علی کے بارے میں نازیبا الفاظ اپنی زبان دراز سے نکالوں گا لیکن اللہ تعالیٰ ۔ نے اُسے موقع نہ دیا اور اُس کے عذاب طلب کرنے پر اور حضرت علی المرتضیٰ کو مولا نہ ماننے پر ایسا عذاب دیا جو اُس بد بخت نے طلب کیا تھا وہ عذاب آیا پتھر آیا اور اُس کی کھوپڑی میں لگا۔

کھوپڑی میں لگ کر گرا نہیں بلکہ کھوپڑی کے اندر چلا گیا جیسے آج آپ دیکھتے ہیں کوئی پستول سے گولی مارتا ہے تو وہ گولی جسم کا حصہ پھاڑ کر اندر چلی جاتی ہے۔

ایسے ہی وہ پتھر اس کے اندر گیا اور وہ شقی وہیں گر کر ہلاک ہو گیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر عیاں فرما دیا کہ:

"میرے پیارے محبوب کے فرمان پر اعتراض کرنے والے اور میرے محبوب کے پیارے علی کرم اللہ وجہہ پر اعتراضات کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے کہ اس دنیا میں بھی ہلاک ہو گیا اور آخرت میں بھی فی النار ہو گا۔"

قارئین کرام!

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا فاتح خیبر اسد اللہ الغالب امام المشارق المغارب مشکل کشا تاجدار ہل اتی۔

"صاحب انما ولیکم اللہ ورسولہ وللمومنین۔"

کی عظمت و شان میں بہت سی احادیث وارد ہیں اگر صرف وہ نقل ہی کر دی جائیں تو پوری کائنات اس مضمون میں صرف ہو جائے گی لہٰذا مختصر سی چند باتیں کرنے کے بعد ہم اگلے باب میں داخل ہوں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"انا وعلی من نور واحد۔"

"میں اور علی ایک نور سے ہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"یا علی انا وانت من شجرۃ واحد۔"

"اے علی میں اور تم ایک شجر سے ہیں۔"

(المستدرک شریف حاکم ج ۲ ص ۲۴۱)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

"انا سید ولد آدم وعلی سید العرب۔"

(المستدرک ص ۲۴۱)

"میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی سید العرب ہیں۔"

ایک اور حدیث مبارکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال محبت فرمائی اور مقام جناب حیدر کرّار کو عطا فرمایا کہ جس کی نہ

مثال ہے نہ نظیر۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!......جو چاہتا ہے۔

آدم کو اُن کے حلم میں۔

نوح کو اُن کے علم میں۔

ابراہیم کو اُن کی بردباری میں۔

یحییٰ کو اُن کے زہد و تقویٰ میں۔

موسیٰ کو ان کی گرفت اور پکڑ میں دیکھے۔

سرکار فرماتے ہیں ایسے شخص کو چاہیے وہ علی کو دیکھ لے۔

اور حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث بھی پڑھتے چلیں تاکہ آپ کے دل میں حُب علی کا چراغ مزید روشن ہو جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو یوسف علیہ السلام کو اُن کے جمال میں دیکھنا چاہتا ہے وہ علی کو دیکھ لے۔

(الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۹۶)

حلیہ مبارک

عزیزانِ گرامی!

آج مؤرخ تاریخ میں جناب حیدر کرار شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

کا جو حُلیہ تحریر کرتے ہیں اُس حلیے میں یا تو کسی ہاتھ کا کمال ہے یا پیسے کا کمال ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایسا حُلیہ لکھا گیا ہے کہ لوگوں کے اذہان وقلوب میں حضرت علی شیر خدا کی شخصیت محفوظ ہے کہ آپ شیر خدا ہیں۔

آپ جناب سیدۃ النساء العالمین کے شوہر ہیں اور آپ حسین وجمیل مرد ہیں یہ مسلمانوں کے ذہنوں سے نکالا جائے تاریخ کا گھپلا مولا علی کا حلیہ۔

ایک روایت!

ابو سعید کہتے ہیں ہ ہم نوجوان تھے اور بازار میں کپڑا بیچا کرتے تھے جب آپ پر ہماری نظر پڑی تو ہم کہتے بڑے پیٹ والے بزرگ۔

ایک بار آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں لوگوں نے اس کا ترجمہ عرض کیا۔

فرمایا اس شکم کے اوپر والے حصہ میں علم ہے اور نیچے والے حصہ میں کھانا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۲۵۴، فضائل خلفائے راشدین ص ۱۹۱)

اس روایت کے آگے لکھتے ہیں:

''حضرت علی جب چلتے تو آگے کی طرف زور دے کر چلتے۔''

(فضائل خلفائے راشدین ص ۱۹۱)

آپ کی داڑھی مبارک:

''ریاض النضرہ میں ہے آپ کی داڑھی مبارک کا ہر بال بغیر خضاب کے سیاہ تھا۔''

(الریاض النضرہ ج ۳ ص ۲۵۵)

امام شعبی فرماتے ہیں کہ:

''میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کے بال روئی کی مثل سفید تھے۔''

(فضائل خلفائے راشدین ص ۱۹۱)

''آپ میانہ قد مائل پستی تھے دوہرا بدن سر کے بال کسی قدر اُڑے ہوئے باقی تمام جسم پر بال لمبی گھنی داڑھی گندم گوں تھے۔'' (تاریخ اسلام اکبر شاہ ج اص ۴۰۴)

یہ سب روایات جو آپ کے سامنے پیش کی گئیں ہیں ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کے حُلیہ مبارک کے بارے میں روایت میں کتنا تضاد ہے۔

(۱) آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔

(۲) آپ کا قد مبارک پستگی کی طرف مائل تھا۔

(۳) آپ کی داڑھی شریف کا رنگ سیاہ گہرا تھا۔

(۴) آپ کی داڑھی مبارک رنگ سفید روئی کی مثل تھا۔

(۵) آپ کی داڑھی شریف زرد رنگ کی تھی۔

(۶) آپ کے سر مبارک پر بال نہ تھے۔

(۷) آپ کے سر مبارک کے بال قدرے اُڑے ہوئے تھے۔

(۸) آپ کا بدن دُہرا تھا۔

(۹) آپ کے سر مبارک پر بال نہ تھے باقی تمام جسم پر بال ہی بال تھے۔

(۱۰) آپ کی چال ایسی تھی کہ آپ آگے کی طرف زور لگا کر چلتے تھے۔

اب سب باتوں میں کسی قدر اختلاف ہے اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں لیکن یہ بات لازماً ذہن میں آتی ہے کہ یہ حُلیہ کسی بہت زیادہ کھانا کھانے والے کا ہو سکتا ہے جس کے سر پر بال نہ ہوں اور پیٹ بڑھا ہوا ہو جس کا قد پستہ ہو ایک اور بڑی مشہور روایت ہے کہ آپ کی پنڈلیاں بھی نہایت باریک تھی۔

صاحب انصاف حضرات سے صرف یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ کیا یہ حُلیہ کسی خوبصورت شخص کا ہے یا کسی کم صورت شخص کا حُلیہ ہے۔

کیا یہ حلیہ اس ہستی کا ہو سکتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنا شیر کہتے ہیں۔

کیا یہ حلیہ اس ہستی کا ہو سکتا ہے کہ جس کے حسن و جمال اور جس کے جسم کی کیفیت کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو الفاظ میں کریں کہ جس نے حسن یوسف دیکھنا ہو وہ علی کو دیکھ لے؟

کیا یہ حلیہ اُس ہستی کا ہو سکتا ہے کہ جس ہستی کے جسم اطہر کی کیفیات اور اُن کی طاقت و شجاعت کا لوہا صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی نہیں کفار و مشرکین بھی تسلیم کریں۔

کیا یہ حُلیہ اُس ہستی کا ہو سکتا ہے؟

جس ہستی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُس صاحبزادی کے لئے چنیں کہ جو سیدۃ النساء العالمین ہے جو مریم و حوا کی بھی شہزادی ہے جو عائشہ و سارہ کی ملکہ ہے جو جنت کی شہزادی اور ملکۂ فردوس ہے اور جس ہستی کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ فاطمہؑ!

کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے اعلیٰ بندوں میں سے ایک کو تمہارا باپ اور دوسرے کو شوہر بنادیا۔

کیا یہ حُلیہ اُس ہستی کے حُسن کی غمازی کرتا ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہیں میں اور علی ایک نور سے

بنے ہیں۔

کیا یہ حُلیہ اُس ہستی کا لگتا ہے کہ جس کے بارے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

"النظرالیٰ وجهه علی عبادہ۔"

''علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

قارئین محترم!

آپ پر فیصلہ چھوڑنے سے قبل یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کوئی چھوٹے قد کے کمزور پنڈلیوں والے عجیب سے جسم والے نہ تھے بلکہ آپ حُسن کا وہ پیکر تھے جس پر سارا عرب ناز کرتا تھا اور کرتا ہے۔

آپ وہ قمر بنی ہاشم تھے جب صبح اُٹھتے تو آپ کی چشمان مبارک میں مٹی اور گرد نہ ہوتی بلکہ نورانیت چمک رہی ہوتی۔ آج تاریخ دان لکھتے وقت گھپلا کر سکتے ہیں پیسہ سب کچھ کر لیتا ہے لیکن حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کیا کمال بات فرمائی کہ!

یہ اُمت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

حقیقت کو چھپایا جا رہا ہے مگر یہ بات بھی مسلم ہے۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اُصولوں سے

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو مولائے کائنات کے دربار اقدس میں حاضری دینے والے ہیں اور آج بھی حاضری دیتے ہیں جو اُن کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہونے والے ہیں جب وہ دیکھ لیتے ہیں تو کہتے ہیں۔

علی شاہ مرداں اماماً کبیرا
کہ بعد از نبی شد بشیرا نذیرا

جو کہتے ہیں!

مصطفیٰ چاند ہیں تو چاند کا ہالہ ہیں علی
صبح اسلام کے چہرے کا اُجالا ہیں علی
زینتِ فقر غنا اعلیٰ و بالا ہیں علی
حسن فطرت کی کتابوں کا حوالہ ہیں علی

ایسے ہی اولیاء کرام نے حلیہ جو نقل فرمایا ہے وہ جناب شیر خدا کا

آپ کا چہرا انور چودھویں کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔

آپ کی گردن مبارک نہایت چمکدار اور سفید تھی۔

آپ کی آنکھیں مبارکہ بڑی بڑی سیاہ تھیں۔

آپ کا سینہ انور نہایت چوڑا اور مردانہ وجاہت کا پیکر تھا۔

آپ کا پیٹ مبارک بڑھا ہوا نہ تھا اور پھر آپ کھانا ہی کتنا کھاتے تھے کہ پیٹ بڑھ جاتا؟

جو آیا راہِ خدا میں لوٹا دیا اور خود روزے سے رہے جن کے شب و روز یادِ خدا میں یوں بسر ہوتے ہوں اُن کا پیٹ کیسے بڑھ سکتا تھا آپ زیادہ بیٹھتے بھی نہ تھے ساری زندگی مبارکہ نہایت مصروفیت میں گذری۔

آپ کی پنڈلیاں مبارک نہایت سفید اور مضبوط تھیں کہ جن کو ہلانے میں بھی کسی میں جرأت نہ تھی کہ:

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہم اس موضوع کو یہیں پر سمیٹتے ہوئے مولائے کائنات کی کرامات مقدمہ پیش کرتے ہیں کہ جن کے اشارے سے نظام کائنات بدل جاتا ہے اور یہ کرامات مقدسہ بھی اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو خصائص عطا کئے ہیں اور حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی خلافت میں سب سے زیادہ بلندی اور کمالات کے اوج پر ہیں آج بھی کوئی شخص اُس وقت تک ولی غوث......قطب......ابدال......اوتاد......نقیب......نجیب......سعید نہیں بن سکتا جب تک مولا علی کرم اللہ وجہہ کے در اقدس کا گدا

نہ ہو جائے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کرامات حیدر کرار علیہ السلام

دیوار نہ گری

حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ایک دیوار کے سائے میں مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لئے بیٹھ گئے درمیان میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین یہاں سے اُٹھ جائیے یہ دیوار گر رہی ہے۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر ہے چنانچہ آپ نے آرام سے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا جب آپ وہاں سے ہٹے تو دیوار فوراً گر گئی۔ (ازالۃ الخفا مقدمہ ۲)

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے بھائی علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ایسی شان و شوکت اور وجاہت عطا فرمائی تھی کہ دیوار کو بھی علم تھا کہ میرے سایہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ تشریف فرما ہے چنانچہ جب تک حیدر کرار علیہ السلام وہاں رہے گرتی ہوئی دیوار تھمی رہی۔

مولا علی کا علم غیب

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ امیر

المومنین حضرت علی کے ہمراہ سفر میں تھے ہمارا میدانِ کربلا سے گزر ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس جگہ آنے والے دور میں اہل بیت نبی کا قافلہ قیام کرے گا اور اسی طرح میدان میں جوانانِ اہل بیت کی شہادت یہی جگہ ان کا مدفن بنے گی اور زمین وآسمان اُن پر روئیں گے۔

(ریاض النضرہ ازالتہ الخفاء)

معلوم ہوا حضرت سیدّنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص علم عطا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔"

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ"

(المستدرک حاکم جلد۳ ص ۱۴۰)

"قَالَ عَلِیٌّ سَلُوْنِیْ عَنْ طُرُقِ السَّمٰوٰتِ فَاِنِّیْ اَعْلَمُ بِھَا مِنْ طُرُقِ الْاَرْضِ۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا!

"کہ مجھ سے پوچھو میں زمین وآسمان کی ہر چیز کو جانتا ہوں۔"

"فَجَاجِبْرِیْلُ صُوْرَةِ رَجُلٍ۔"

پس حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں آئے اور کہا اگر تم اپنے دعویٰ علم میں سچے ہو تو بتاؤ اس وقت جبرائیل علیہ السلام کہاں ہے؟ حضرت

شیر خدا نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی، مشرق و مغرب کو دیکھا، شمال و جنوب کا مشاہدہ کیا، اور عالم موجودات ملاحظہ کیا اور پھر مسکرا کر فرمایا کہ جبرائیل تم ہی ہو۔"

(نزہت المجالس ج ۲ ص ۲۱۰)

ہاتھ جوڑ دیا

قارئین محترم!

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک غلام نے ایک مرتبہ چوری کی اور پکڑا گیا لوگ اس کو پکڑ کر آپ کے پاس لائے آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو نے چوری کی ہے؟

اس نے کہا جی ہاں!

مولا علی علیہ السلام نے اُس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

غلام واپس گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکوار نے اُس سے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟

اس شخص نے کہا! مومنوں کے امیر، دین کے سردار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے شوہر حضرت علی علیہ السلام نے۔

جناب ابن الکوار نے فرمایا تم عجیب آدمی ہو کہ اُنہوں نے تمہارا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تم ان کی تعریف اور مدح بیان کر رہے ہو۔

اس شخص نے کہا میں ان کی مدح کیا بیان کر سکتا ہوں یہ ایک حقیقت ہے جو میں نے بیان کی۔ رہا یہ کہ اُنہوں نے میرا ہاتھ کیوں کاٹ دیا ہے تو یہ انہوں نے ناحق تو نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے آگ سے نجات دلائی ہے۔

حضرت سلمان فارسی دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو سن رہے تھے چنانچہ آپ نے اس گفتگو کا ذکر شیر خدا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کیا۔

حضرت مولا علی علیہ السلام نے غلام کو مخاطب فرمایا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کے ایک رومال سے ڈھانپ دیا پھر پڑھنا شروع کیا اور دعا مانگی غیب سے ندا آئی کپڑا ہٹا دو جب لوگوں نے رومال ہٹا دیا تو دیکھا ہاتھ بالکل پہلے کی طرح اصل حالت میں تھا کہ جیسے کبھی کٹا ہی نہ ہو۔

(جمال اولیاء ص ۲۹ شواہد النبوت تفسیر کبیر جلد پنجم)

منکر علی اندھا ہو گیا

مروی ہے کہ سیدّنا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص نے آپ کی تکذیب کی مولا علی نے فرمایا اگر میں سچا ہوں تو کیا تیرے لئے بدعا کر سکتا ہوں؟

اس نے کہا! ہاں!

آپ نے اس کے لئے بدعا فرمائی اور وہ بدعقیدہ فوراً اندھا ہوگیا۔
(صواعق محرقہ ص ۱۲۷ الریاض النصرہ جلد دوم ص ۲۹۲)

علی کے گھر چکی فرشتے چلاتے تھے

ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدّنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ مولا علی علیہ السلام کو بلا کر لائیں۔

جب حضرت ابوذر غفاری مولا علی علیہ السلام کے گھر حاضر ہوئے اور مولا علی کو بلایا۔ آپ باہر تشریف لائے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اندر چکی خود بخود چل رہی ہے آپ حیران ہوئے اور سارا ماجرا بارگاہ رسالت میں عرض کیا تو سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین کے گرد رہتے ہیں اور وہ آل محمد کی خدمت کے لئے مامور ہیں۔

(مجمع الفضائل صفحہ ۱۱۱ الریاض النضرہ جلد دوم ص ۲۹۶)

(ذخائر العقبیٰ سودۃ فی القربیٰ ص ۹۸ جمال الاولیاء ص ۳۰)

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولا علی علیہ السلام کی خدمت کے لئے فرشتوں کو متعین فرما رکھا تھا۔

شجاعتِ حیدری

سیدّنا ومولانا حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام شجاعت میں سب

صحابہ میں منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ کی شجاعت کا ڈنکا پورے عرب میں بجتا تھا اور آج ساری کائنات میں آپ کی شجاعت و بہادری کی باتیں مسلمانوں کے دل اور زبان پر جاری ہیں بلکہ آپ کا اسم پاک بھی اپنی شجاعت کے ساتھ نعرہ حیدری کی صورت میں محبّین کے دلوں میں اُترتا ہے اور کفارہ منافقین کے کلیجوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

علی دا نام کمزوراں دا آج دی زور بن جاندا
علی دے نام تھیں جنگاں دا نقشہ ہور بن جاندا

(علامہ صائم چشتی)

جنگ بدر میں مولا علی شیر خدا اسد اللہ الغالب کا حریف بڑا نامی گرامی پہلوان ولید تھا لیکن مولا علی علیہ السلام کی قوت و شجاعت ایسی تھی کہ آپ نے ایک ہی وار سے مردود کو واصل جہنم کر دیا اور پھر حضرت عبیدہ کے مدمقابل شبیہ کو بھی پلک جھپکنے میں جہنم رسید کر دیا۔

(معارج ص ۳۹، بخاری جلد دوم ص ۸۶۵)

(طبقات ابن سعد جلد سوم ۲۴۳، خازن جلد پنجم ص ۶)

علی ان تمام شجاعان عرب میں بھی فردِ فرید تھے جن کی شجاعت کے قصے ضرب المثل بن چکے ہیں علی علیہ السلام ان تمام صحابہ میں واحد یگانہ تھے جنہیں فاتح عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چنا ہوا تھا۔

علی علیہ السلام اُن سب میں بے مثال تھے جن کی تربیت سید سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔

علی علیہ السلام اُن سب کی آنکھ کا تارا تھے جنہوں نے بدر واحد اور احزاب وخیبر کی جنگوں میں سیف حیدری کی کاٹ کے مناظر کو دیکھا تھا۔

علی علیہ السلام کے زورِ بازو کے وہ سب پورے معترف تھے جو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمان میں جنگیں لڑا کرتے تھے بلکہ علی کے زور بازو پر شجاعت ناز کرتی ہے۔

(مشکل کشاء جلد اول ص ۴۳۸)

علی دا نام کمزوراں دا اَج دی زور بن جاندا

علی دے نام تھیں جنگاں دا نقشہ اور بن جاندا

(علامہ صائم چشتی)

دوستان گرامی! جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح میں سب سے زیادہ حصہ شیرِ خدا مولا علی علیہ السلام کا تھا اور جنگ بدر میں مولا علی علیہ السلام نے کفار کے بائیس پہلوانوں کو قتل کیا ان بائیس آدمیوں کے نام یہ ہیں۔ مثلاً!

حنظلہ بن ابوسفیان، عاص بن سعید،

شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ،

عامر بن عبداللہ، حارث بن ربیعہ،

عقیل بن اسود، نوفل بن خویلد،

تقر بن حارث، زید بن للیص،

تیم، یزید بن تیم،

حرملہ بن عمر بن عقبہ، عبداللہ بن ابی افاعہ،

عاجز بن سائب،، اوس بن مغیرہ،

منبہ بن الحاج، بنیہ بن الحاج،

عاص بن منبہ، ابوالعاص بن قیس،

(کتاب المغازی، الرسول واقدی جلد اول ص ۱۲۱/۱۱۱)

علامہ عبدالکریم خطیب مصری اپنی کتاب علی ابن ابی طالب میں لکھتے ہیں کہ مورخین کا اس بات پہ اجماع ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافروں میں سے بائیس کو مولا علی نے قتل کیا تھا۔

(مشکل کشاء ج اول ص ۴۶۳، علی ابن ابی طالب ص ۱۳۱ مطبوعہ)

علی کا نام عرش پر لکھا ہے

عزیزانِ محترم! مولا علی کی شجاعت بھی آپ کی کرامت ہی ہے۔

آپ نے جنگ بدر میں جس شجاعت کا ثبوت بائیس سورماؤں کو مار کر دیا ہے وہ آپ کی جسمانی اور روحانی طاقت کی عجب کرامت ہے۔ آپ

نے اپنی تلوار سے جس اکیسویں کافر کو واصل دوزخ کیا اس کا نام عاص بن منبہ تھا۔ آپ نے اس کی تلوار پر قبضہ کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کردی۔ سرکار نے وہ عجیب ہیت کی تلوار مولا علی کو عطا فرمادی اور اس تلوار کا نام ذوالفقار رکھا اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمادی۔

"هُوَالَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ۔"

یعنی محبوب وہی اللہ ہے جس نے زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ عرش کے اوپر لکھا ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے ہیں میں نے انہیں علی کے ساتھ مدد دی۔

(سیوطی تفسیر در منثور ص ۱۹۹، حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم)

(کتاب الشفا قاضی عیاض جلد دوم ص ۱۰۴)

(جواہر العقدین علامہ سمہوری مع ینابیع المودۃ ص ۹۵، مشکل کشاء ج اول)

تین ہزار فرشتوں کا سلام

حضرت ابو ذر سے روایت ہے مولا علی شیر خدا نے اصحاب سے فرمایا تم لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص موجود ہے جو میری مثل ہو جس پر ایک لمحہ میں بدر کی رات کو تین ہزار فرشتوں نے سلام کیا جن میں جبرائیل و

میکائیل واسرافیل بھی موجود تھے۔

(ینابیع المودۃ جلد اول ص ۱۲۲)

غلاماں نوں علی باطل شکن آزاد کرداا ے

علی نوں بدر دا میدان اج دی یاد کرداا ے

(علامہ صائم چشتیؒ)

جنگ احد میں مولا علی علیہ السلام کی شجاعت بھی بے مثل تھی ایک وقت آیا کہ مسلمان بکھر گئے لیکن اس موقع پر بھی مولائے کائنات علیہ السلام کی شجاعت کا رنگ نرالا تھا ہاتف سے آواز آئی!

"لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ۔"

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۱۰۷)

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۲۲، مشکل کشاء جلد اول)

درخت اور پتھر کی آواز علی سنتے

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ کے گردونواح میں جارہا ہوتا کوئی پہاڑ اور کوئی درخت ایسا نہ ہوتا جو یہ نہ کہے!

"السلام علیک یارسول اللہ۔"

(سیرت حلبیہ جلد اول ص ۳۲۱)

ازل سے ہے جاری ولایت علی کی
اَبد تک ہے قائم حکومت علی کی
جہاں تک ہے ختم الرسل کی رسالت
وہاں تک ہے صائم امامت علی کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

ساقی کوثر ہیں علی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عَلِیٌّ صَاحِبُ حَوضِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔"

"علی قیامت کے دن میرے حوض کوثر کے مالک ہوں گے۔"

(کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۷)

قیامت کے روز حضرت مولا علی ساقی کوثر ہوں گے جب تک لوگ آپ کے ہاتھ مبارک سے جام کوثر نوش کریں گے اس وقت تک کسی کی پیاس نہیں بجھے گی۔ (آداب المریدین حضرت گیسودراز صفحہ ۴۸)

وارثِ خُلد علی ساقیء کوثر ہیں علی
مرتضٰی شیرِ خدا فاتح خیبر ہیں علی

(علامہ صائم چشتیؒ)

نام علی کی کرامت

قارئین کرام!

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے شیخ معظم حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب داؤد ہاتھ میں لوہا لیا کرتے اور علی کا نام لیتے تھے تو لوہا نرم ہو جاتا تھا''

(الفضل الفوائد جلد اول ص ۴)

نام علی دا اعلیٰ علیٰ سجنا
اسم علی دے نام دا کری جاویں
منکر علی دے نام تھیں سڑی جاندا
نام علی لے کے سجناں ٹھری جاویں
جے کر چاہویں بلندی جہاں اندر
سرنوں علی دے قدماں تے دھری جاویں
ساجدؔ علی حضور دا ہین جلوہ
ایہہ پیغام دیندا گھر دھگری جاویں

(ساجدؔ چشتی)

اسم علی علیہ السلام

حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو آپ کی والدہ نے آپ کا نام اَسد رکھا لیکن حضرت سیدنا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نام پر رضا مندی کا اظہار نہیں کیا اور کہا ہم آج شب جبل ابوقبیس پر جائیں گے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے پھر نام رکھیں گے۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبل ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور بارگاہِ خداوندی میں استغاثہ شروع کر دیا کہ اے خالق کائنات اے تاریکی اور روشنی کے پروردگار اپنے فیصلہ کے لئے حکم سے آگاہی عطا فرما کہ ہم اس بچے کا نام کیا رکھیں۔

آسمان سے اچانک صدا بلند ہوئی جناب ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگاہوں کو اوپر کی طرح اُٹھایا تو دیکھا زبرجد کی ایک سبز تختی ہے جس پر چار سطریں لکھی ہوئی ہیں ان سطور کا مفہوم یہ ہے۔

میں نے تم کو پاکیزہ طیب و طاہر اور برگزیدہ فرزند اَرجمند عطا فرمایا ہے اس کا نام نامی اور اسم گرامی (اللہ تعالیٰ) قاہر علی نے علی رکھا ہے جو علیّ

سے مشتق ہے۔ (مودۃ القربیٰ مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۲۵۵)

وصی مصطفیٰ دا علی اے علی اے
اخی مصطفیٰ دا علی اے علی
جہدا نام ساڈا سہارا اے ساجدؔ
اوہ پیکر عطا دا علی اے علی اے

(ساجدؔ چشتی)

خیبر کا دروازہ

قارئین محترم!

ابن اسحاق اور ابن عساکر نے بورافع سے بیان کیا ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علی علیہ السلام قلعۂ خیبر کے پھاٹک کو اٹھا کر ڈھال بنالیا تھا۔

زرقانی میں ہے:

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی علیہ السلام کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا دروازہ اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کے وار روکتے رہے یہ کواڑ اتنا بھاری تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی بھی مل کر اُسے نہ اُٹھا سکے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ اس دروازہ کو اَسّی صحابہ نہ اُٹھا سکے اور اُس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا۔

(تاریخ الخلفاء زرقانی جلد۲ ص ۲۳۰)

(معارج النبوت ج ۲ ص ۱۷۵)

(مشکل کشاء جلد اول)

یہ مولا علی شیر خدا کی وہ عظیم کرامت ہے جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی اس کرامت میں آپ کی روحانی طاقت کا اظہار ہے۔

جدوں خیبر دا دروازہ لیا حیدر نے پنجے وچہ
ہزاروں کافراں دی جان آ گئی سی شکنجے وچہ

غیب کا علم

ایک شخص حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولا علی نے اس کے حالات بتا کر فرمایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دے جائے گی چنانچہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا حرف بحرف درست نکلا۔ (شواہد النبوت ص ۱۶۲)

معلوم ہوا ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن وہ اپنے انبیاء اولیاء کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے۔

خواہ وہ علم غیب ہو۔ خواہ تصّرف ہو۔

خواہ ولایت ہو۔ خواہ خلافت ہو۔

یا نبوّت ہو۔

ہر ایک کو اللہ عطا فرماتا ہے۔

وہی خدا ہے جس نے فرشتوں کو پاکیزگی عطا فرمائی۔

جس نے انبیاء کو نبوت عطا فرمائی۔

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی و برتری عطا فرمائی۔

جس نے حضرت مولا علی کو ولایت کا قاسم بنایا۔

جس نے مولا علی کو مشکل کشا اور حاجت روا بنایا۔

جس نے مولا علی کو قاسم جنت بنایا۔

قاسم خُلد علی ساقیء کوثر ہیں علی

مرتضیٰ شیرِ خُدا حیدر و صفدر ہیں علی

ماں اور بیٹے کو بچالیا

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کوفہ میں آئے تو آپ کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔ ایک روز حضرت امیر علیہ السلام نے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں قصبہ میں جاؤ وہاں ایک عورت اور ایک مرد آپس میں لڑ رہے ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔

وہ شخص وہاں گیا اور دونوں کو ساتھ لے آیا۔ حضرت امیر علیہ السلام

نے فرمایا تمہارا جھگڑا طول پکڑ گیا تھا؟

نوجوان نے جواب دیا! اے امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے لیکن جب اس کے پاس آیا تو مجھے اس سے سخت نفرت ہوگئی اگر پارا ہوتا تو میں اسے اسی لمحہ اپنے پاس سے دور کر دیتا اس نے میرے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ آپ کا فرمان پہنچ گیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اہل مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شخص بہت سی باتیں کہنا چاہتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ اس کی باتیں کوئی اور بھی سنے یہ سنا تو تمام حاضرین مجلس وہاں سے چلے گئے اور صرف وہ دونوں رہ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کی طرف منہ کر کے پوچھا اس نوجوان کو پہچانتی ہو؟

اس عورت نے جواب دیا نہیں!

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! میں تمہیں بتاؤں تا کہ تو اسے پہچان لے لیکن شرط یہ ہے کہ خواہ مخواہ انکار نہ کرنا۔

اس عورت نے عرض کی! حضور آپ کی بات کا بلا وجہ انکار نہ کروں گی۔

آپ نے فرمایا تم فلاں بنتِ فلاں نہیں ہو؟

اس عورت نے کہا ہاں حضور وہی ہوں۔

آپ نے فرمایا! کیا تمہارا ایک چچا زاد بھائی نہ تھا اور تم ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے۔

اس نے عرض کی! جی ہاں درست ہے۔

آپ نے فرمایا! ایک رات تم کسی کام سے باہر آئی تو اس نے تجھ کو پکڑ لیا اور تجھ سے جماع کیا جس کے نتیجہ کے طور پر تو حاملہ ہوگئی۔

یہ واقعہ تم نے اپنی والدہ کو بتایا لیکن باپ سے یہ بات پوشیدہ رہی جب وضع حمل کا وقت آیا تو وہ رات کا وقت تھا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی تیرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو تو نے اسے کمبل میں لپیٹ کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا جہاں سے آدمی آتے جاتے تھے۔

وہاں ایک کتّا آیا جس نے اسے سونگھا تو تُو نے کُتّے پر ایک پتھر پھینکا جو بچے کے سر پر لگا جس سے وہ زخمی ہوگیا تیری ماں نے ازار بند سے کچھ کپڑا پھاڑ کر اس کے زخم پر باندھ دیا پھر تم دونوں چلی گئیں پھر تمہیں اس کا کچھ پتہ نہ چلا اس عورت نے کہا عرض کی یا امیر المومنین ایسا ہی ہوا تھا لیکن یا امیر المومنین اس واقعہ سے میری ماں اور میرے علاوہ کسی کو خبر نہ تھی۔

آپ نے فرمایا! جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ اس لڑکے کو اُٹھا کر لے گیا اور اس کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا اور ان کے ساتھ ہی

کوفہ میں آیا اور اب تجھ سے شادی کرلی۔

پھر آپ نے اس نوجوان سے کہا کہ سر ننگا کرنا اس نے سر کو ننگا کیا تو زخم کا اثر نمایاں تھا آپ نے فرمایا تمہارا لڑکا ہے اللہ نے اسے حرام چیز سے محفوظ رکھا اب جا اسے لے جا۔ (مشکل کشاء جلد دوم ص ۲۴۴)

دس سوال دس جواب

حضرت شیخ محمد بن ابی بکر عصفوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المواعظ العصفوریہ میں اور علامہ سیّد صالح کشفی حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کوکب دُرّی فی فضائل علی میں اربعین جار اللہ زمخشری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب حدیث شریف۔

"اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا"

"میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔"

خوارج نے سنی تو خارجی منافقین کے سینوں میں حسد و کینہ کے تندور جلنے لگے اور وہ اس بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔

آخر کار ان کی قوم کے دس عالم جمع ہوئے اور اُنہوں نے طے کیا کہ اگر علی نے ایک ہی سوال کے الگ الگ جواب دیئے تو ہم یقین کرلیں گے کہ علی المرتضیٰ واقعی، شہر علم کا دروازہ ہیں۔

وہ دس عالم ایک ہی جگہ بیٹھ گئے اور ان میں سے ایک شخص مولا علی

علیہ السلام کے پاس آیا اور سوال کیا اے علی علم افضل ہے یا مال؟ آپ نے جواب دیا کہ علم افضل ہے مال سے۔

خارجی نے کہا کیا دلیل ہے؟

آپ نے فرمایا! علم نبیوں کی میراث ہے اور مال قارون شدّ اد اور فرعون کی میراث ہے۔

وہ چلا گیا تو دوسرا عالم آیا اس نے کہا مجھے بتائیں علم افضل ہے یا مال؟

آپ نے فرمایا! علم افضل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے۔

پھر تیسرا شخص آیا اس نے بھی سوال کیا کہ علم افضل ہے یا مال؟

آپ نے فرمایا! علم افضل ہے اُس نے دلیل مانگی فرمایا کہ صاحب مال کے بہت دشمن ہوتے ہیں اور صاحب علم کے بہت سے دوست ہوتے وہ بھی چلا گیا۔

چوتھا آیا اور یہی سوال کیا؟

آپ نے فرمایا! جب تو مال خرچ کرتا ہے تو اس میں کمی آجاتی ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے وہ بھی چلا گیا۔

پھر پانچواں آیا اس نے بھی یہی سوال کیا کہ علم افضل ہے یا مال؟

آپ نے فرمایا! علم مال سے افضل ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مالدار کو بخیل کنجوس اور لالچی کہا جاتا ہے عالم کو عظمت اور بزرگی والے اسماء سے پکارا جاتا ہے۔

پھر چھٹا یہی سوال لے کر آیا؟

آپ نے فرمایا! علم مال سے افضل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ مال کی چور سے حفاظت کی جاتی ہے اور علم کی چور سے حفاظت نہیں کی جاتی۔

ساتویں نے بھی یہی سوال کیا؟

آپ نے جواب دیا علم مال سے افضل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ صاحب مال قیامت کے دن اپنے مال کا حساب دے گا۔

اور صاحب علم قیامت کے دن اپنے اعمال کا حساب دے گا اور صاحب علم قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔

آٹھویں کو آپ نے جواب دیا علم مال سے افضل ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مال اگر طویل مدت پڑا رہے تو اگلے دور میں پرانا ہو جاتا ہے اور علم پرانا نہیں ہوتا۔

آٹھویں کے بعد نواں عالم آیا اس نے بھی یہی سوال کیا کہ مال افضل ہے یا علم؟ آپ نے جواب دیا علم افضل ہے۔

اس نے کہا اس کی دلیل کیا ہے! آپ نے فرمایا مال دل کو سخت کرتا

ہے اور علم دل کو منور کرتا ہے۔

آخر میں دسواں آیا اس نے کہا علم افضل ہے یا مال؟

آپ نے فرمایا! مال سے علم افضل ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صاحب مال مال کی وجہ سے ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے اور صاحب علم علم کا دعویٰ کرتا ہے جب مولا علی باب مدینۃ العلم نے ایک ہی سوال کے دس الگ الگ جواب دیئے تو پھر آپ نے فرمایا!

اگر مجھ سے ایک ہی سوال بار بار کیا جائے جب تک میں زندہ ہوں جب تک علیحدہ علیحدہ جواب دیتا جاؤں گا اور پھر سب خارجیوں نے بارگاہ حیدر کرار میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(المواعظ الغصفوریہ ص ۴۰، کوکب دری فی فضائل علی ص ۳۱۳۔۳۱۴)

معلوم ہوا شیرِ خدا مولیٰ علی باب مدینۃ العلم ہیں آپ کا علم بے مثال ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس کا اتنا وزن ہو کہ ستر اونٹ اس بوجھ کو نہ اٹھا سکیں۔

مولائے کائنات علیہ السلام کے علم کو تمام صحابہ کرام تسلیم کرتے ہیں جبھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

مثل ہارون علی مثل مسیحا ہیں علی
حامل فتح مبیں فیض کا دریا ہیں علی
علم کے شہر کا دَر حقّ کی تجلّے ہیں علی
کعبہ میں پیدا ہوئے آپ بھی کعبہ ہیں علی
ہیں میرے مولا علی اُن کی ولایت کی قسم
اُن کا صائم ہوں گدا اُن کی سخاوت کی قسم

(علامہ صائم چشتیؒ)

مولا علی کا ہاتھ آسمان تک پہنچا

حضرت مولا علی شیر خُدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ساتھ لیا اور کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا اور آپ میرے کندھوں پر چڑھ گئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا تو آپ نے محسوس کیا کہ مجھے اُٹھنے میں دشواری ہو رہی ہے یہ دیکھ کر آپ میرے کاندھوں سے نیچے تشریف لائے اور بیٹھ کر فرمایا علی میرے کاندھوں پر سوار ہو جاؤ۔

میں آپ کے دوش مبارک پر چڑھ گیا آپ مجھے لے کر کھڑے ہوئے تو مجھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو

ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ (مُسند امام احمد ترجمان السنّہ جلد دوم ص ۳۴۹۔۳۵۰)

قارئین کرام! یہ روایت بڑی معروف روایت ہے اور ڈاکٹر علماء کرام وعظ میں بیان کرتے ہیں یہ روایت عظمتِ علی المرتضیٰ علیہ السلام کی بین دلیل ہے لیکن بعض علماء اس روایت کی من مانی تشریح کرتے ہیں کچھ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی تنقیص کر جاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب ہجرت حضور کو کاندھوں پر بٹھا کر غارِ ثور تک لے گئے لیکن حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حضور کی نبوت کا وزن برداشت نہ کر سکے حالانکہ روایت میں کہیں بھی وہ الفاظ موجود نہیں کہ حضور نے فرمایا ہو کہ اے علی تم نبوت کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔

قارئین کرام! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثاروں کے مقام کا مقابلہ کرانا درست نہیں اس لئے ایسی بات جس سے دوسرے صحابی کی تنقیص ہو رہی ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا بوجھ نہ اُٹھا سکے اُنہیں اپنی بات پر غور کرنا چاہیے کیونکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جانے والا ایک مقام ہے جو صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے غیر نبی خواہ کوئی بھی ہو اُس مقام کا حامل نہیں ہو سکتا اگر یہ کہا

جائے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبوت کا بوجھ اُٹھالیا تھا تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت ابو بکر صدیق مقام نبوت پر فائز ہو گئے تھے جب کہ یہ بات محال ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُونٹنی اُٹھا سکتی ہے، گدھا اُٹھا سکتا ہے، گھوڑا اُٹھا سکتا ہے، بُراق اُٹھا سکتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیر خدا علیہ السلام آپ کو نہ اُٹھا سکتے ہوں بات صرف اتنی تھی کہ لوگوں کو مقام علی المرتضیٰ علیہ السلام سے آگاہ فرمانا تھا اے لوگو! دیکھ لو میرا علی میرا کاندھوں پر سوار ہو کر عرش کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔

بات صرف محبت کی تھی جسے افسانہ بنا دیا گیا اُدھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار فرما رہے تھے اور آپ کو اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر غار ثور میں لے جا رہے تھے اور اِدھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مولا علی علیہ السلام کو اپنے کاندھوں پر اُٹھا رہے ہیں۔

ختم قرآن

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب مولائے کائنات اسد اللہ الغالب حضرت سیدّنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت شروع کرتے اور جب

دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو کلام مجید ختم فرما لیتے۔

ایک روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے پورا قرآن ختم کر لیتے۔

(شواہد النبوت ص ۲۸)

معلوم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو خصوصی طاقت اور قوت عطا فرماتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت علی علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے انتہائی کم وقت میں قرآن پاک تلاوت فرما لیتے جن لوگوں کو روحانیت کی خبر نہیں ہے وہی اعتراض کرتے ہیں اگر وہ غور کریں تو انہیں جدید سائنس اس بات کا جواب دے رہی ہے۔

یہ زمانہ کمپیوٹر کا زمانہ ہے، سائنس نے انتہائی ترقی کر لی اور یہی ترقی روحانیت کی دلیل ثابت ہو رہی ہے کمپیوٹر کی USB پن جو ایک بال پوائنٹ سے بھی کم حجم کی ہوتی ہے اس میں کئی بار قرآن پاک کا ڈیٹا محفوظ ہو سکتا ہے۔

اور یہی ڈیٹا کمپیوٹر سے حاصل کرنے کے لئے پانچ منٹ سے بھی کم وقت لگتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر انسان کی ایجاد اس قدر سرعت کے ساتھ کسی

چیز کو پڑھ سکتی ہے تو انسان جو کہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اسے یہ قدرت کیوں حاصل نہیں۔

اولیاء کے تاجدار حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کے اتنی جلدی قرآن پاک پڑھنے پر حیران ہونے والوں سے یہی گزارش ہے کہ اپنی عقل سے مقام ولایت کو نہ دیکھو بلکہ عشق کو اپنا رہنما بنالو یقیناً اس طرح تمہاری سوچ کو مثبت رنگ عطا ہو جائے گا۔

مولا علی سے جھوٹ بولنے کی سزا

ایک دن مولا علی علیہ السلام نے حاضرین مجلس کو قسم دی کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مَن کُنتُ مَولاہُ سنا ہو وہ گواہی دے اس وقت انصار کے بارہ افراد نے گواہی دی لیکن ایک شخص نے حدیث شریف سننے کے باوجود گواہی نہ دی۔

حضرت سیدّنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم گواہی کیوں نہیں دیتے؟

تم نے بھی تو سنا تھا۔

اس نے کہا مجھے یاد نہیں۔

مولا علی علیہ السلام نے دعا کی اے پروردگار اگر یہ شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس کے چہرے پر برص کے نشانات ظاہر کردے جسے عمامہ بھی نہ

ڈھانپ سکے راوی کا بیان ہے کہ بخدا میں نے دیکھا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کے نشانات تھے۔

(مشکل کشاء جلد دوم ص ۲۴۲)

منکر علی پاگل ہو گیا

قارئین محترم! ایک دن مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بر سر منبر یہ اعلان فرمایا اَنَا عبداللّٰہِ وَ اَخُو رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں میں نبی رحمت کا وارث ہوں۔ سیدۃ النساء کا شوہر ہوں ولیوں کا سردار ہوں اور صیاء کو ختم کرنے والا ہوں میرے علاوہ جو بھی اس بات کا دعویٰ کرے خدا تعالیٰ اسے بدی میں مبتلا کر دے۔

ایک شخص کہنے لگا جو اپنے آپ کو اَنَا عبداللّٰہِ وَاَخُو رَسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے اس سے کون خوش ہو سکتا ہے۔ وہ شخص ابھی اپنی جگہ سے اُٹھا بھی نہ تھا کہ اس کے دماغ میں جنون دیوانگی واقع ہو گئی چنانچہ لوگ اسے پکڑ کر مسجد سے باہر لے گئے بعد ازاں جب اس کے رشتہ داروں سے پوچھا گیا کہ کیا اسے پہلے بھی ایسا عارضہ ہوا ہے انہوں نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔

(مشکل کشاء جلد دوم ص ۲۴۲، خصائص علی از امام نسائی ص ۷۷)

نبی پاک نے دِتا حیدر نوں زور اے
علی مولا دے ہتھ غریباں دی ڈور اے
کہوو سارے ساؔجد جو منکر علی دا
اوہ پاگل اے جھلا اے چورا اے اوہ چورا اے

(ساؔجد چشتیؒ)

معلوم ہوا اللہ والوں کی اہانت کرنے سے بچنا چاہیے جو لوگ اہل بیت اطہار کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں دنیا و آخرت میں ذلیل کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے دربار سے منسلک رہنے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

گستاخِ علی پر گرفتِ خداوندی

حضرت قیس بن جازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھومتا ہوا ایک مقام پر پہنچا تو ایک گھوڑے پر سوار کو لوگوں میں گھرا ہوا پایا جو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے اسی اثناء میں حضرت سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لائے اور ان لوگوں سے پوچھا کیا بات ہے؟

لوگوں نے کہا! حضرت یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے اسے جا کر کہا اے شخص تو علی ابن ابی طالب کو برا کیوں کہہ رہا ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اوّل المسلمین ہیں۔

کیا تجھے نہیں معلوم کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے ہیں؟

کیا تو نہیں جانتا کہ وہ سب سے بڑے عالم ہیں؟

کیا تجھے خبر نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔

کیا تو نہیں جانتا وہ سیدۃ النساء کے شوہر ہیں۔

کیا تو نہیں جانتا وہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار ہیں۔

بعد از حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی الٰہی یہ شخص تیرے ولی کو گالیاں دیتا ہے اس مجمع کو منتشر ہونے سے پہلے اس کو اپنی قدرت کا نمونہ دکھا دے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ ابھی متفرق نہیں ہوئے تھے کہ اس شخص کو اس کے گھوڑے نے زین سمیت گرا دیا اور ان پتھروں پر دوڑتے ہوئے اس کی کھوپڑی پاش پاش کر دی پس

اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں واصل جہنم ہو گیا۔

(مُستدرک جلد ۳ ص ۴۹۹)

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے گُستاخ کو کبھی معاف نہیں کرتا اس کرامت سے یہ اظہر من الشّمس ہے کہ گُستاخ اہل بیت کو اللہ کبھی معاف نہیں کرتا۔

حضرت سیّدنا مولا علی شیر خدا کرم اللہ واجہہ الکریم کو اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی شان عطا فرمائی ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام کے پاس چار ایسی خصوصیات تھیں اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہوتی تو میں اپنے آپ کو کائنات کا خوش قسمت انسان سمجھتا۔

صحابہ علی نوں امیر آکھدے نے
صحابہ علی تائیں پیر آکھدے نے
عقیدہ صحابہ دا مَن لے تو ساجد
جو حیدر نوں پئے دستگیر آکھدے نے

(ساجد چشتی)

علم علی کی کرامت

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین مولا علی مشکل کشا شیر خدا علیہ السلام کے ساتھ شریک سفر تھا کہ ہمارا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جو چیونٹیوں سے بھری پڑی تھی میں نے چیونٹیوں کی لاتعداد فوج کو دیکھا تو بارگاہِ ولایت مآب میں عرض کیا یا امیر المومنین آپ خداوند قدوس جل مجدہ الکریم کی مخلوق میں سے کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو یہ بتا سکے کہ ان چیونٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟

عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ میرے اس سوال کے جواب میں مولا علی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا! ہاں! بلکہ اے عمار میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو یہ بھی جانتا ہے کہ ان چیونٹیوں میں نر کتنی ہیں اور مادائیں کتنی ہیں۔

آپ کے اس فرمان سے میرا تجسس بڑھا تو میں نے مکرّر عرض کی یا مولا علی وہ شخص کون ہے؟

جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم نے سورہ یسین میں کل شی ءاحصینہ فی امام مبین آیت کو نہیں پڑھا؟

میں نے عرض کی یا امیر المومنین میں نے پڑھا ہے آپ نے فرمایا اے عمار وہ امام مبین میں ہی ہوں۔ ایسی ہی ایک اور روایت ملاخطہ

فرمائیں جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

ایک اور کرامت

قارئین محترم!

حضرت ابوذؓر غفاری فرماتے ہیں کہ میں حضرت مولا علی شیر خدا کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ہمارا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں چیونٹیوں کی اس قدر بھرمار تھی کہ جیسے چیونٹیوں کا سیلاب آ گیا۔

میں نے عجیب و غریب منظر دیکھا تو میری زبان سے بے اختیار اللہ اکبر نکل گیا کہ وہ بہت ہی بڑا ہے جو ان چیونٹیوں کی تعداد کو شمار فرمانے والا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اے ابوذر ایسا نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ ان کو پیدا فرمانے والا بہت بڑا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں اور مجھے انسانی صورت میں پیدا فرمایا میں باذن اللہ تعالیٰ اِن کی تعداد کو بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادئیں کتنی ہیں۔ (ماخوذ ینابیع المودۃ علامہ سلیمان حنفی ص ۷۸)

معلوم ہوا یہ حضرت مولا علی علیہ السلام کی ایک عظیم کرامت ہے کہ آپ چیونٹیوں کی تعداد کو بھی جانتے ہیں بلکہ یہاں تک جانتے ہیں کہ ان میں سے نر کتنے ہیں اور مادہ کتنی ہیں۔

آج لوگ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر

اعتراضات کرتے ہیں کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے ارے مولا علی علیہ السلام تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم یافتہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے تعلیم حاصل کی جب حیدر کرار شیر خدا اسد اللہ الغالب حضرت مولا علی علیہ السلام کے علم پاک کا یہ عالم ہے تو

الرحمٰن علم القرآن

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیماً

وَمَاھُوَاعَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنُ

شان کے مالک احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہے تعجب کہ خدا بھی نہ چھپا ہو جن سے
اُن کو معلوم نہ ہو پردۂ دیوار کی بات

مولا علی اہل قبور سے گفتگو کرتے ہیں

حضرت امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معیت میں مدینہ منورہ شرفہا دکرامہا کے قبرستان میں گیا تو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل قبور کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے اہل قبور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو تم ہمیں اپنے احوال سے آگاہ کرو گے یا ہم تمہیں بتائیں۔

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ ہم نے اہل قبرستان کی یہ آواز سنی کہ یا امیر المومنین آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ ہی بتائیں کہ ہمارے بعد کیا کچھ ہوا۔

تاجدارِ اہل اَتیٰ شیر خدا ولایت مآب غالب علیؑ کلِ غالب مولا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہاری بیویوں نے تمہارے بعد دوسرے لوگوں کے ساتھ نکاح کر لیا ہے تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں تمہاری اولادوں کا گروہ یتیموں کے زمرہ میں شامل ہے۔

جن مکانوں کو تم نے بڑی محبت سے تعمیر کیا تھا ان میں تمہارے دشمن رہائش پذیر ہیں اس کے بعد امام المتقین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے یہ اطلاع ہے اب تم وہ خبر بتا دو جو تمہاری پاس ہے۔

ایک مُردے کا جواب

چنانچہ ایک مُردے نے یہ جواب دیا ہم کفنوں میں لیٹے ہوئے ہیں

اور ہمارا شعور بکھرا ہوا ہے ہماری جلد قطع ہو چکی ہے ہماری آنکھوں کی پتلیاں حلقوں سے باہر نکلی ہوئی ہیں ہمارے نتھنوں کے زخموں سے پیپ رس رہی ہے اور جو ہم نے پہلے ہی یہاں بھیج دیا تھا وہ ہمیں مل گیا ہے اور جو ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے اس کا ہمیں خسارہ پہنچا ہے اور ہم رہن کیئے گئے ہیں۔

(جامع کرامات اولیاء جلد اول ص ۱۵۲ مطبوعہ مصر)

(حجتہ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۴۳)

معلوم ہوا کہ اللہ والے اہل قبور سے گفتگو کر سکتے ہیں اور انہیں عام انسانوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کرامت عطا فرمائی ہے اور وہ صاحب اختیار ہوتے ہیں دوسرا سبق یہ ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم فرامین الٰہیہ اور حدیث شریف کے مطابق اپنی زندگی گزاریں تا کہ قبر کی سختیوں سے بچ سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی سختیوں سے آگاہ فرما کر ہمیں توبہ اور استغفار کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔

آج ہم موت کو بھلا چکے ہیں حالانکہ یہ چند روزہ زندگی ہے اور اس کے بعد کا جو حال ہے وہاں ان گھڑیوں کا وقت میزان نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ پانی لے کر اس قدر دور چلے گئے کہ میری آنکھوں سے مکمل طور پر اوجھل ہو گئے پھر ظاہر ہوئے تو وضو فرما کر سایۂ آسمان میں بیٹھ گئے اسی اثنا میں ایک گھڑ سوار آکر مجھ سے آپ کے متعلق پوچھنے لگا میں نے کہا اے امیر المومنین یہ سوار آپ کی جستجو کیوں کر رہا ہے آپ نے فرمایا اسے بلاؤ۔

اُس نے عرض کی! اے امیر المومنین مخالفین نے نہروان سے گزر کر پانی کاٹ دیا ہے۔

آپ نے فرمایا! ہو نہیں سکتا کہ وہ وہاں سے گزر چکے ہوں ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک اور شخص آیا جس نے مخالفتوں کے نہروان سے گزر جانے کی اطلاع دی۔

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بخدا وہ وہاں نہیں گزرے وہ بولا حضور میں خود انہیں دیکھ کر آیا ہوں کہ پانی کی اس جانب ان کے جھنڈے گڑے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم وہ نہیں گزرے جب گزریں گے تو ان کی شکست اور خون ریزی کا مقام یہی ہوگا اس کے بعد آپ اُٹھے اور آپ کے ساتھ میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا میں نے دل میں کہا الحمد اللہ۔ اب میرے ہاتھ میں میزان آگیا ہے جس سے میں اس شخص کے

احوال جان لوں گا اب معلوم ہو جائے کہ یہ جھوٹا ہے یا اللہ تعالیٰ کی وہ نصرت اس پر عیاں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اسے ہر بات سے مطلع فرما دیا ہے۔

میں نے دل میں عہد کر لیا اگر مخالفین کو نہروان سے گزرتا ہوا دیکھ لوں تو پہلا شخص تو میں ہوں گا جو علی سے لڑوں گا اور اگر مخالفین نہروان سے نہ گزرے ہوں گے میں جان لوں گا کہ حضرت علی علیہ السلام حق پر ہیں جب ہم صفوں سے آگے بڑھے تو ان کے جھنڈے ویسے ہی زمین پر گڑے تھے۔

حضرت امیر المومنین نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا اے فلاں! حقیقت کار تجھ پہ روشن ہو گئی یا نہیں۔

میں نے عرض کی! جی ہاں ہو گئی ہے۔

آپ نے فرمایا جاؤ اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔

میں نے لڑتے لڑتے ایک آدمی مارا پھر دوسرا مارا پھر تیسرے نے مجھے اور میں نے اسے زخمی کر دیا ہم دونوں زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے میرے ساتھی مجھے پکڑ کر محفوظ جگہ لے گئے اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب جنگ ختم ہو چکی تھی۔ پھر خوارج کے ساتھ جنگ کی مولا علی نے فرمایا کہ خارجیوں کے صرف نو آدمی بچیں گے اور میرے دس سے زیادہ شہید نہ ہوں

گے چنانچہ ایسے ہی ہوا خارجیوں کے نو آدمی بچے اور آپ کے صرف نو آدمی شہید ہوئے۔

(مشکل کشاء جلد دوم ص ۲۴۶)

قارئین محترم! بعض اوقات انسان کو شیطان ایسے وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے کہ وہ شخص حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ سمجھنے لگتا ہے اور اچھے اور بُرے کی تمیز نہیں کر سکتا۔ عموماً کمزور ایمان والے اس کا شکار ہوتے ہیں لیکن پھر اللہ تعالیٰ حق اور باطل کا فرق کر کے سب کچھ واضح فرما دیتا ہے۔

جَآءَ الحقُّ وذَھَقَ البَاطِلَ اِنَ البَاطِلَ کَانَ زَھوقاً۔

اگر سمجھنے کے باوجود کوئی آدمی حق سے باطل کو ملائے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور حق کدھر ہے یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے سرکار ارشاد فرماتے ہیں۔

حق مَعَ العُلِیِ وَعلیُ مَعَ الحُقّ

حق علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہے اور حضرت علی حق کے ساتھ ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جس طرف بھی ہوں گے حق ہوں گے اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا وہ باطل ہو گا۔

ایک تھے ایک ہیں اور ایک رہیں گے حیدر
ایک ہے زہرا تو وہ کیسے بنیں گے حیدر
حق اُدھر ہوگا چہرہ کریں گے حیدر
ہوگا قرآن اُدھر جس سو چلیں گے حیدر

(علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ)

مفلوج کو ٹھیک کردیا

علامہ تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے دونوں شہزادوں حسنین کریمین علیہم الصلوٰۃ التسلیم کو لے کر حرم کعبہ میں حاضر تھے آدھی رات میں ناگہاں یہ سنا ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لئے دعا مانگ رہا تھا اور زار و قطار رو رہا تھا۔

مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا! اس شخص کو میرے پاس لاؤ وہ شخص بارگاہ حیدری میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا! کیا وجہ ہے کہ تم اتنی گریہ زاری کر رہے ہو؟

اس نے عرض کی! حضور میں ہر وقت گناہوں میں مگن رہتا تھا میرا باپ بہت ہی صالح اور پابند شریعت تھا وہ مجھے منع کرتا رہتا تھا ایک دن میں نے اس کی نصیحت سے ناراض ہو کر اپنے باپ کو مارا میری مار کھا کر

میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لئے بد دعا کی۔

ابھی اس کی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ میں گر پڑا اور مجھے فالج ہو گیا اس غیبی سزا سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوئی اور میں نے اپنے باپ سے رو رو کر معافی مانگی میرے باپ نے اپنی پوری شفقت کے تحت مجھ پر رحم کھایا اور کہا میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

آؤ حرم کعبہ جہاں میں نے تمہارے لئے بد دعا کی تھی وہیں تمہاری سلامتی کے لئے دعا کروں چنانچہ میں نے اپنے باپ کو اُونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظّمہ لا رہا تھا کہ راستے میں ایک مقام پر اُونٹنی بدکنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔

اب میں اکیلا ہی رو رو کر دن رات خدا تعالیٰ سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگتا ہوں۔

امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ساری سر گزشت سن کر فرمایا! اے شخص اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا تھا تو تو اطمینان رکھ کہ خدائے کریم جل جلالہ بھی تجھ سے راضی ہے اس نے کہا یا امیر المومنین میں بحلفِ شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ پر راضی ہو گیا تھا۔

مولائے کائنات علیہ السلام نے چند رکعت نماز پڑھ کر اس کے

لئے دعا مانگی اور اس شخص سے فرمایا اے شخص اُٹھ کر کھڑا ہو جا یہ سن کر وہ کھڑا ہوا تو وہ بالکل تندرست ہو چکا تھا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اگر تو نے یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا تھا تو میں تیرے لئے کبھی دعا نہ مانگتا۔

(جمال الاولیاء ص ۳۸، حجۃ اللہ علی العالمین جلد دوم ص ۸۶۳)

معلوم ہوا والدین کی عزت کرنا اور اُن کی تکریم کرنا ضروری ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یا وما لوالدین احسانا اگر کوئی شخص والدین کے ساتھ گستاخی کرتا ہے تو اس کے لئے دعا بھی نہیں کی جاسکتی چنانچہ جب اس شخص نے حلف دیا تب آپ نے اس شخص کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اپنے والدین کا تابعدار بنائے۔ (آمین)

گُستاخ علی اندھا ہو گیا

علی بن زازان کا بیان ہے کہ اُمیر المومنین شیر خدا قاطع المشرکین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المومنین آپ جھوٹے ہیں۔

آپ نے فرمایا! کہ اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا اس گستاخ نے کہہ دیا کہ کوئی پرواہ نہیں ہے اس کے منہ سے

ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ وہ شخص بالکل اندھا ہو گیا اور اِدھر اُدھر پاؤں مارنے لگا۔ (ازالتہ الخفا مقصد ۲ ص ۲۷۳، صوائق محرقہ ص ۱۲۸، الریاض النضرہ جلد دوم ص ۲۹۲)

معلوم ہوا جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں کی گستاخی کرتا ہے اس کا انجام نہایت برا ہوتا ہے۔

مولا علی کا اشارہ

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کشتیاں غرقاب ہو گئیں لوگوں نے آپ کے دربار گوہر بار میں عرض کیا تو آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا جُبّہ مبارک زیبِ تن کیا عمامہ شریف اور چادر مبارک زیب تن کئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے آپ کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت تھی جس میں حسنین کریمین بھی موجود تھے آپ نے فرات کے پل پر پہنچ کر اپنے عصا سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر فرات کا پانی ایک گز کم ہو گیا۔

دوسری مرتبہ اشارے سے اور کم ہو گیا جب تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو پانی اور نیچے ہو گیا تو لوگوں نے عرض کیا! امیر المومنین بس کیجئے یہاں تک کافی ہے۔ (شواہد النبوت ص ۶۴)

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معجزات عطا فرماتا ہے اور ولیوں

کو کرامت عطا فرماتا ہے اور کرامت برحق ہے اس کا ثبوت قرآن پاک اور حدیث شریف میں موجود ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

پانی مل گیا

جنگ صفین کی طرف جب مولائے کائنات حیدر کرار کا لشکر گامزن تھا راستے میں ایک ایسا میدان آیا جہاں پانی نہیں تھا پورا لشکر پیاس کی شدت سے بیتاب ہو گیا۔

پتہ چلا وہاں عیسائیوں کا گرجا گھر ہے وہاں سے پوچھا گیا تو ایک راہب نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں سے جا کر پانی پیئیں یہ سن کر آپ سواری پر سوار ہوئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کھودو۔

چنانچہ ان لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی تو ایک پتھر ظاہر ہوا لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور پتھر نہ نکل سکا۔

یہ دیکھ کر مولائے کائنات کو جلال آ گیا اور آپ نے سواری سے اُتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پھند کی دراڑ میں ڈال

کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام اس پانی سے سیراب ہو گئے لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پانی پلایا اور تمام برتنوں کو بھی بھر لیا۔

پھر آپ نے اس پتھر کو اس جگہ پر رکھ دیا گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کے قریب آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟

آپ نے فرمایا نہیں!

اُس نے پوچھا کیا آپ نبی ہیں؟

آپ نے فرمایا نہیں!

اُس نے کہا پھر آپ کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا میں پیغمبر مُرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا وصی فرمایا ہے یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

آپ نے فرمایا تم نے اتنی مُدّت تک اسلام قبول کیوں نہیں کیا۔

راہب نے کہا! ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اس چشمے کو وہ شخص ظاہر کرے گا جو یا تو

نبی ہو گا یا نبی کا صحابی ہو گا۔

چنانچہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔

اَب آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی اس لئے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا۔

راہب کی بات سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا الحمد اللہ کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔

یہ راہب مسلمان ہو کر مولا علی علیہ السلام کے خدام میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر جنگ صفین میں بادشاہوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ مولا علی نے اپنے دستِ مبارک سے دفن کیا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (شواہد النبوت ص ۱۲۴)

مُشکل کُشائی کرتے ہیں

حضرت مولا علی المرتضیٰ بَل اتیٰ مشکل کُشا کرم اللہ وجہہ کی ایک مسجد فرات کے غربی جانب تھی اس مسجد کا خادم بیان کرتا ہے کہ میرے چہرے پر ایک بہت بڑی رسولی نکل پڑی جس نے چہرہ کے اکثر حصہ کو گھیر لیا تھا اس سے مجھے بہت زیادہ تکلیف تھی وہاں قریب ہی انباء شہر تھا میں شہر سے مسجد

میں آیا کرتا تھا۔

ایک شخص مجھے ملا اور کہا جس طرح تم اس مسجد میں آمد و رفت رکھتے ہو اگر اسی طرح انبار کے رئیس کے پاس آمد و رفت رکھتے تو وہ تمہارے لئے کوئی طبیب بُلا کر تمہاری رسولی کا علاج کرواتا اس کی یہ گفتگو سن کر میرا دل تنگ ہوا اور رات کو جب میں سویا تو خواب میں سیدنا حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت سے مشرف ہوا۔

میں نے دیکھا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے وہاں ایک گڑھا تھا۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا! گھڑھا یہاں کیسے آیا میں نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا میں نے عرض کیا اور جو کچھ اس شخص نے کہا اس کی شکایت پیش کی تو مولائے کائنات حیدر کرار علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو دنیا ہی میں بھلائی چاہتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسولی میرے برابر پڑی ہوئی ہے اور جو تکلیف تھی سب دور ہو چکی ہے۔

(جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی ص ۲۹)

دوستان گرامی! اس کرامت سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنا یقین کامل اور اپنا عقیدہ درست رکھنا چاہیے اور یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ جن سے ہمارا تعلق ہے جن سے ہمارا رابطہ ہے وہ

ہماری دادرسی فرمائیں گے اور مشکل کُشائی فرمائیں گے۔

بَعض اوقات تھوڑی سی ظاہری پریشانی سے تنگ ہو کر انسان بدعقیدتی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو یقین محکم عطا فرمائے۔ آمین

دوسرا سبق ہمیں یہ ملا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے والے رسول اکرم کے داماد حبیب خدا کے خلیفہ۔

تمام ولیوں کے سردار

سیدّۃ النساء کے شوہر

سید الشہداء کے والد

سید الاصفیاء حضرت سیدّنا مشکل کُشا شیر خدا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ روحانی طاقتیں عطا فرمائیں ہیں کہ وہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں اپنے غلام کی مشکل کُشائی فرما سکتے ہیں شرط یہ ہے کہ غلام کا عقیدہ درست ہونا چاہیے۔

علی علی مولا مولا علی مولا غوث قُطب سارے علی علی کردے

حکم علی دا چلّے اَسمان اُتے سورج چن تارے علی علی کردے

غُنچے پھل پتے علی علی کردے سارے ماہ پارے علی علی کردے

غم خوشی اَندر بدل جان صائم جدوں غماں مارے علی علی کردے

حالات وکرامات
حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا

قارئین محترم!

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرہ اسلام اللہ علیہا کی ولادت پاک نبوت کے پہلے سال ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اکتالیس سال کے تھے تو جناب سیدّ ہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں۔ (بخاری شریف)

روایات میں آتا ہے جناب سیدّ ہ کو غسل دینے کے لئے جنت سے دس حوریں آئیں۔

آپ کا نام اقدس فاطمہ رکھا گیا فاطمہ کا معنی ہے آزادی دلانے والی۔ جناب سیدّ ہ کی ساری اولاد آپ کی وجہ سے جہنم سے آزاد کر دی گئی ہے اور جبھی آپ کا نام فاطمہ رکھا گیا ہے۔

جناب سیدّ ہ کی والدہ محترمہ محبوبہ محبوب خدا اُم المومنین حضرت سیدّ ہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں۔

حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا نکاح اقدس حضرت مولا علی علیہ السلام سے ہوا اور آپ کی حیات مقدسہ میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ

السلام کے لئے دوسرا نکاح شریعت نے حرام کر دیا تھا یہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے تھی۔

آپ ۲۴ سال کی عمر میں سرکار مدینہ حضرت صلی اللہ علیہا کے وصال پاک کے تقریباً چھ ماہ بعد ہی وصال فرما گئیں آپ کی روح اقدس حضرت عزرائیل علیہ السلام نے نہیں بلکہ خود دست قدرت نے فیض فرمائی۔

شہزادیٔ رسول حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نبی رحمت شافع اُمت حضرت محمد مصطفیٰ علی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری لاڈلی صاحبزادی ہیں۔ حضور کی آل پاک میں جو مقام و مرتبہ جناب سیدّہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے کمال عقیدت کا اظہار اس طرح سے کیا کہ آپ فرماتے ہیں۔

بڑھے گی تا ابد شان علےٰ ہر آن زہرا علیہ السلام کی
کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا علیہ السلام کی

آپ فرماتے ہیں ہر گھڑی میں جناب سیدّہ کی عظمت بلند ہے بلند تر ہوتی جا رہی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ "ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا" کی۔

"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔"

(سورۃ احزاب آیت ۳۳)

اُن کی پاکی کو خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

قرآن مقدس آپ کی مدحت کر رہا ہے۔
قرآن پاک آپ کی تعریف کر رہا ہے۔
قرآن عظیم آپ کی شان بیان کر رہا ہے۔

اور قرآن پاک روزانہ تلاوت ہو رہا ہے روزانہ نمازوں میں پڑھا جا رہا ہے اور جیسے جیسے قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے قرآن پاک پڑھا جا رہا ہے ویسے ویسے جناب سیدّہ کی شان و عظمت بھی بیان ہو رہی ہے۔

آئیں قرآن پاک میں جناب سیدّہ کی شان و عظمت کا مطالعہ کریں۔

ارشاد حقانی ہوتا ہے!

" اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً۔"

اے نبی کے گھر والو! گھر والوں سے کون مراد ہے۔

اس آیت کی تفسیر حدیث پاک میں موجود ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں گھر والوں سے مراد جناب سیدہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا اُن کے شوہر جناب علی اور اُن کے صاحبزادے حسنین کریمین سبطین علیہا السلام ہیں۔

اور قرآن میں اللہ تعالیٰ فرمار ہا ہے! کہ ہم نے ارادہ فرمالیا ہے کہ ان نفوس مبارکہ کو پاک تر فرمادیں اور ہر آلودگی ان سے دور فرمادیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ پہلے پاک نہ تھے پہلے بھی پاک تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت فرمادی کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی کہے کہ پاک نہیں ہیں میں نے انہیں پاک فرمایا ہے اور ایسے پاک کیا ہے جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔

قارئین کرام! اس آیت مقدسہ میں جناب سیّدہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کا بیان ہی ہو رہا ہے اسی لئے حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہا فرماتے ہیں۔

کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا کی

قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی۔

''اے محبوب اپنے اُمتیوں سے فرما دیجئے کہ میں نے تم کو جو دیا کچھ نہیں مانگتا ہوں سوائے اس کے کہ میرے قریبیوں سے محبت کرو۔'' (سورۃ شوریٰ آیت ۲۳)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ کا صداق جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور اُن کے گھر والے ہیں۔

کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہراؑ کی

آیت مبارکہ میں نساء نا سے مراد حضرت سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ (صوائق المحرقہ ۱۰۷)

کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہراؑ کی

بڑھے گی تا ابد شان علےٰ ہر آن زہراؑ کی

کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ اُن کا

خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہراؑ کی

''عن عائشہ بنت طلحہ من اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فالت ما رایت احد کان اشبہ سمتا ودلا وھدیا برسول اللہ فی قیامیھا و قعودھا من فاطمۃ

بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔"

(ترمذی شریف ج ص۲ ص ۲۰۷)

اُم المومنین حضرت سیدّہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ کوئی عادات حسن سیرت، وقار اور اُٹھنے بیٹھنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشابہ ہو۔"

جب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجرۂ بتول میں تشریف لاتے تو سیدّہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی پیشانی مبارکہ کو بوسہ دے کر بیٹھ جانے کا حکم فرماتے اور جب سیدّہ حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوتیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُٹھ کر آپ کا استقبال کرتے مرحبا فرماتے اور پیشانی مبارکہ کو چومتے اور بیٹھ جانے کا حکم فرماتے۔

کھڑے ہو کر کرتے تھے استقبال مصطفیٰ اُن کا
خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہراؑ کی

جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کو کسی پیمانے سے

نہیں ناپا جاسکتا۔

بیاس پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خدا نے قبض فرمائی تھی خود ہی جان زہرا کی

"کمارُوی ان فاطمۃ الزہرا سلام اللہ لما نزل علیہا
ملک الموت لم ترضیٰ بقبضہ فیض اللہ روحہا۔"

(تفسیر روح البیان ص ۸ ص ۱۱۴)

اللہ تعالیٰ نے جناب سیدہ کی روح مبارکہ کو خود اپنے دستِ قدرت سے قبض فرمایا اور وہ ان اللہ علیٰ کُلِ شیءٍ قدیرا اختیار رکھتا ہے۔

بیاس پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خدا نے قبض فرمائی تھی خود ہی جان زہرا کی

نگاہوں کو جھکا لو اہلِ محشر یہ ندا ہوگی
سواری خلد میں جائے گی جب ذیشان زہرا کی

منقبت شریف میں حضرت علامہ صائم چشتی کا یہ شعر حدیث مبارکہ کا ترجمہ ہے جو آپ نے ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔

اور جتنے خوبصورت انداز میں یہ واقعہ آپ نے شعر میں لکھا ہے در حقیقت انہیں کا خلاصہ ہے اس شعر مبارک کو پڑھتے ہوئے اگر انسان غور

کرے اُس منظر پر جب محشر کا میدان ہوگا اور جناب سیدّہ طیبہ وہاں سے گذریں گی اور کسی شان کے ساتھ ایسی شان کے ساتھ کہ جس کی مثال نہ ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت مآب صاحبزادی سیدّہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خصوصیت ہے کہ ان کے لئے رب تعالیٰ نے خاص اہتمام فرمایا ہے۔

قارئین محترم! جس ہستی کے میدان محشر سے گزرنے کا یہ اہتمام ہے جنت میں اُس ہستی کے لئے کیسا اہتمام ہوگا۔

آئیں روایت ملاحظہ فرمائیں، اُس سے پہلے پھر یہی شعر ملاحظہ ہو۔

نگاہوں کو جھکالو اہل محشر پہ ندا ہوگی
سواری خلد میں جائے گی جب ذیشان زہراؑ کی

المستدرک میں حدیث شریف ہے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

اِذْ کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ نَادی مُنَادٍ مِّنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ یَا اَھْلَ الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی تمر۔"

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۳)

''جب قیامت کا دن ہوگا تو پردے سے منادی ندا دے گا

اے اہلِ محشر! فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں

سے گزر رہی ہیں سب اپنی نظریں نیچی رکھو یہاں تک کہ وہ

گذر جائیں۔''

چنانچہ حضرت سیدّۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا وہاں سے گزریں گی اور ایسے گزریں گی کہ پلک جھپکتے ہوئے ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کے کوندنے کی مثل سواری وہاں سے گزر جائے گی۔

یہ عظمت جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی ہے کہ سب انسان جن میں اولیاء اللہ ہوں گے۔

جن میں اصفیا ہوں گے۔

جن میں اتقیا ہوں گے۔

جن میں اغیاث ہوں گے۔

جن میں ابدال ہوں گے۔

جن میں عابدین اور زاہدین ہوں گے۔

یہی نہیں بلکہ اُن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ہوں گے اور نبیین بھی ہوں گے۔

صدیقین شہداء اور صالحین وسالکین بھی ہوں گے۔

یہی نہیں بلکہ مرسلین بھی ہوں گے اور سب کو حکم دیا جائے گا کہ نظریں نیچی کرلو ٹھیک ہے تمہارے پاس درجات ہیں تمہیں جنت میں اعلیٰ مقامات پر فائز کیا جائے گا لیکن اپنی نظریں نیچی کرلو تاکہ جناب سیدّہ فاطمتہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری گزر جائے۔

نگاہوں کو جھکالو اہل محشر یہ ندا ہوگی
سواری خلد میں جائے جب ذیشان زہراؑ کی
بیاں کیا شان ہو بنت نبی کی تجھ سے اے صائمؔ
تھے چکی پیستے حور و ملک رضوان زہراؑ کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

فرشتے چکی پیستے ہیں

نماز فجر کے بعد آپ تلاوت قرآن پاک بالعموم چکی پیستے وقت ہی فرمایا کرتی تھیں۔ ویسے دوسرے کام کاج کرتے وقت بھی آپ کے مبارک لبوں پر تلاوت کلام پاک جاری رہتی۔

بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لئے بھی چکی چلانا پڑتی۔

ایک روایت میں آتا ہے آپ کو چکی چلاتے چلاتے نماز عصر کا وقت ہوگیا آپ نے چکی چھوڑی اور نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں آپ نماز پڑھنے لگیں اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا حوروں سے فرمایا کہ میرے محبوب کی

صاحبزادی کے گھر مبارک پر جاؤ اور نہایت احترام سے وہاں چکی چلانا شروع کردو چنانچہ جناب سیدّہ نماز ادا کرتی رہیں چکی خود بخود چلتی رہی۔

بیاں کیا شان ہو بنت نبی کی تجھ سے اے صائم

تھے چکی پیستے حور و ملک رضوان زہراؑ کی

حضرت سیدّہ فاطمۃ الزہراؑ سلام اللہ علیہا کا مقام و مرتبہ اس کائنات کی تمام عورتوں سے بلند و بالا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"فاطمة بضعة منی۔"

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جسم کا حصہ ہے۔"

(بخاری شریف)

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا! جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا اسی لئے محدثین کرام نے اسی روایت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جناب سیدّہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمة ومن الرجال علی۔"

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سب

سے زیادہ محبت جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ تھی اور مردوں میں حضرت مولا علی کے ساتھ۔" (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۵)

جن کے ساتھ جناب رسول اللہ محبت فرماتے ہوں اور سب سے زیادہ محبت فرماتے ہوں اُن کے مقام رفیع کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

حقیقت حال یہی ہے کہ جناب سیدّہ کی شان وعظمت کی حد یا اللہ جانتا ہے یا اُسی کا پیارا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنہوں نے مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ جناب سیدّہ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا اے بیٹی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو۔

محترم قارئین! یہ مقام ومرتبہ حضور علیہ السلام نے عطا فرمایا کہ مولا علی شیر خدا کو سیدّ العرب بنا دیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا سیدّہ النساء العالمین بنا دیا سیدّ النساء اھل الجنۃ بنا دیا۔

حسنین کریمین کو سیدّ الشباب اھل الجنۃ بنا دیا۔

یہ مقامات حضور علیہ السلام کے عطا کردہ ہیں اور ان پر رشک کرنے

والامحرم گنہگار، زندیق وفسادی اور گمراہ و بے دین ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سچ پر رہنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جگر گوشۂ رسول ہیں اور وہ ہستی ہیں جن پر انسان تو انسان اللہ تعالیٰ بھی سلام بھیجتا ہے جنہوں نے اپنی زندگی خدا کی رضا میں اس طرح گذاری کہ کبھی نئے کپڑے کی تمنا نہ فرمائی اور نیا کپڑا نہ پہنا اس لئے کہ میسر نہ تھا بلکہ اس لئے کہ آپ مقام وفقر کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھیں آپ کے پاس بہت سے تحائف کپڑے اور بہت ساز و سامان آتا مگر آپ جب تک اُس سارے سامان کو تقسیم نہ فرما دیتیں آپ کو اطمینان حاصل نہ ہوتا یہ آپ کی سخاوت ہے اور سخاوت میں آپ کی مثل بھی کوئی نہیں ہے اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ آپ کی پرورش والی کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی جن کا فرمان یہ ہے کہ میرے چاہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

اگر میں چاہوں تو اُحد پہاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلے۔

اگر میں چاہوں تو نظام کائنات تبدیل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ فرامین مقدسہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا فقر مبارک اختیاری تھا حدیث پاک ہے۔

''میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور قیامت کے دن لوائے حمد مجھے عطا کیا جائے گا لیکن مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔''

ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں!

''الفقری فخری'' مجھے اپنے فقر پر فخر ہے۔''

یہ فقر سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا تھا جس ہستی کی یہ پرورش حضور علیہ السلام نے فرمائی ہو اُسے دنیا کے مال و دولت کا لالچ ہوسکتا ہے۔

آج لوگ کہتے ہیں کہ اُنہیں باغ فدک سے محبت تھی۔

وہ باغ فدک حاصل کرنا چاہتی تھیں وہ باغ فدک کا مال اپنے قبضے میں لینا چاہتی تھیں اُن حضرات کی خدمت میں جن کے یہ نظریات باطلہ ہیں ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہستی جو کونین کی شہزادی ہو جو جنت کی ملکہ ہو جس نے اپنی ساری زندگی پاس آنے والا اچھا کپڑا ہی نہیں زیور سونا چاندی کھانا جو بھی آیا راہِ خدا میں سائلین کو دے دیا۔

اللہ کے نام پر نچھاور کر دیا بلکہ اپنی اولاد بھی رب کے نام پر قربان کردی اُس ہستی کو ایک باغ کے حصے سے کیا دلچسپی ہوسکتی تھی۔

ساری زندگی میں جناب سیدّہ نے باغ کا مطالعہ نہ کیا اور والدِ

گرامی کے وصال کے بعد اُن کی نظریہ حیات تبدیل ہو گیا تھا؟ نہیں۔

''کیا بعد میں وہ جنتی عورتوں کی سردار نہیں رہیں۔''

ارے ایک باغ فدک کیا جناب سیّدہ کے پاس ایک لاکھ باغ فدک تو وہ بھی اپنے اللہ کی راہ میں قربان کر دیتیں انہیں مال سے محبت پہلے بھی نہ تھی بعد میں بھی نہیں تھی۔

جس مال کو اُنہوں نے خود گھر سے نکالا ہو اور اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی ہو اور ایسے بلند مقامات حاصل کئے ہوں وہ اپنے فرائض سے کس طرح کوتاہی کر سکتی ہیں۔

جنت کی عورتوں کی سالار آپ ہی ہیں آپ تھیں نہیں بلکہ ہیں اور یہ جو آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ انہیں باغ سے نہیں بلکہ اللہ کی خوشنودی کی طلب تھی اور وہ اپنے رب کی رضا چاہتی تھیں۔

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے البتول شریف میں اس مسئلہ کو نہایت احسن طریقے سے حل فرمادیا کہ سیّدہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا باغ کے غم میں نہیں باپ کے غم میں روتی رہیں۔

سیدّہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیات مقدسہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عبادت میں، ریاضت میں، سخاوت میں، صبر و قناعت

میں، حسن اطاعت میں سب سے بڑھ کر آپ ہیں۔

آپ نے کبھی نماز ترک نہ فرمائی۔

آپ نے دن کو روزے رکھے۔

آپ نے راتوں کو شب بیداری فرمائی۔

آپ نے ساری ساری رات نوافل ادا فرمائے۔

آپ کے پاس جو کچھ بھی آ گیا راہ خدا میں صدقہ فرما دیا۔

آپ ساری ساری رات رب کے حضور گنہگار اُمت کے لئے دعائیں فرماتیں۔

عبادت کا انداز

شہزادیٔ کونین سیدّہ طیبہ طاہرہ جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا عبادت فرماتیں تو آپ کو ارد گرد کا ہوش نہ ہوتا بلکہ اُس وقت اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں اس عبادت کو جناب سیدّنا امام حسن علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ سلام اللہ علیہا نماز کے لئے کھڑی ہوتیں یہاں تک صبح طلوع ہو جاتی لیکن نماز ختم نہ ہوتی۔

قرآن پاک میں ہے!

"والدین یبیطون لربھم سجداً وقباماً۔"

اور اس آیت مبارکہ کی صداقت جناب سیدّہ اور مولائے کائنات

حضرت علی المرتضیٰ ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو خصوصی انعامات سے نوازا ہے۔

حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشاء بنا دیا اور جناب سیدّہ طیبہ طاہرہ معابدہ زاہدہ شاکرہ صابرہ منیرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سیدّۃ النساء العالمین بنا دیا۔

حضرت سلیمان کی بیٹی

ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ اُنہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں بے شمار سامان دیا اور اپنے داماد کے لئے ایک بیش قیمت تاج بنوایا کہ اس میں سات سو قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے اور انہوں نے بیٹی کی شادی میں جو نعلین دی اس میں سات بیش قیمت لعل لگائے تھے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ سن کر حیدر کرار گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ من وعن جناب سیدّہ فاطمۃ الزہراؑ کے گوش گزار کر دیا۔ سیدّہ خاتون جنت نے یہ قصہ سنا تو دل میں یہ خیال آیا کہ ممکن ہے جناب علی المرتضیٰ نے اس وجہ سے بات گھر میں دہرائی ہو کہ حضرت سلیمان نے اپنی بیٹی کو اس قدر قیمتی جہیز اور داماد کو جواہر نگار تاج دیا تھا اور تمہارے باپ نے جہیز میں اس قدر مختصر سامان دیا ہے۔

حضرت علی کا خواب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خواب میں دیکھا کہ جنت الفردوس میں بنتِ رسول سیدّہ فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا جواہر نگار تخت مرصع پر بصد عزت و تمکنت تشریف فرما ہیں۔

جنت کی حوریں بصد احترام و ادب دست بستہ آپ کے سامنے کھڑی ہیں ان میں ایک لڑکی جس کا حسن و جمال اور شان و شوکت حوروں کے حسن و جمال پر غالب ہے ہاتھوں میں دو طشت موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے لئے کھڑی ہے۔

اور اس کی نگاہیں جناب سیدہ فاطمتہ الزہرا کی جانب اس شوق سے بار بار اٹھ رہی ہیں کہ آپ اس کی طرف ایک بار نگاہ التفات اُٹھا کر ہی دیکھ لیں۔

جناب علی کا استفسار

جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاطمتہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے؟

تو آپ نے فرمایا! کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صاحبزادی ہے خدا تعالیٰ نے اسے میری خدمت کرنے پر مامور فرمایا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم صبح بیدار ہوئے تو آپ نے سجدۂ شکر

ادا فرمایا۔ (معارج النبوت مقدمہ ص ۱۲۰)

معلوم ہوا انسان فطری طور پر ظاہری اسباب پر زیادہ نظر رکھتا ہے لیکن اہل فقر کے لئے دنیاوی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

اگر دنیاوی دولت کی اہمیت ہوتی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کو جہیز میں دنیا کی ہر چیز عطا فرماتے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو بہت مختصر سامان جہیز عطا فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اپنی بیٹی کو سب کچھ دیا وہ اس لئے کہ آپ کو دُنیاوی جاہ وجلال عطا فرمایا گیا تھا لیکن ہمارے آقا و مولا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر اختیار فرمایا اور یہی دولت اپنی عظیم بیٹی کو عطا فرمائی۔

سلیمان علیہ السلام کی بیٹی کو دنیاوی اعزاز حاصل ہوا لیکن سرکار دو عالم کی بیٹی کو جنت میں یہ شان ملی کہ سلیمان علیہ السلام کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا کی کنیزہ بنادی گئی۔

اہل بیت سے مودۃ

ہمیں اہل بیت اطہار سے محبت ومودۃ کرنے کا حکم دیا گیا اور اہل بیت سے محبت کرنا فرض ہے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔

قُل لَّآ اَسئَلُکُم عَلَیهِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی۔

جنت کا کھانا

قرآن مجید میں آتا ہے کہ جناب مریم علیہ السلام کو ان کی عبادت گاہ میں جنت کا رزق دیا جاتا تھا۔ مفسرین کرام کہتے ہیں کہ وہ رزق جنت کے پھلوں کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی مقام پر مفسرین کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے غیب سے پکا پکایا گوشت اور روٹیاں آئیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کہ بے شک قحط کے زمانے میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس گوشت اور روٹیاں آئیں اور پھر ہم نے گوشت اور روٹیوں کو ایک جگہ ملا دیا ہم کو معلوم تھا کہ یہ کھانا اللہ کے طرف سے آیا ہے۔

سرکار نے پوچھا! بیٹی یہ کھانا کہاں سے آیا؟

حضرت فاطمۃ نے جواب دیا! اللہ کی طرف سے بے شک اللہ جس کو چاہے رزق بغیر حساب دیتا ہے۔ بیٹی کا جواب سن کر امام الانبیاء نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سرداری کی مثل قائم فرمائی پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام اہل بیت کو جمع فرما کر کھانا کھلایا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے مگر کھانا ویسے ہی رہا اور پھر وہ کھانا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ہمسائیوں میں تقسیم فرمایا۔

(تفسیر کشاف جلد اول ص ۳۵۹)

معلوم ہوا! اللہ اپنے محبوب کے اہل بیت سے بھی محبت فرماتا ہے اور جنت ماویٰ سے کھانا بھیجتا ہے یہ اہل بیت کی فضیلت ہے اور مقام ہے۔ یہ آل اطہار کی دو عظیم کرامات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور اس کرامت کا مقصد یہ بھی تھا کہ معلوم ہو جائے جناب سیدہ فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور ان میں حضرت مریم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

کوئی یہ نہ کہے کہ بے موسم پھل حضرت مریم علیہ السلام کو ملے اور اس لئے اُن کو فضیلت حاصل ہے۔

(روح البیان ص ۳۲۳ آل عمران)

جنت کا لباس

قارئین محترم!

ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ میں اہل یہود کی چند عورتیں حاضر ہوئیں اور دربار مصطفیٰ میں مستدعا کی ہمارے گھر میں شادی ہے جس میں ہم نے کافی مہمانوں کو بلایا ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ آپ کی بیٹی بھی ہماری محفل میں شرکت کریں۔

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور وعدہ کرلیا کہ ہم اپنی بیٹی کو وقت مقررہ پر تمہارے گھر بھیج دیں گے۔

چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹی تمہیں یہودیوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے۔

جناب سیدّہ سلام اللہ علیہا نے والد محترم کا حکم بسرہ چشم قبول کرلیا۔

یہود عورتوں نے بنتِ رسول کو اپنی شادی کی تقریب میں اس لئے بلایا تھا کہ ہم ان کا مذاق اڑائیں گی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لباس انور میں کئی پیوند لگے ہوئے ہیں جب وہ پیوند لگا ہوا سادہ لباس پہن کر تقریب میں آئیں گی تو ہم ان کا تمسخر اڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہے۔

اِدھر جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہودی عورتیں میرا مذاق نہ اُڑائیں۔

بنتِ رسول کو یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت الفردوس سے نہایت ہی خوبصورت لباس لے کر دربارِ مصطفیٰ میں حاضر ہو گئے اور عرض کی کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صاحبزادی کے لئے بھیجا ہے

تا کہ وہ یہودیوں کی شادی میں شرکت کے وقت اسے پہن لیں۔

چنانچہ جب تاجدارِ دو عالم کی صاحبزادی سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا جنت کا وہ لباس پہن کر اس شادی میں شریک ہوئیں تو یہودی عورتوں کے رنگ اڑ گئے۔

وہ انتہائی قیمتی اور زرق برق لباس میں ملبوس اس گمان میں سے رسول کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ آئیں گی تو ہم ان کے لباس پر تنقید اور تبصرہ کریں گی۔

مگر اب تو ان کی آرزوؤں پر اوس پڑ چکی تھی تاہم انہوں نے آپ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ درمیان میں بیٹھایا جناب سیدہ نے اپنی شال کو سنوارتے ہوئے ایک کنارہ ذرا سا اٹھایا تو اس سے نور کی شعائیں فضا میں منعکس ہونے لگیں۔

یہودی عورتوں نے ان انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا تو اور بھی مرعوب ہو گئیں اور پھر کہنے لگیں کہ آپ نے یہ لباس کہاں سے لیا ہے؟

آپ نے فرمایا! اپنے ابا جان سے۔

انہوں نے عرض کی آپ کے ابا جان نے کہاں سے لیا؟

آپ نے فرمایا! جبرائیل سے۔

انہوں نے عرض کی جبرائیل کہاں سے لائے؟

فرمایا! جنت سے یہودی عورتوں نے کہا بیشک آپ سچ فرماتی ہیں اور پھر ان سب نے پڑھا لا الہ الہ محمد رسول اللہ۔

ان میں سے بعض کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے اور بعض نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اپنے شوہروں سے طلاق حاصل کر لی۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم ص ۲۲۶)

دعوت اور کرامت

ایک دن حضرت سیدّ نا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔

سرکار نے اپنے غلام کی دعوت کو قبول فرمایا۔

جب سرکار حضرت سیدّ نا عثمان غنی کے گھر تشریف لے جانے لگے تو حضرت عثمان غنی حضور کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے قدم مبارک گننے لگے اور عرض کی حضور میری خواہش ہے کہ حضور کے ایک ایک قدم مبارک کے عوض ایک ایک غلام آزاد کر دوں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جتنے حضور کے قدم مبارک ان کے گھر تک پہنچنے پر پڑے تھے اتنے ہی غلام آزاد ہو گئے۔

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس دعوت سے متاثر ہو کر حضرت سیّدہ پاک سے کہا کہ آج حضرت عثمان نے سرکار دو

عالم کی بڑی شان دار دعوت کی ہے اور حضور کے ایک ایک قدم مبارک کے بدلے ایک ایک غلام آزاد فرمایا ہے کاش ہم بھی سرکار کی ایسی دعوت کر سکتے۔

حضرت سیدہ پاک سلام اللہ علیہا نے اپنے سرتاج کی خواہش پر فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم بھی ایسی دعوت کر لیتے ہیں آپ ابا جان کو دعوت دے آئیں انشاء اللہ العزیز انتظام بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی دعوت کے لئے تشریف لائیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی کثیر جماعت لے کر مولائے کائنات علیہ السلام کے گھر تشریف لائے اِدھر سیدۃ النساء اہل الجنتہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔

یا اللہ تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے میرا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے یا اللہ تو میری لاج رکھ اور غیب سے کھانوں کا انتظام فرما۔

آپ نے یہ دعا مانگ کر ہانڈیوں کو چولہے پر چڑھا دیا اور استغاثہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت کو جوش آیا اور ساری ہانڈیاں جنت کے کھانوں سے بھر گئیں۔

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے ان ہانڈیوں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے لگے سب نے کھانا کھا لیا لیکن کھانا پھر بھی کم نہ ہوا صحابہ کرام اتنا خوشبودار اور پرذائقہ کھانا کھا کر حیران رہ گئے۔

سرکار نے صحابہ کو حیران دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟

عرض کی آقا ایسا لذیذ کھانا کھا کر خوش ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا عرض کی!

اللہ اور اس کا رسول جانے۔

سرکار نے فرمایا! یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا ہے پھر سیدّہ نے تنہائی میں سجدہ ریز ہو کر بارگاہ ایزدی میں التجاء کی کہ یا اللہ حضرت عثمان نے ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا تھا اے اللہ جیسے تو نے کھانا بھیج کر میری لاج رکھی ہے ویسے ہی میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے وہ میرے گھر میں چل کر آئے ہیں اپنے حبیب کی اُمت کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔

سیدّہ پاک جب یہ دعا مانگ کر فارغ ہوئیں تو حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام بشارت لے کر بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہو گئے اور

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی صاحبزادی کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر کے یہ بشارت فرمائی ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگار کو جہنم سے آزاد فرمایا ہے۔

(جامع المعجزات ص ۶۵)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ایک دوسرے سے برتری حاصل کرنے کی سعی کیا کرتے تھے اچھے کاموں میں بڑھ چڑھ کر شرکت کرتے تھے۔

دوسری بات یہ کہ حضرت سیدّنا عثمان غنی حضور اکرم سے بڑی محبت کرتے تھے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت سیدّنا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی آرزوؤں اور دعاؤں کو اللہ تعالیٰ فوراً پورا فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رضا چاہتا ہے کیونکہ آپ سیدّ عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیاری صاحبزادی بھی ہیں اور اللہ کی ایک نیک بندی بھی۔

بڑھے گی تا ابد شا علیٰ ہر آن زہرا کی
کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا کی
کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ ان کا

خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہرا کی
بیاں کیا شان ہو بنت نبی کی تجھ سے اے صائم
تھے چکی پیستے حور و ملک رضوان زہرا کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

صبح عید ہونے والی ہے

جناب سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ننھے ننھے شہزادوں نے عرض کی امّی جان کل عید ہے اس لئے ہمیں بھی نئے کپڑے دیں ہم پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے۔

سیدّہ نے بچوں کو بہلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔

بنتِ رسول نے وعدہ کرلیا کہ تمہیں عید کے لئے نئے کپڑے مل جائیں گے۔

پوری رات عبادت میں گزارنے والی سیدّہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تہجد کے نوافل کے بعد بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اُٹھا کر عرض کی!

الٰہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس کے وعدے کو پورا فرما دینا یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے بچوں کی ضد کی وجہ سے ان کی ساتھ نئے کپڑوں کا وعدہ کرلیا ہے یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیری کنیز نے نہ ہی کبھی اپنے لئے سوال کیا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے یا اللہ میرے وعدے کو ایفاء فرما دینا۔

صبح ہوئی تو شہزادگان عالی وقار نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کردیا جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے پیارے بیٹو تمہارے کپڑے لے کر درزی ابھی آنے والا ہے۔

اِدھر یہ بات ہو رہی تھی کہ رحمت خداوندی کو جوش آگیا جبرائیل کو حکم ہوا میرے محبوب کی بیٹی کے درزی بن کر جاؤ اور فوراً اس کے شہزادوں کے لئے جنت سے دو جوڑے لے کر پہنچ جاؤ۔

(البتول شریف)

(کتاب الفضائل ص ۱۹۲، المولد شریف شہید ص ۴۶)

جبرائیل جھولا جھلاتا ہے

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدّنا امام حسن اور سیدّنا امام حسین چھوٹے چھوٹے تھے تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ان کو جھولے میں ڈال دیتیں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ عبادت میں اس انہماک سے مصروف ہوتیں کہ آپ کو گردوپیش کا کوئی ہوش نہ ہوتا آپ طویل ترین سجدہ ادا فرماتیں اور سجدے میں روتیں رہتیں اور ایسی صورت میں جب کوئی شہزادہ رونے لگتا تو اللہ کے حکم سے جبرائیل امین فوراً پہنچ جاتے اور شہزادیٔ کونین رحمت رسول کے شہزدگان کا جھولا جھلاتے اور جب کبھی آپ سلام پھیر کر جھولے کی طرف نگاہ ڈالتیں تو وہ ہل رہا ہوتا۔

یہ اعزاز تھا اس شہزادئ کون ومکاں کا جس کا کوئی کام رضائے خدا اور منشاء ایزدی کے خلاف ہوتا ہی نہیں تھا وہ خدا کے حضور میں حاضر ہوتیں اور خدا تعالیٰ ان کے کام سنوار رہا ہوتا۔ (مجمع الفضائل ص ۱۳)

(البتول ص ۱۲۲)

حضرت امام حسن علیہ السلام

حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام بن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہزادے ہیں۔

آپ کے بے شمار فضائل ہیں۔ آپ کی ولادت پندرہ رمضان المبارک ۳ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔

حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے اسماء میرے صاحبزادے کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹو چنانچہ سفید کپڑا لایا گیا اور اس میں حضرت امام حسن علیہ السلام کو لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آغوش میں دیا گیا۔

امام حسن علیہ السلام کے نام اقدس کے حوالہ سے مختلف روایات ملتی ہیں۔ معتبر روایت یہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا نام اقدس حسن تجویز فرمایا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور چبا کر امام حسن علیہ السلام کے منہ

مبارک میں ڈالی۔

نواسہ خوش ہو گیا جیسے کونین کی دولت مل گئی ہو، امام الانبیاء نے نواسہ کے کان میں اذان و تکبیر کی آواز پہنچائی اور امام کا نام حسن علیہ السلام تجویز فرمایا۔

حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام نے اُن پانچ نفوسِ قدسیہ میں شامل ہیں جن کی سرداری اور طہارت مسلّمہ ہے اُن پانچوں کی شان و عظمت میں حضرت سیدی علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہدیہ وتبریک یوں پیش کرتے ہیں۔

ہیں کائنات حسن کے انوار پانچ تن
خالق کا بے مثال ہیں شہکار پانچ تن
خود جھیلتے ہیں جاں پہ ہزاروں مصیبتیں
کرتے ہیں دور خلق کے آزار پانچ تن
صائم میں ایک کس طرح نہ بخشا جاؤں گا
ہوں گے جو میرے حشر میں غم خوار پانچ تن

(علامہ صائم چشتیؒ)

قارئین محترم! پنجتن میں حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام شامل ہیں۔

حضور سے مشابہت

حضرت امام حسن علیہ السلام ہر اعتبار سے حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال مشابہت رکھتے تھے یعنی حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام شبیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

روایت ہے حضرت سیدّنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''قسم ہے مجھے رب کی کہ حضرت امام حسن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہیں۔''

(نور الابصار ج ۲ ص ۳۸۸)

سرِ انور سے سینے تک مشابہت

ایک اور روایت ہے:

''الحسن اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مابین الصدر الی الراس۔''

''حضرت امام حسن علیہ السلام سرِ انور سے لے کر سینۂ اطہر تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں۔''

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۶۴۰)

حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے اس بات کو شعر میں یوں بیان فرمایا۔

سلام اُس پر جو نانا جان کے اتنا مشابہ تھا
پُکار اُٹھتے صحابہ دیکھتے ہی یا رسول اللہ ﷺ

(علامہ صائم چشتی)

فضائل میں احادیث

اب اپنے قارئین کے سامنے چند ارشادات نبوی پیش کرتے ہیں حضور نبی کریم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"الحسن والحسین ھمار یحانتی من الدنیا۔"

"حسن وحسین علیہ السلام دنیا میں میرے پھول ہیں۔"

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۴۰)

حضور کی محبت

جب حسنین کریمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھول ہیں تو ان میں خوشبو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ مفہوم بھی واضح ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام حسن علیہ السلام سے کتنی محبت تھی۔

اللہ تو محبت فرما

ایک اور حدیث پاک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دُعا کی:

''یا اللہ! میں بھی حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرتے ہیں تو ان سے بھی محبت فرما۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نواسوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے طلب فرمائی ہے اور نواسوں کی محبت کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی محبت بھی طلب فرمائی جو آپ کے نواسوں سے محبت کرتے ہیں۔

جنتی نوجوانوں کے سردار

ایک اور حدیث پاک میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد پاک فرمایا!

''الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ۔''

''حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

جنت میں حضور کی قربت

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا!

''جو امام حسن و امام حسین کے ساتھ محبت کرے گا وہ

جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دُعا فرمائی۔

"اللھم انھم وانا منھم۔"

''اے اللہ بے شک یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔''

"فاجع صلاتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علی علیھم"

''تو اپنی صلوٰۃ بھیج رحمت بھیج اور رضاء و بخشش بھیج مجھ پر اور ان پر۔''

کن پر؟ آگے ارشاد ہوتا ہے!

"علینا وفاطمہ وحسنا وحسینا وعلی"

''جن نفوس قدسیہ پر اللہ تعالیٰ سلام بھیجے اور اپنی رحمت بھیجے اُن کے مرتبہ کی ہمسری کو دعویٰ کون کر سکتا ہے۔''

نماز کی قبولیت

قارئین کرام!

آج ہم جب تک نماز میں حسنین کریمین پر یعنی حضور کی آل اطہار پر درود نہ پڑھیں تو نماز ادا نہیں ہو سکتی اگر یہ بات انسان اپنے ذہن میں رکھ لے تو کبھی اُن پاکیزہ لوگوں اور اُس مبارک گھرانے پر اعتراض کرنے

کی جرأت نہ کرے جن کے ذکر کے بغیر عبادت قبول نہیں اُن پر اعتراض کرنے والا شخص کیسے مسلمان ہو سکتا ہے۔

رسول کی نماز

امام حسن علیہ السلام تو وہ ہستی ہیں جو رسول کی عبادت میں اس طرح شامل ہیں کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ رہے ہیں اور خیال حضرت امام حسن کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"کان یصلی والحسن والحسین المعیان و یقعدان علی ظھرہ۔"

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تو حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام حضور نبی مکرم کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔''

حضور کی پیشن گوئی

حضرت امام حسن علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خون ریزی سے بچایا بچانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی تھا مگر وسیلہ جناب حضرت امام حسن علیہ السلام بنے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئی پوری ہوئی اور دو مسلمان گروہوں میں صلح ہوگئی۔

حضرت امام حسن کی شہادت

حضرت امام حسن علیہ السلام نے روحانی نظامِ امامت کے ساتھ خلافتِ راشدہ کا نظام بھی چلایا اور بالآخر اپنا روحانی ورثہ شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے سپرد فرما کر ۴۵ سال چھ ماہ کی عمر میں ۴۹ ہجری بمطابق ۵ ربیع الاول کو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔

حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ زہر کی وجہ سے ہوئی اس لئے آپ کو شہید زہر بھی کہتے ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اپنی عمر مبارک میں نہایت بھرپور زندگی گذار کر شہادت کے درجے پر فائز ہوئے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کی ساری حیات طیبہ دین کی سربلندی کے لئے گزری۔ آپ علی المرتضیٰ کے نائب اور روحانی خلیفہ تھے آپ کا نام نامی صحابہ کرام میں بھی ہے اور اہل بیت اطہار میں بھی ہے۔

روحانی نظام مولائے کائنات علیہ السلام کی طرف سے آپ کے پاس آیا اور پھر آپ سے آگے چلا اور آپ کے بعد آپ کے برادر اصغر حضرت سیدّنا امام حسین علیہ السلام شہید کربلا اور حضرت خواجہ حسن بصری جو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرید ہیں سے روحانی نظام چلا اور

حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے تو اپنا سارا گھرانہ خدا کے حضور قربان کر دیا اور ذبح عظیم کی تکمیل فرمائی۔

ذبح عظیم کی ہوئی تکمیل آپ پر
ذوقِ منیٰ کا حاصل مصدر حسین ہیں

(علامہ صائم چشتیؒ)

کرامات امام حسن علیہ السلام

اب آپ حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام کی کرامات ملاحظہ فرمائیں۔

حضور علیہ السلام کے بعد مولائے کائنات اور اُن کے بعد آپ ہی کا نام اقدس آتا ہے اور تمام اولیاء اقطاب اغواث حضرت امام حسن علیہ السلام کے غلامان ہیں اور آپ کے غلامی کے بغیر نہ ولایت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ایمان حاصل ہوسکتا ہے۔

حضور کی امام حسن سے محبت

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''جس نے حسن کے ساتھ محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے خدا کے ساتھ محبت کی۔''

بے موسم پھل

ایک مرتبہ حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام سفر میں تشریف لے جارہے تھے آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ میں ہوا جس کے تمام درخت خشک ہوگئے تھے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند بھی اس سفر میں آپ کے ہم رکاب تھے آپ نے اس باغ میں پڑاؤ کیا اور خدام نے آپ کا بستر ایک سوکھے درخت کی جڑ میں بچھا دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے عرض کی اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کاش اس سوکھے درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں تو ہم لوگ سیر ہو کر کھا لیتے۔

یہ سن کر حضرت امام حسن علیہ السلام نے چپکے سے کوئی دعا پڑھی اور بالکل ہی اچانک منٹوں میں وہ سوکھا درخت بالکل سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس میں تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شتربان کہنے لگا کہ خُدا کی قسم یہ تو جادو کا کرشمہ ہے۔

یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا کہ توبہ کر۔ یہ جادو نہیں ہے بلکہ یہ شہزادۂ رسول کی دُعائے مقبول کی کرامت ہے پھر لوگوں نے کھجوروں کو درخت سے توڑا اور سب ہمراہیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔

(روضہ الشہداء باب ششم صفحہ ۱۰۹)

قارئین محترم: حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی شان و عظمت احاطۂ الفاظ میں نہیں آسکتی۔

خود خدائے پاک ہے مدحت سرائے اہل بیت

جن کی شان و عظمت اللہ نے بیان فرمائی ہو ان کی فضیلت کے بارے میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے نیز اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو وہ اختیارات عطا فرماتا ہے کہ جو انسانی شعور میں نہیں آسکتے۔ جبھی اس شخص نے کہا کہ امام حسن نے جو کھجوریں ہمیں تازہ کھلائیں ہیں یہ جادو کا کرشمہ ہے کیونکہ اس شخص کا ذہن ظاہر کی طرف تھا باطن کی طرف نہیں اس کا شعور مادیت میں ڈوبا ہوا تھا اسے روحانی منازل کا علم نہیں تھا جبھی اس نے ظاہری بات دیکھ کر فتویٰ صادر کر دیا ایسے ہی فتوے منکرین انبیاء کرام پر صادر کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات دیکھ کر ظاہر پرستوں نے جادو کا فتویٰ لگایا لیکن جو ایمان لائے غیب پر جنہیں روحانیت کی منازل حاصل ہوئیں جنہیں فہم قرآن میسر ہوا تو انہیں پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کرامات عطا فرماتا ہے تاکہ انہیں عام لوگ اپنی مثل نہ سمجھ لیں۔

بیٹے کی بشارت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ پیدل حج کے لئے جارہے تھے کہ راہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا وہاں آپ کا ایک عقیدت مند حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا! کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے آپ دُعا فرمائیں کہ تندرست لڑکا پیدا ہو۔

آپ نے فرمایا! کہ اپنے گھر جاؤ تمہیں جیسے فرزند کی تمنا ہے ویسا ہی فرزند تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے اور تمہارا یہ لڑکا ہمارا عقیدت مند اور جانثار ہوگا وہ شخص جب اپنے گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر خوشی سے باغ باغ ہو گیا کہ واقعی حضرت امام حسن علیہ السلام نے جیسے فرزند کی بشارت دی تھی ویسا ہی لڑکا پیدا ہوا ہے۔

(شواہد النبوت ص ۱۷۲)

معلوم ہوا! اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل اپنے مقبول بندوں کو غیب کے حالات سے مطلع فرما دیتا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شان و عظمت کا کیا کہنا آپ تو فرزندِ رسول ہیں آپ نے راستے میں ہی اپنے غلام کو بیٹے کی بشارت بھی عطا فرمائی اور یہ خوشخبری بھی دی کہ تیرا بیٹا ہمارا جانثار ہوگا۔

قارئین: کیسے خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آلِ رسول کے سچّے خادم تھے وہ لوگ جنہیں آقائے دو جہان کے خاندان نور کی غلامی بھی ملی اور جاں نثاری بھی۔

حضور کا خواب

شواہد النبوت میں روایت بیان کی گئی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں

دکھایا کہ بنی اُمیہّ کے بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کے منبر شریف پر کود رہے ہیں۔آپ کو یہ صورت حال ناگوار گزری تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ مبارک "ان اعطینک الکوثر" نازل فرمائی کہ ہم نے آپ کو بہشت کی نہر عطا فرمائی جس کا نام کوثر ہے۔

سورۃ مقدسہ "انا انزلنا فی لیلۃ القدر" نازل کر کے فرمایا کہ ہم نے آپ کو قدر والی رات عطا کی جو کہ ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے۔الف شہر یعنی ہزار مہینے سے مراد بنی اُمیہّ کا دورِ حکومت ہے راوی کہتا ہے کہ جب بنواُمیہّ کے دورِ حکومت کا حساب لگایا گیا تو وہ ہزار مہینہ یعنی تراسی سال چار ماہ ہی نکلا۔

شرانگیزی کا سد باب مگر

صلح کے چند روز بعد شام کے فسادیوں نے دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام وادی فنا سے دار بقا کو کوچ کرنے والے ہیں تو پہلے ان بے حیاؤں نے بصرہ کے لوگوں کو بھڑکا کر وہاں کے مقیم امام حسن علیہ السلام کے ساتھیوں پر شب خون مارا اور اڑتیس افراد کو شہید کر دیا باقی ماندہ خُدام وہاں سے فرار ہو کر امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو صورتِ حال سے باخبر کیا۔امام عالی مقام جناب حسن علیہ السلام کو اس واقعہ سے شامیوں کی بدعہدی کی بو آئی تو آپ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر دمشق روانہ ہوئے آپ جس مقام پر جاتے لوگ اچھی خبر سناتے اور آپ کی خاطر خدمت کرتے یہاں تک کہ آپ نے شہر موصل پہنچ کر نزول اجلال فرمایا۔

موصل کا سردار سعد جو موصلی مختار کا چچا تھا اسے جس وقت امام عالی مقام حضرت حسن علیہ السلام کی تشریف آوری کا علم ہوا پتہ چلا اسی وقت خورد و نوش کا کافی سامان لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر وظائف نیاز پیش کئے اور کہا کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ امام عالی مقام حسن علیہ السلام چند روز موصل میں قیام کرنے کے بعد دمشق تشریف لے گئے اور امیر شام سے لے کر بصرہ میں پیش آنے والے واقعات کی شکایت کی۔

امیر شام نے اس امر کا پورے طور پر نوٹس لیا اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی تشفی کر دی۔ دمشق سے مدینہ منورہ کو واپس جاتے ہوئے آپ موصل سے گزرنے لگے تو وہاں پر اپنے ایک ایسے محبّ کے ہاں تشریف لے گئے جو آپ کی محبت اور فرمانبرداری کی ڈینگیں مارا کرتا تھا۔

اس شخص کو والئی شام نے متاع دنیوی کے عوض خرید کر زہر کی شیشی دے رکھی تھی کہ وہ موقع ملتے ہی امام عالی مقام حسن علیہ السلام کو پلا دے

اس ناسعید نے قلیل ترین فانی متاع کے بدلے آخرت کی ہمیشگی والی نعمتوں سے روگردانی کر لی اور درست دین کو چند نا درست بے ثباتیوں اور بے اعتباریوں کے عوض بازار فریب میں فروخت کر دیا اور اس کام کو قبول کر لیا۔

چنانچہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُس گھر میں نزول اجلال فرمایا تو نا ہنجار نے خدمت و خاطر کے دوران آپ کو تین مرتبہ کھانے میں زہر دیا مگر زہر آپ پر کارگر نہ ہو سکا تاہم آپ ہر مرتبہ بیمار ہو جاتے۔

تو آپ کے دل میں طرح طرح کے خیال آتے اور اپنے میزبان کی بے وفائی کا واضح طور پر مشاہدہ کر لینے کے بعد آپ نے زبان حال سے فرمایا۔

از کس وفا مجد کہ بعالم وفا نماند
بینش غریب وار کہ ایک آشنا نماند

زہر لانے والے کا انجام!

زہر کی تکلیف میں آپ نے ہر مرتبہ دعا فرمائی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی۔

میزبان نے جب یہ صورت دیکھی تو خاصا پریشان ہوا اور تمام واقعہ لکھ بھیجا کہ میں نے انہیں تین مرتبہ زہر دیا ہے مگر کچھ کارگر نہیں ہوا اس کے

جواب میں ایک تحریر اور زہر کی ایک شیشی موصول ہوئی خط میں ہدایت یہ تھی کہ کوشش کر کے اس زہر کے چند قطرے پلا دے یہ ایسا زہر ہے کہ اس کا ایک قطرہ دریا کو زہریلا کر دے اور پانی کے جانور ہلاک ہو جائیں۔

اتفاق سے زہر اور خط لانے والا شخص راستے میں ایک درخت کے پاس اونٹ سے اترا وہاں بیٹھ کر اس نے کھانا کھایا تو اس کے پیٹ میں ایسا درد اُٹھا جس نے اسے بے خود کر دیا اسی اثناء میں وہاں پر سیاہ رنگ کا بھوکا بھیڑیا آ گیا اور اس نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔

اونٹ وہاں سے بھاگنے لگا اس کی مہار درخت میں اُلجھ گئی اور وہ وہیں رہ گیا اس واقعہ کے بعد ایک شخص وہاں سے گزرا جو امام حسن علیہ السلام سے محبت کرتا تھا اس نے دیکھا تو اونٹ کی مہار چھڑائی اس شخص کا سامان دیکھا تو اس میں سے خط اور زہر برآمد ہوا وہ دونوں چیزیں لے کر موصل میں آیا اور وہ چیزیں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں۔

جب کوئی شخص کسی اللہ والے کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جانوروں کے ذریعے بھی اسے سزا دیتا ہے تا کہ دیکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں جو شخص امام حسن علیہ السلام سے دشمنی رکھتا تھا اور جس نے دنیا کے چند روپوں کی خاطر اپنے ایمان کو بیچ دیا اس کا انجام دنیا و

آخرت میں ذلت والی موت کے سوا اور کیا ہوا۔

”لعنت اللہ علیکم دشمنان اھل بیت

زہر منگوانے والے کا انجام

حضرت سیدّنا امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ خط پوشیدہ طور پر پڑھا تا کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے اور میزبان خجالت سے بچ جائے بعد ازاں آپ نے خط کو مصلیٰ کے نیچے رکھ دیا اور کسی شخص پر ظاہر نہ ہونے دیا۔

تاہم آپ کے چہرے کا رنگ سرخ اور شدید متغیر ہو گیا حاضرین مجلس نے ہر چند کوشش کی کہ آپ انہیں اس خط اور شیشی کے بارے میں بتائیں مگر امام عالیٰ مقام حضرت سیدّنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خط کے متعلق بتانے کے بجائے اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث سنانی شروع کر دیں تا کہ لوگوں کا دھیان اس طرف سے ہٹ جائے۔

چنانچہ لوگ ہمہ تن گوش ہو کر حدیث سننے میں محو ہو گئے تو اس محویت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے موصل کے سردار سعد نے وہ خط مصلیٰ کے نیچے سے نکال لیا جب اُس نے خط کا مضمون پڑھا تو لرز کر رہ گیا اور کانپتے ہوئے اُٹھ کر امام عالی مقام حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور کہا اے ابنِ رسول اللہ اس واقعہ میں کون ملوث ہے؟

امام عالی مقام نے فرمایا! میں یہ نہیں پسند کرتا کہ اس وجہ سے وہ شخص خجالت اور ندامت کا شکار ہو اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ اس نے میری جو خدمت کی ہے اس کے بعد وہ میری طرف سے شرمندگی اُٹھائے۔

سعد اس سلسلہ میں بہت زیادہ آگے بڑھ گیا اور اس نے حد کو توڑتے ہوئے امام عالی مقام کے حکم کے بغیر میزبان کو بلا کر کہا اے فلاں! میں تجھ سے کچھ پوچھتا ہوں مجھے اس کا جواب دے؟

اُس نے کہا! پوچھئے کیا پوچھنا ہے۔

سعد نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے ساتھ کوئی ظلم کیا ہے؟

اس نے کہا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ ہی نہ سکا وہ کس طرح مجھ پر ظلم کرتے۔

سعد نے کہا! تو نے امیر المومنین حضرت سیدّنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا ہے تجھے ان سے کیا تکلیف پہنچی اور انہوں نے تیرے ساتھ کون سا ظلم وجبر کیا ہے؟

اس نے کہا! میں ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہا ہوں مگر ان کی طرف سے کبھی میرے دل میں غبار ملال نہیں آیا۔

سعد نے کہا! پھر تو نے ابن مصطفیٰ کے ساتھ کس دشمنی کی بناء پر شام کی طرف خط لکھا کہ میں نے ان کو تین مرتبہ زہر دیا مگر ان پر کارگر نہیں ہوا اور تیرے اس خط کے جواب میں یہ زہر ہلاہل کی شیشی کس نے بھیجی ہے اور اس شخص نے اس سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں نہیں جانتا اس کے متعلق۔ سعد کے ملازمین نے اسی وقت پکڑ لیا اور اس قدر مارا کہ ہلاک ہوگیا۔

(روضۃ الشہداء جلد اول صفحہ ۴۱۲)

معلوم ہوا! امام حسن علیہ السلام انتہائی رحم دل اور انتہائی مشفق تھے۔ ایک ایسا شخص جس نے آپ کی زندگی ختم کرنے کے لئے شدید ترین زہر دیا لیکن انہوں نے اس شخص کو اپنے خدام سے بچانے کی کوشش فرمائی۔ آپ اخلاق نبوی کے پیکر تھے کہ اپنی جان کے دُشمن سے بھی بدلہ نہ چاہتے تھے جبھی تو حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی پردہ پوشی فرمائی لیکن اللہ کی طرف سے وہ سزا جو اس کو ملنی تھی مل کر رہی۔

گُستاخِ حسن علیہ السلام کا بُرا انجام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں بیان کیا ہے کہ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام حسن علیہ السلام کی قبر مبارک پر غلاظت پھیر دی تو وہ پاگل ہو

گیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا پھر وہ مر گیا مرنے کے بعد بھی اس کی قبر سے بھونکنے کی آوازیں آتیں تھیں۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۵۲)

معلوم ہوا! اللہ والوں کی گستاخی انسان کو اس سے ابتر مقام کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کرامت میں جو بات ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر انور کی بے حرمتی کی اور اسے اللہ تعالیٰ نے جہنمی کتا بنا دیا اور اس کی قبر پر بھی ایسا عذاب نازل ہوا کہ اس کی قبر بھی لوگوں کے لئے نمونہ بنا دی اور نشان عبرت بنا دی۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ والوں کی قبور کا بھی احترام کریں کیونکہ اللہ کے بندوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ مسجد اقصیٰ کے اردگرد اللہ نے اپنی نشانیاں اور برکتیں رکھی ہوئی ہیں کیونکہ وہاں انبیاء کرام کی قبور ہیں اور سرکار فرماتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو جائے گی۔

حالات وکرامات
حضرت امام حسین

حضرت سیدّنا امام حسین علیہ السلام حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لختِ جگر ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے چھوٹے بھائی ہیں۔

آئمہ اہل بیت میں سے آپ تیسرے امام ہیں آپ کے بے شمار فضائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام جیسی شہرت کسی کو حاصل نہیں ہوئی آپ کا یوم شہادت محرم میں عاشورہ کے دن ساری دنیا میں منایا جاتا ہے۔

حضرت سیدّنا امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے قبل حضرت سیدّہ ام الفضل زوجہ عم رسول حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بڑا عجیب خواب دیکھا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے چچی جان خواب بیان کریں۔

آپ نے عرض کی یارسول اللہ!

”وایت کانت قطعه من جسدک قطعت و ضعت فی حجری۔“

”میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم اطہر کو کاٹ کر ایک ٹکڑا الگ کر دیا گیا۔“

اور پھر وہ ٹکڑا میری جھولی میں آ گیا۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچی جان آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔

انشاء اللہ میری بیٹی فاطمہ علیہ السلام کے گھر لڑکا پیدا ہوگا تو اُسے گود میں اُٹھائے گی اور ۵ شعبان المعظم ہجری کے چوتھے سال حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام نامی حسین یعنی شبیر تجویز فرمایا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی نظام کو نہایت بہترین طریقہ سے چلایا اور دین اسلام کو ہر مشکل سے نکالا۔

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا آپ راہِ خُدا

میں لوٹا دیتے چنانچہ انہیں کسی سے روپوں پیسوں کا انتظار رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جب دین کے شجر کو خزاں نے گھیر لیا تو شہزادگان رسول نے اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور اپنے نانا جان کے دین کو محفوظ فرمایا اور امام وقت کا یہی کام ہوتا ہے۔

دونوں شہزادوں نے اپنی امامت کے فرائض بخوبی انجام دیئے اور پہلے حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام عاشورہ محرم ۶۱ ہجری کربلا کے میدان میں اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ شہید ہوئے اور اسلام کے خزاں رسیدہ شجر کو اپنا خون دے کر دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے پاک و ہند برصغیر میں اسلام پھیلایا اُنہوں نے امام عالی مقام کے حضور یوں نذرانہ محبت پیش کیا۔

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

دین است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

سر اد نہ داد دست در دست یزید

حقا کہ بنائے لاالہ است حسینؑ

(خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ)

جتنی محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام حسن علیہ السلام کے ساتھ تھی اتنی ہی محبت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھی۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان و عظمت میں آنے والی اکثر احادیث دونوں برادرانِ عظیم کے لئے مشترک ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

حسن اور حسین علیہم السلام جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حسن اور حسین میرے پھول ہیں۔

حسن و حسین (علیہم السلام) سے اللہ محبت فرماتا ہے۔

حسن و حسین (علیہم السلام) سے ہم محبت فرماتے ہیں۔

حسن و حسین (علیہم السلام) میرے بیٹے ہیں۔

حسن و حسین (علیہم السلام) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

حسن و حسین (علیہم السلام) قیامت کے دن میری اونٹنی پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوں گے۔

حسن و حسین (علیہم السلام) جنت کی زینت ہیں۔ قیامت کے دن جنّت رب سے عرض کرے گی یا اللہ مجھے حسن و حسین (علیہم السلام) سے زینت عطا فرما۔

حسن و حسین (علیہم السلام) میرے اہل بیت سے ہیں۔

اسی طرح کی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جن میں حسنین کریمین علیہم السلام کے مشترکہ فضائل بیان ہوئے ہیں۔

آپ کا لقب مبارک اور نام مبارک شبیر بھی ہے۔

اور آپ کی امتیازی شان وعظمت اور انفرادیت یہ ہے کہ آپ سید الشہداء ہیں اولین و آخرین میں جتنے بھی شہید ہوئے یا ہوں گے ان سب کی سرداری حضرت سیدّنا امام حسین علیہ السلام کے پاس ہے۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آجائے کہ شہید تو حضرت علی بھی ہیں کیا امام حسین علیہ السلام ان کے بھی سردار ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام حسین تو سید الشہداء ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ اُن کے والد ہیں جیسا کہ جنت میں حسنین کریمین تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور جنت میں حضرت علی بھی جوان ہونگے کہا حسنین حضرت علی المرتضیٰ کے سردار ہونگے؟ حضرت علی جنت کے سردار کے والد گرامی ہیں اور وہاں آپ کا یہ مرتبہ مسلم ہے۔

وہ حسین کو دیکھ لے

اب آپ کے فضائل مبارکہ میں چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ جنتی نوجوانوں کا سردار دیکھ کر فرحت حاصل کرے وہ حسین (علیہم السلام) کی زیارت

کرے۔ (فضائل صحابہ واہلبیت ص ۲۴۴)

اس حدیث شریف میں مخاطب

یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے چنانچہ اس حدیث پاک سے درس یہ حاصل ہوا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو یہ تعلیم فرمائی کہ امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر فرحت حاصل کریں۔

چنانچہ حضرت سیدنا زید بن اتم کا واقعہ مشہور ہے آج لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام امام حسین علیہ السلام کے مخالف تھے اُن کی خدمت میں ہم یہ گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے اقوال سے کبھی دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مخالفت کی ہو، ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کوئی صحابی حضرت امام حسین علیہ السلام کا مخالف نہ تھا جو لوگ امام عالی مقام کے مخالف تھے اور جنہوں نے امام عالی مقام علیہ السلام کو شہید کیا اُنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دی اور جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور اللہ کو اذیت دینے والے کا انجام یقیناً خیر نہیں ہوگا۔

صحابہ کی محبت

قارئین محترم! امام حسین علیہ السلام سے صحابہ کرام کی محبت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سیدّ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں طواف

کعبہ کے لئے حاضر ہوئے۔

آپ نے دیکھا حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام بھی وہاں طواف فرمارہے تھے آپ نے جملہ ارشاد فرمایا وہ جملہ جس میں صداقت کی خوشبو مہک رہی ہے وہ جملہ جس میں سچائی کا حُسن نمایاں ہے۔

وہ جملہ جس میں مودۃ اہل بیت کا رنگ نظر آرہا ہے۔

آپ فرماتے ہیں!

''اس وقت روئے زمین میں حضرت امام حسین سے افضل کوئی شخصیت نہیں ہے۔''

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت ومودۃ میں کتنے سرشار تھے۔

امام حسین نے عظیم قربانی دی

حضرت امام حسین علیہ السلام وہ ہستی ہیں جنہون نے اپنی قربانی اور اپنے بچوں کی قربانی بارگاہِ خُداوندی میں اس طرح پیش کی کہ جس پر انبیاء بھی فخر کرتے ہیں اولین وآخرین میں ایسی قربانی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا یہ وہ آزمائش تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص تھی کیونکہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنا بڑا مقام ومرتبہ ہوتا ہے آزمائش بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا مرتبہ اور مقام بھی سب سے بڑا

تھا اور آزمائش بھی سب سے بڑی آئی تھی اور اللہ تعالیٰ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا محبوب شہید ہو اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس شہادت کا درجہ نہ ہوتا چنانچہ اُس قادر مطلق نے اپنے محبوب کی آل میں دو ایسے صاحبزادے بھیجے جن میں سے ایک سر سے لے کر سینہ مبارک تک حضور علیہ السلام کے مشابہ تھے یہ تھے حضرت امام حسن علیہ السلام چنانچہ اپنے محبوب کی شکل مبارک تو حسنین کریمین کے سانچے میں ڈھال کر بھیج دیا اور اُس کی قربت حضور علیہ السلام سے اتنی فرمادی کہ کانٹا حسن علیہ السلام کو چُبھے تکلیف رسول کو ہوتی۔

دونوں کی صفات

پریشان حسین علیہ السلام ہو جائیں تو پریشانی رسول کو ہوتی چنانچہ ان دونوں صاحبزدگان میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات کاملہ بھی رکھیں۔

پھر ان کی شہادت کامل ہے اور شہادت کی دونوں قسمیں شہادت سرِّی اور شہادت جہرّی سے دونوں شہزادوں کو نوازا اور یہ دونوں شہادتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبے میں شامل فرمادیں۔

قارئین محترم! یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سرّ الشہادتیں میں فرماتے ہیں کہ حسنین کریمین علیہم السلام کی شہادتیں درحقیقت نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادتیں ہیں۔ حضور علیہ السلام کو ظاہری طور پر شہادت اللہ کو گوارا نہ تھی اسی لئے دونوں پیارے سبطین حسنین کریمین علیہم السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان شہادتوں کو حضور علیہ السلام کے مقام و مرتبے میں شامل فرمادیا۔

اس بات سے یہ امر بھی سورج کی طرح روشن ہو کر واضح ہوگیا کہ کسی نبی کو جبری شہادت ملی کسی کو سری ملی لیکن ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ ان کے پاس جبری شہادت بھی موجود ہے سری شہادت بھی۔

سرّی شہادت اور جہرّی شہادت:

آپ کو سرّی شہادت حضرت سیدّنا امام حسن علیہ السلام کے ذریعہ سے ملی اور یہ شہادت اتنی پوشیدہ ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں کہ آپ کی شہادت میں نے نمایاں کردار ادا کیا اور آپ کی شہادت کی تاریخ بھی آج اہل اسلام میں زیادہ معروف نہیں ہے یہ سرّی شہادت ہے یعنی چھپی ہوتی ہے اور جہرّی شہادت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہوئی اور یہ ایسی جبری شہادت ہے کہ عشرہ محرم اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ساری کائنات میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت مبارکہ کا چرچا ہے بلکہ سارا سال ہی شہادت امام حسین علیہ السلام کے واقعات پڑھے اور سنے جاتے ہیں اور

محافل میں آپ کا ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ تاجدارِ مدینہ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے حسین کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی۔

آئیں ایک نہایت حسین بات آپ کی خدمت میں عرض کرتے چلیں۔

حسین علیہ السلام کا بچپن

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بچپن کا زمانہ ہے ایک مرتبہ آپ کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے چشمان مبارکہ سے آنسو جاری تھے ہچکی بندھی ہوئی تھی۔

پیارے نواسے کے پیارے نانا جان حضرت سیدّنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے نواسے کو یوں آنسو بہاتے دیکھا تو بے چین ہو گئے۔

قربان جائیں کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت پاک پر نواسے کو روتے دیکھ کر نانا جان کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے فوراً اپنے پیارے نواسے کو پکڑا اور سینے سے لگالیا۔

سبحان اللہ تعالیٰ کیا مقام ہے حضرت سیدّنا امام حسین علیہ السلام کا

جن کا سینۂ حضور کے سینہ سے لگا وہ نبی جن کا سینۂ اطہر علوم و معارف نبوت کا مرکز ہے۔

جن کا سینہ مقدس نورانیت کا مخزن ہے۔

جن کے سینہ مُقدس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اسرار و علوم رکھ دیئے اُس سینہ مبارکہ سے حسین علیہ السلام کو لگایا تو فرمایا حسین نہ رو میرے نواسے تیرے رونے سے ملائک بھی پریشان ہو جاتے ہیں میرے حسین تو رونے کے لئے نہیں رلانے کے لئے آیا ہے۔

نانا جان کا سینہ مل گیا

تمہاری شہادت پر تو زمین اور آسمان کو رونا آئے گا ملائک و جنات نوحہ خوانی کرتے رہیں گے۔ قیامت تک تیری یاد میں لوگ آنسوؤں کے چراغ جلاتے رہیں گے لہٰذا میرے حسین نہ رو یہ فرما کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے سینہ اقدس کے ساتھ چمٹا لیا سینے مبارک کے ساتھ حسین علیہ السلام لگے تو فوراً خاموش ہو گئے اور فضا نے بھی سرگوشی کی کہ حسین اسی لئے رو رہے تھے کہ نانا جان کے پیارے سینے سے لگ سکیں اس لئے سینے سے لگ کر پیارے نانا کا سب سے پیارا نواسہ چپ ہو گیا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے حسین کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

یعنی حسین علیہ السلام کو اذیت دینا رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینا ہے۔

حسین علیہ السلام سے جنگ کرنا رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنا ہے ۔

حسین علیہ السلام پر پانی بند کرنا، رسول اللہ ﷺ پر پانی بند کرنا ہے۔

حسین علیہ السلام کو گالی دینا رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا ہے۔

حسین علیہ السلام کو پریشان کرنا رسول اللہ ﷺ کو پریشان کرنا ہے۔

حسین علیہ السلام کو بے قرار کرنا رسول اللہ ﷺ کو بے قرار کرنا ہوتا ہے۔

حسین علیہ السلام کو ایذاء دینا رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا ہے۔

قارئین محترم! حسین علیہ السلام کی تکلیف رسول اللہ ﷺ کی تکلیف ہے

حسین علیہ السلام کی خوشی رسول اللہ ﷺ کی خوشی۔

حسین علیہ السلام کا غم رسول اللہ ﷺ کا غم ہے۔

اور حسین علیہ السلام کی شہادت بھی رسول اللہ ﷺ کی شہادت ہے اور یہ وہ شہادت ہے جس سے اعلیٰ ترین شہادت نہ ہوگی نہ ہو سکتی ہے۔

جو امتحان نبی کے لاڈلے نواسے علی علیہ السلام کے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام نے دیا اور کوئی نہ دے سکے گا اس لئے حضور علیہ السلام نے لوگوں کو حسین علیہ السلام کو تکلیف دینے سے منع فرمایا اور فرمایا حسین کو تکلیف دینا مجھے تکلیف دینا ہے۔

حضرت سیدّنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام باغِ گلشن رسالت

کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔ ہمارے پاس وہ فہم و شعور نہیں ہے کہ آپ کی شان و عظمت اور کرامات تحریر میں لاسکیں اور آپ کے فضائل کا احاطہ کر سکیں۔

بس یہی عرض کرتے ہیں کہ شہزادۂ رسول حضرت سیّدنا حسین علیہ السلام نے خود ہی ہم پر رحمت فرما کر اپنا ذکرِ خیر لکھوا کر ہمیں برکات سے نوازا ہے۔

آپ کی چند ایک کرامات ہم پیش کرتے ہیں۔

ہے جس طرح سے نام رخشندہ حسین کا
ہے اُس طرح سے کام تابندہ حسین کا
قرآں میں ہے کہ مت کہو مردہ شہید کو
ماتم کریں تو کیوں کریں زندہ حسین کا

(حضرت علامہ صائم چشتیؒ)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی کرامات

کنویں کا پانی بڑھ گیا

ابوعون کہتے ہیں کہ حضرت سیدّ نا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے گزر ہوا۔انہوں نے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس کنویں میں پانی بہت کم ہے اور اس میں ڈول بھرتا نہیں ہے۔میری ساری تدبیریں بیکار ہو چکی ہیں آپ ہمارے لئے برکت کی دُعا فرمائیں۔

حضرت سیدّ نا امام حسین علیہ السلام نے کنویں کا پانی منگوایا اور کلی کر کے فرمایا اس برتن والے پانی کو کنویں میں ڈال دیں جب پانی کنویں میں ڈالا گیا تو نیچے سے پانی اُبل پڑا۔کنویں کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا اور پانی پہلے سے بھی زیادہ میٹھا اور شیریں ہو گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

معلوم ہوا! حضرت امام حسین علیہ السلام شبیہہ رسول تھے اسی لئے

آپ کے لعاب دہن کی برکت سے پانی میٹھا ہو گیا اور بڑھ بھی گیا۔

"الحسین منی وانا من الحسین"

چنانچہ امام عالی مقام کی یہ کرامت بڑی روح پرور اور پُرکشش ہے۔

سلام اُس پر مسخر تھا جہاں جس کے لئے سارا
سلام اُس پر جو ہے مختار عالم کا جگر پارا

(علامہ صائم چشتیؒ)

دوزخی کہنے والے کا انجام

حضرت امام حسین علیہ السلام پیش ازیں خندق کھودنے کا حکم دے چکے تھے تاکہ ایک ہی طرف سے جنگ لڑی جائے اور دوسری خواتین اہل بیت کرام دوسروں کے تعرض سے محفوظ و مامون ہو جائیں۔ چونکہ اس خندق کو لکڑیوں سے بھرا جا چکا تھا اس لئے اس وقت آپ نے فرمایا خندق کی لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے تاکہ دشمن شب خون نہ مار سکیں۔

جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے حسین دوزخ کی آگ سے پہلے ہی تو نے اپنے لئے آگ جلا لی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"کذبت یا عدو اللہ"

اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ کہتا ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا اور تو بہشت میں جائے گا۔

حضرت مسلم بن عوشجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے ابن سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت عطا فرمائیں تا کہ میں تیر کو اس کے حلق سے پار کردوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں جنگ میں پہل نہیں چاہتا مگر تو دیکھ اور حق تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کا مشاہدہ کر پھر آپ نے قبلہ رو ہو کر دُعا فرمائی:

"اللھم جرہ الی النار"

الٰہی اسے اس کے بدلے میں آگ میں ڈال دے اور اس سے پہلے کہ یہ آگ کا ایندھن بنے اسے دنیا ہی میں آگ کا مزہ چکھا دے مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اثر اجابت ظاہر ہوا مالک بن عروہ کے گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں پڑ گیا اور وہ گھوڑے پر پیچھے کی طرف اُلٹ پڑا لگام اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور گھوڑا چاروں طرف سرپٹ دوڑنے لگا۔ یہاں تک کہ خندق کے قریب جا کر اسے اپنی پشت سے گرا کر واپس آ گیا۔ لوگوں میں اس پر شور مچ گیا۔

یہ امام عالی مقام سیدّنا امام حسین علیہ السلام کی میدان کربلا میں

دوسری کرامت تھی۔ امام عالی مقام نے اس پر سجدۂ شکرادا کیا اور بلند آواز سے جسے دنوں لشکرین سن سکیں دُعا فرمائی۔

سلام اُس پر رضا تھے چاہتے ارض وسما جس کی
سلام اُس پر کہ تھی مقبول صائم ہر دعا جس کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

اگر کوئی شخص امام حسین علیہ السلام پر اعتراض کرے اور یزید کو جنتی اور مسلمان کہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جیسا کہ امام پاک کی اس کرامت سے یہ بات ظاہر ہوگئی۔

نسب پر طعن کرنے والے کا انجام

میدان کربلا میں جنگ سے پہلے ابن اشعث نے کہا تیری پیغمبر کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے جولاف مارتا رہتا ہے۔

امام عالی مقام علیہ السلام غیرت کی وجہ سے پریشان ہوگئے اور کریم وکارساز کی بارگاہ میں سرنیام رکھ کر خداوند بے نیاز کے حضور مناجات کرتے ہوئے کہا الٰہی ابن اشعث نے میرے نسب پر جرح کی ہے اور یہ مجھے پیغمبر کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا۔

"فاذنی الیوم زلا عاجلا"

پس اسے آج ہی ذلت وخواری سے ہمکنار کردے اور اس کی رگ

جاں کو قطع فرما دے۔

امام عالی مقام سیدّنا امام حسین علیہ السلام کی دُعا کا تیر ابھی ہدف آسمان پر نہیں پہنچا تھا کہ شہباز قضائے عالم تقدیر سے آ پہنچا۔

اور اسی وقت اس ناپاک کے باطن میں ظاہر کا تقاضہ ہوا اور گھوڑے سے اُتر کر رفع حاجت کے لئے بیٹھ گیا اچانک سیاہ بچھو نے اس کی شرم گاہ پر ڈنگ مارا اور وہ برہنہ حالت میں نجاست کے درمیان گرا اور اس کے آلودہ جسم سے اس کی ناپاک جان نکل گئی۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۱۸۸)

سلام اُس پر کہ ایک بے دام باندی تھی قضا جس کی
مگر گم تھی رضائے رب عالم میں رضا جس کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

اس کرامت سے یہ درس ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسب پاک پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ آج جو لوگ سادات کرام کے بارے میں غلط عقیدہ رکھتے ہیں اُنہیں اپنا عقیدہ درست رکھنا چاہیے۔

ایک اور کرامت

امام عالی مقام کی ایک اور کرامت جو واقع ہوئی وہ یہ ہے کہ جعدہ

قرنی نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ اے حسین! تو فرات کے اس پانی کو دیکھ رہا ہے جو بحرِ موّاج کی صورت میں بہہ رہا ہے۔ مگر خدا کی قسم تو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھ سکتا یہاں تک کہ پیاسا ہی ہلاک ہو جائے امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے یہ بات سنی تو رو پڑے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔

"الھم امتہ عطشانا"

الٰہی اسے پاسا ہلاک کر دے اسی وقت اس کا گھوڑا بغیر کسی وجہ سے اسے گرا کر بھاگ نکلا اور وہ گھوڑے کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگتا رہا جس سے اس پر پیاس غالب آ گئی اور وہ العطش العطش پکارنے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے پانی پلانے کی کوشش کی مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اس کے حلق سے نیچے نہ اُتر سکا اور وہ پیاسا ہی جہنم رسید ہو گیا۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۱۸۹)

سلام اُس پر جسے حاصل تھی نصرت سب فرشتوں کی
سلام اُس پر جسے حاصل تھی خدمت سب فرشتوں کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

یہ تیسری کرامت ہے جو میدان کربلا میں وقوع پذیر ہوئی لیکن ابن زیاد کے اور یزیدیوں کے لشکر کے دلوں پر بھی مہر ثبت تھی اور اُن پر کوئی اثر

نہ ہوا۔ اسی لئے انہوں نے وہ جرم کیا جس کی معافی ممکن نہیں۔

اس فعل کے ذریعے یزیدیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کرلیا تھا۔

خون حسین علیہ السلام کی کرامت

کنزالغرائب میں بیان ہے کہ ایک یہودی کی خوبصورت بیٹی اچانک بیمار ہوگئی اوراس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی علاوہ ازیں اس کو متعدد امراض وعلل نے گھیرلیا چنانچہ اس کے پاؤں بےکار ہوگئے۔ شہر سے باہراس کے باپ کا باغ تھااور وہ تبدیلی آب وہوااور تغیر مکان کی بناء پراسے باغ میں لے آیا کہ شاید وہاں اس کی بیماریاں زائل ہوجائیں۔

اس لڑکی نے اس باغ میں سکونت اختیار کرلی اس کا باپ ہمیشہ اس کے پاس رہتا اوراسے مختلف باتوں سے تسلی دیا کرتا ایک روزاس کا باپ کسی ضرورت سے شہر گیااور بیٹی کو باغ میں اکیلی چھوڑ گیا۔ اتفاق سے اس روزاس کا کام نہ ہوسکااوراسے رات وہیں شہر میں گزارنی پڑی جب کہ اس کی بیٹی نے ایک درخت کے نیچے تنہارات گزاری۔

علی الصبح اس نے دوسرے درخت سے ایک پرندے کے زاروزار رونے کی آواز سنی تو وہ لڑکی بھی اپنی بیماری پہ رونے لگی جب اس نے اس پرندے کارونا سنا تواس کا جھکاؤ اس کی طرف ہوگیااور ایک عجیب قسم کا درد

اس کے دل میں بھر آیا وہ گھسٹتی ہوئی اس درخت کے پاس پہنچی اگرچہ اس کی آنکھیں نہ تھیں تاہم اس نے فطری طور پر اوپر کی طرف سر اُٹھایا اتفاق سے اس کی آنکھ میں گرم خون کا قطرہ گرا اور اس کی آنکھ روشن ہوگئی۔ اس نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو ایک پرندے کے پروں سے خون کے قطرے گر رہے تھے اچانک اس کے ہاتھ پر دوسرا قطرہ گرا تو اس نے اسے اپنی دوسری آنکھ پر مل لیا اور اس کی دوسری آنکھ بھی روشن ہوگئی۔

پھر اس نے ایک قطرہ اپنے ہاتھ پر ملا اس کے ہاتھ متحرک ہو گئے اور پاؤں پر ملا تو وہ چلنے لگے۔ وہ لڑکی تندرست ہو کر اور روشن آنکھوں سے اُٹھی اور باغ کے گرد گھومنے اور ہر طرف چکر کاٹنے لگی۔ اس کا باپ آیا تو اس نے ایک لڑکی کو باغ کے چکر کاٹتے دیکھا تو وہ اپنی بیٹی کو نہ پہچان سکا۔

اس نے پوچھا اے لڑکی تو کون ہے؟ میں اس درخت کے نیچے اپنی نابینا اور مفلوج لڑکی کو چھوڑ گیا تھا وہ کہاں گئی لڑکی نے باپ کے پاس آکر کہا اے باپ میں ہی تیری بیٹی ہوں جسے تو مبتلائے امراض میں چھوڑ گیا تھا۔ یہودی نے یہ بات سنی تو بے ہوش ہو گیا کچھ دیر بعد ہوش میں آیا تو اس نے لڑکی سے تندرست ہونے کا واقعہ پوچھا۔ اس نے اپنے باپ کو تمام واقعہ سنایا اور اس درخت کے نیچے لے آئی جس پر وہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔ یہودی نے ایک نظر اُٹھا کر پرندہ کو دیکھا جس کے بال اور پر خون آلود

تھے۔ یہودی نے کہا اے ہمائیوں بال فرخندہ فال خستہ حال پرندے تیرے پروں پر یہ خون کیسا ہے اور اس میں کہاں کی صحبت کا اثر ہے؟

یہودی کی ہدایت کے لئے الہام الٰہی کے ساتھ پرندہ بولنے لگا اور فصیح زبان سے گویا ہوا کل ہم پرندے جمع ہو کر آب و دانہ کی تلاش میں اُڑتے جا رہے تھے جب دوپہر کا وقت ہوا تو ہوا انتہائی گرم ہوگئی تو ہم فلاں صحرا میں ایک درخت پر چھپ کر بیٹھ گئے اور جو کچھ جس نے کھایا پیا تھا ایک دوسرے کو بتانے لگے۔

اچانک ہم نے آواز سنی اے پرندو کربلا میں امام حسین علیہ السلام آفتاب کی گرمی سے بھن گئے ہیں اور تم سائے کی پناہ میں آگئے ہو اہل آسمان و زمین ان کے درد و الم میں مشغول ہیں اور تم آب و دانہ کے غم میں گھلے جاتے ہو۔

ہم الہام الٰہی کے ساتھ کربلا کی طرف روانہ ہوگئے جب ہم وہاں پہنچے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا جا چکا تھا اور ابھی آپ کے جسم شریف سے خون جاری تھا ہم سب اس پر رونے لگے اور خود کو آپ پر گرا دیا اور اپنے پروں کو ان کے ساتھ ملنے لگے میرے پروں میں یہ وہی خون ہے جس کا قطرہ جہاں گرتا ہے خیر و برکت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہودی نے یہ بات سنی تو کہا اگر امام حسین علیہ السلام کے نانا جان برحق نبی نہ ہوتے تو اُن کے بیٹوں میں یہ برکت نہ پائی جاتی اور میری بیٹی حسین علیہ السلام کے خون

کے اثرات سے صحت نہ پاتی پس وہ یہودی اپنے تمام گھر والوں متعلقین اور خویش واقارب کے ساتھ دائرہ اسلام میں آ گیا، اور جب سب اس سے اسلام لانے کی وجہ پوچھتے تو عجیب وغریب حکائت شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایسا ہو جانا تعجب خیز نہیں۔

معلوم ہوا! کہ پرندے بھی اہل بیت اطہار سے محبت کرتے تھے لہٰذا یہ پرندے ان یزیدیوں سے اچھے ہیں جنھوں نے نبی پاک کے بیٹے کو شہید کر دیا اور اہل بیت کی بیبیوں کو جلوس کی شکل میں بازاروں میں پھرایا اس لئے محدثین کرام نے یزیدیوں کے اس فعل پر یزیدیوں کو کافر کہا ہے کیونکہ حدیث شریف ہے جو اہل بیت سے بغض رکھے وہ کافر ہے۔

سلام اے ابن حیدر تو محمد کی نشانی ہے
غم و آلام میں ڈوبی ہوئی تیری کہانی ہے
(علامہ صائم چشتیؒ)

سرِ انور کاٹنے والے کا انجام

روایت میں آتا ہے کہ خولی امام حسین علیہ السلام کا سر انور لے کر کوفے کو جا رہا تھا، اور اس کا گھر کوفے سے ایک فرسخ پہلے پڑتا تھا لہٰذا پہلے وہ اپنے گھر آ گیا۔ اس کی بیوی انصار میں سے تھی اور اہل بیت کے ساتھ جان و دل کے ساتھ محبت رکھتی تھی۔ خولی نے اس سے ڈرتے ہوئے امام

عالی مقام کا سر انور تندور میں چھپا دیا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی بیوی نے پوچھا اتنے دن کہاں رہا؟

اس نے کہا ایک شخص نے یزید سے بغاوت کر دی تھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ خاتون نے مزید کوئی بات نہ کی، اور کھانا لے آئی خولی نے کھانا کھایا اور سو گیا اس خاتون کی عادت تھی کہ روزانہ نماز تہجد کو اُٹھتی اور نماز تہجد ادا کرتی۔

اس رات وہ اُٹھی تو دیکھا کہ جہاں اس کا تندور بنا ہوا تھا وہاں اس قدر روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ گویا کہ لاکھوں شمعیں اور چراغ ایک ساتھ جل رہے ہیں۔ اس تندور سے روشنی باہر آتے دیکھی تو متعجب ہو کر کہا سبحان اللہ نہ تو میں نے خود ہی اس تندور میں آگ جلائی تھی اور نہ کسی دوسرے کو کہا تھا یہ روشنی کہاں سے آ گئی ہے۔

اسی عالم تحیّر میں اس نے دیکھا کہ وہ نور آسمان کی طرف جا رہا ہے اس سے اسے اور زیادہ تعجب ہوا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ آسمان سے چار خواتین نے نزول اجلال فرمایا اور اس تندور کے اردگرد جمع ہو گئیں۔

ایک خاتون نے اس تندور سے ایک سر کو نکالا اور اسے چوم کر اپنے سینے سے لگایا اور روتے ہوئے فرمایا! اے شہید مادر اور اے مظلوم مادر حق

سبحانہ تعالیٰ نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ میں تیرے قاتلوں سے بدلہ لوں گی، جب تک مجھے تیرا خون بہانہ دیا گیا قائمہ عرش سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گی۔

ان کی موافقت میں دوسری خواتین نے بہت زیادہ گریہ وزاری کی اور آخر اس سر کو تندور میں رکھ کر غائب ہو گئیں۔

خولی کی بیوی نے اُٹھ کر سر مبارک کو تندور سے باہر نکالا ابھی تک اس نے سر مبارک کو نہیں دیکھا تھا اب جب اس نے سر مبارک کو دیکھا تو نعرہ غم لگا کر بے ہوش ہو گئی، کیونکہ اس نے حضرت سیدّ نا امام علیہ السلام کی متعدد مرتبہ زیارت کی ہوئی تھی۔

بے ہوشی کے عالم میں اُسے ہاتف نے آواز دی اُٹھ جا تجھ سے تیرے شوہر کے گناہ کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔

خاتون نے ہاتف سے پوچھا! تندور پر آکر گریہ زاری کرنے والی چار بیبیاں کون تھیں؟

ندا آئی کہ وہ خاتون جس نے سر کو سینے سے لگایا اور دوسری تمام بیبوں سے زیادہ روتی تھیں وہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔

دوسری خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ، تیسری عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جناب مریم علیہ السلام اور چوتھی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا تھیں۔

اس خاتون نے اُٹھ کر سر مبارک کو سینے سے لگایا اور چوم کر مشک و گلاب سے خون مبارک دھویا اور غالیہ و کافور چہرہ مبارک پر ملا اور امام پاک کی مبارک زلفوں میں کنگھی کی اور پاک جگہ پر رکھ کر واپس آگئی اور فرمایا۔ اے ملعون دون اور اے ملعون زبون! تو نے کس کا سر لا کر تندور میں رکھا ہوا ہے آخر یہ فرزند رسول کا سر ہے اُٹھ کر دیکھ زمین سے آسمان تک فغاں اُٹھ رہی ہے اور ملائکہ گروہ در گروہ اس سر کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں اور گریہ زاری کرتے ہیں اور تجھ پر لعنت کرتے ہوئے آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ میں تجھ سے اس جہاں میں اور اُس جہان میں بیزار ہوں پھر اس نے سر پر چادر ڈالی اور گھر سے باہر نکل آئی۔

خولی نے کہا تو کہاں جا رہی ہے اور اپنے بیٹوں کو کیوں یتیم کرتی ہے اس نے کہا اے لعین تو نے فرزندانِ مصطفیٰ کو یتیم کر دیا۔ تو تجھے کچھ پرواہ نہ ہوئی کہ تیرے بیٹے بھی یتیم ہو سکتے ہیں پس وہ بی بی چلی گئی اور دوسرے کسی شخص کو اس کا پتہ نہ چل سکا پھر جب مختار ثقفی کے دربار میں گرفتار ہو کر خولی پیش ہوا مختار نے کہا یہ وہی مردود ہے جس نے سر شبیر کو نیزے پر چڑھایا تھا، یہ کہہ کر اس نے پہلے اس شیطان کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پھر بایاں ہاتھ کٹوا دیا۔ پھر دونوں پاؤں کاٹ کر اس کا دھڑ اسی

طرح پھینک دیا۔

(شہید ابن شہید جلد اوّل صفحہ ۳۵۸)

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۳۷۷)

قارئین! آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسے کا سر اقدس تن سے جدا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی سزا دی اور نشان عبرت بنا دیا۔ معلون کا پہلے تو گھر اُجڑا بعد ازاں اس کو گرفتار کر کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لختِ دل کو شہید کرنے والا دنیا میں بھی لعنتوں کا مستحق ہو گیا اور آخرت کا عذاب الیم ابھی باقی ہے۔

اہل بیت پاک سے بیباکیاں گستاخیاں

لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

سرِ انور تلاوت کرتا ہے

روایت آئی ہے کہ جس نے بھی امام عالی مقام سیدّنا امام حسین علیہ السلام کے سر کی طرف دیکھا تو آپ کی سطوت وہیبت سے بے ہوش ہو گیا اور آپ کا سر مبارک دوسرے سروں کے درمیان اس طرح چمکتا تھا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند درخشاں ہو۔

شواہد النبوت میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت بیان کی گئی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا سرانور کوفہ کی گلیوں میں پھرایا گیا، میں اس وقت اپنے گھر کے بالاخانے میں تھا۔ جب سرانور میرے برابر پہنچا تو میں نے آپ کے سرانور کو یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے سنا۔

"اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ وَالرَّقِیۡمِ
کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔"
(سورۃ الکھف آیت ۹)

اس حال ہیبت سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے آواز دی اے ابن رسول اللہ یہ کیا راز ہے؟ آپ کا عمل عجیب تر ہے ایک دوسرے عزیز نے بیان کیا ہے کہ جب ان سروں کو ابن زیاد کے محل کے دروازے پر لایا گیا اور نیزہ سے اُتارا گیا میں امام حسین علیہ السلام کے قریب ہوا تو آپ کے ہونٹ مبارک ہلنے لگے میں نے کان لگایا تو آپ اس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے۔

"وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ۔"
"اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔"

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۳۸۴، ۳۸۵)

یہ کرامت امام پاک کی ہر زبان خاص و عام پر ہے اور اس کرامت سے انکار کسی کے بس کی بات نہ ہے اور اس کرامت سے یہ بات ظاہر ہو

چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے والوں کو ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے۔

سلام اے ابن حیدر تو محمد کی نشانی ہے
غم و آلام میں ڈوبی ہوئی تیری کہانی ہے

(علامہ صائم چشتیؒ)

یہودی کا اسلام لانا

شام کے راستے میں رونما ہونے والی کرامت میں سے ایک واقعہ کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب یزیدیوں کا لشکر قیدیوں کا قافلہ لے کر حران پہنچا تو وہاں پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ تھا جس میں یحییٰ نامی ایک یہودی رہتا تھا، وہ ان لوگوں کے استقبال کے لئے باہر آیا اور شہیدوں کے سروں کا نظارہ کرنے لگا۔

اچانک اُس کی نگاہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے سرانور پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ ہل رہے ہیں اس نے آگے بڑھ کر اپنا کان آپ کے ہونٹوں پر رکھا تو یہ کلمات سنے۔

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔"

اس حال کا مشاہدہ کیا تو حیران ہو کر پوچھا کہ یہ سر کس کا ہے؟

لوگوں نے کہا حسین ابن علی کا!

اس نے پوچھا! باپ کا نام تو معلوم ہو گیا ان کی والدہ کون ہیں؟

لوگوں نے کہا! فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہودی نے کہا! اگر ان کے نانا جان کا دین برحق نہ ہوتا ان سے یہ برہان ظاہر نہ ہوتی۔

اس کے ساتھ ہی اُس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا۔ اس نے اپنے سر سے دستار اُتاری اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اہل بیت کرام میں تقسیم کر دی اور جو ریشمی لباس وہ پہنے ہوئے تھا اسے امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس لایا اور ایک ہزار درہم آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی۔ اسے اپنی ضرورت پر خرچ کریں۔ شہیدوں کے سروں کے محافظوں نے یہ دیکھا تو اسے جا کر کہا کہ یہ تو نے کیا کیا ہے اور یہ کیا کام ہے؟

تو والیء شام کے دشمنوں کی حمایت کر رہا ہے ان قیدیوں سے دور ہٹ جاو ورنہ ہم تیری گردن کاٹ دیں گے۔ یحییٰ نے ذوق محبت میں سرشار ہو کر اپنے خادموں کو تلوار لانے کے لئے کہا اور پھر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے محافظوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے پانچ اشخاص کو قتل کر دیا۔

اور اس کے بعد خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہو گیا حران کے دروازہ پر آج بھی ان کا مزار مشہور و معروف ہے اور اسے یحییٰ شہید کا مزار کہتے ہیں اور وہاں دُعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۳۹۱)

(شہید ابن شہید اول صفحہ ۳۴۳)

قارئین محترم! یہ نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر انور کا اعجاز اور آپ کی عظیم کرامت ہے کہ جسم سے الگ ہونے کے بعد بھی غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان فرما رہے ہیں اور وہ شخص جس نے امام پاک کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اس کا یہ فوری فیصلہ امام عالی مقام کی محبت معمور ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے انعام یہ دیا گیا کہ اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا اور اسے ولائت عطا فرما دی۔

یہ اپنی قسمت اور نصیب کی بات ہے کہ کلمہ پڑھنے والے کافر ہو گئے اور غیر مسلم کرامت امام حسین دیکھ کر مسلمان ہو کر بلند مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ **"سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہٖ"۔**

اہل موصل سر حسین اور یزیدی لشکر

روایت آتی ہے کہ جب لشکر اثنائے راہ میں موصل کے قریب پہنچا تو اس لشکر کے اسیروں نے امیر موصل کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ شہر سے باہر آ کر ہمارا استقبال کرو۔ سونے چاندی سے بھرے ہوئے طشت لا کر ہم پر نثار کرو اور اپنے گھر پر ہماری آمد سے اپنے آپ پر فخر و مباہات کرو کیونکہ ہم حسین ابن علی اس کے بیٹوں، بھائیوں، قریبیوں، دوستوں اور بہی خواہوں کے سر لے کر آئے ہیں اور اس کے اہل وعیال کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لائے ہیں۔ موصل کے حاکم عماد الدولہ نے اہل شہر کو جمع کیا اور تمام صورت

حال ان کے سامنے بیان کرتے ہوئے کہا اے لوگو! یہ بات ہمارے لئے ہرگز قابل قبول نہیں۔

تمام اہل موصل نے اس پر اتفاق کیا اور ضیافت کا سامان تیار کر کے لشکر یزید کے پاس بھیج کر کہا آپ لوگوں کا ہمارے شہر میں آنا مناسب نہیں اور اس طرح انہیں شہر سے ایک فرسخ باہر ہی روک دیا گیا۔

خون کے آخری قطرے کی کرامت

ان لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک وہاں پر پڑے ہوئے پتھر پر رکھ دیا تو آپ کے سر مبارک سے خون کا ایک قطرہ اس پتھر پر گرا جس کی وجہ سے عاشورہ کے دن اس پتھر سے تازہ خون جاری ہو جاتا تھا اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں جمع ہو کر آہ زاری کیا کرتے تھے۔

یہ صورت حال عبدالملک بن مروان کے زمانے تک جاری رہی جب اسے لوگوں نے اس کے بارے میں بتایا تو اس نے وہ پتھر وہاں سے اُٹھا دیا اور کسی دوسرے کو اس کے بارے میں نہ بتایا تاہم لوگوں نے وہاں پر ایک گنبد بنا دیا اور اس کا نام شہید نقطہ رکھا۔ لوگ ہر سال ماہ محرم میں وہاں آتے ہیں اور شرائط تعزیت بجالاتے ہیں۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۳۹۲)

شیخ اَوحدی رحمتہ اللہ علیہ نے لوگوں کے وہاں ہر سال تعزیت کے

لئے آنے کے بارے میں چند شعر کہے جن میں بعض یہ ہیں۔

ہر سال تازہ میشواویں درد سینہ سوز
سوز لے کہ کم نگر دودوادے کرے دوا است
اندر شفق ہلال محترم سبیبں کہ ہست
چوں نعل است شہ کہ بخوں غرقہ گشتہ راست
اے تشنہ فرات یکے دیدہ باز کن
کز آب دیدہ بر سر قبر تو جوئے ہاست

پتھر کے شیر کی آنکھوں سے پانی

اے عزیز پتھر سے تازہ خون جاری ہونا تعجب خیز نہیں عجیب تر تو یہ ہے کہ روم کے علاقہ کے ایک پہاڑ پر ایک پتھر کو شیر کی صورت میں تراشہ گیا ہے۔

ہر سال عاشورہ کے دن شیر کی دونوں آنکھوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں اور یہ پانی ساری رات جاری رہتا ہے۔ لوگ اس کے اردگرد ہوکر اہل بیت کرام کے غم کا اظہار کرتے ہیں اور وہ پانی پیتے ہیں اور تبرک کے طور پر گھروں کو لے جاتے ہیں۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۳۹۳)

قارئین محترم! جب سے امام عالی مقام شہید ہوئے ہیں ان کی کرامات اور بھی ظاہر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے نواسے کے

امتحان کے بعد اُنہیں اور بھی زیادہ عظمت و شان عطا فرمائی۔

امام حسین علیہ السلام محبوب خدا ہیں۔

امام حسین علیہ السلام حامی و دین ہدیٰ ہیں۔

امام حسین علیہ السلام شان و آن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام حسین علیہ السلام آن و جان مرتضیٰ ہیں۔

حسین آپ نور ہیں حسین آپ نور ہیں
حسین خود کلیم ہیں حسین آپ طور ہیں
جبھی تو کٹ کے بھی کربل میں سر اُن کا رہا اُونچا
کہ تھی شبیر میں غیرت علی کی آن زہرا کی

(علامہ صائم چشتیؒ)

یزیدیوں کو پناہ دینے والوں کا انجام

روایت میں آیا ہے کہ جب اہل موصل نے شمر کے لشکر کو شہر میں نہ آنے دیا اور شہر کے باہر ٹھہرائے رکھا تو یہ لوگ دوسرے روز نصیبین کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں کے امیر صفور بن الیاس کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ وہ انہیں شہر میں داخل ہونے دے۔ جب اس کی اجازت سے لشکر شہر میں آیا تو قدرت خداوندی سے قہر و غضب کا ایک بادل آیا اور اس سے ایک ایسی بجلی ظاہر ہوئی جس نے شہر کا نصف حصہ جلا دیا۔ لوگ شرمندہ ہو کر اس

لشکر کے پاس نہ گئے تو وہ لشکر دوسرے شہر کی طرف چلا گیا۔

معلوم ہوا! جو شخص اہل بیت اطہار سے غداری کا مرتکب ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔

تاریخ میں یہ واقعہ ایک روشن مثال کی طرح واضح کیا کہ اہل موصل یزیدیوں کو پناہ دینے کے لئے تیار ہو گئے حالانکہ انہیں پتا تھا کہ یہ قاتلان حسین علیہ السلام ہیں۔ اہل موصل نے جب اپنے اوپر قہر غضب خداوندی کو دیکھا تو عقل آگئی اور پھر یزیدیوں کا ساتھ نہ دیا ان کے پاس نہ گئے اور بڑی آفات و بلیات سے بچ گئے۔ اگر انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی محبت میں یزیدیوں سے بہتر سلوک نہ کیا ہوتا تو ان پر انعامات خداوندی کی بارش ہوتی۔

یہودی مسلمان ہو گئے

لشکر یزیدیوں کے پاس لوگ نہ آئے تو لشکر دوسرے شہر کی طرف چلا گیا جہاں کا رئیس سلمان بن یوسف تھا۔ سلمان کے دو بھائی تھے جن میں سے ایک جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور دوسرا بھائی سلمان کے ساتھ حکومت میں شریک تھا اور شہر کا ایک دروازہ اُس کے قبضۂ اختیار میں تھا چنانچہ اس نے ارادہ کیا کہ سروں کو اپنے دروازہ سے شہر میں لائے جب کہ سلمان کی خواہش تھی کہ اس کے

دروازے سے سروں کو شہر میں لایا جائے۔ اس بناء پر دونوں بھائیوں میں جنگ چھڑ گئی اور سلمان قتل ہو گیا اور شہر میں شور مچ گیا شمر کا لشکر وہاں سے سراسیمہ ہو کر حلب کی طرف چلا گیا۔

حلب کے مضافات میں ایک پہاڑ تھا جس پر لوگ رہتے تھے اور اس پر ایک مضبوط قلعہ تھا جس کا نام معمور تھا کہتے ہیں کہ اب بھی اس کا نام معمورہ ہے وہاں کے کوتوال کا نام عزیز بن ہارون تھا اس قلعے میں رہنے والے تمام لوگ اپنے سردار سمیت یہودی تھے اور ریشمی کپڑا بنا کرتے تھے ان لوگوں کا تیار کردہ کپڑا اپنی نزاکت کے اعتبار سے حجاز و عراق اور شام میں مشہور ہو گیا۔

جب لشکر یزید دامن کوہ میں پہنچا تو وہاں گھاس کی زیادتی دیکھ کر وہیں پر ڈیرے ڈال دیئے۔

جب رات ہوئی تو حضرت شہر بانو کی خدمت میں آپ کی آزاد کردہ حسین و جمیل کنیز جس کا نام شیریں تھا اور وہ لطافت میں شیرین زبان اور ملاحت میں لہلائے دودان تھی۔ اس کنیز نے شہر بانو کے پاس آ کر رونا شروع کر دیا اور اس رونے کی وجہ یہ تھی کہ جب شہر بانو کو مدینہ منورہ لایا گیا تو ان کے ساتھ ایک سو کنیزیں تھیں جب ان کا عقد حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے ہوا تو انہوں نے شرف زنان کی خوشی میں پچاس کنیزوں کو

آزاد کر دیا پھر جب امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے تو مزید چالیس کنیزوں کو پروانہ آزادی عطا فرما دیا۔

اور ان کے پاس دس کنیزیں باقی رہ گئیں جن میں شیریں حسن میں یکتا اور جمال میں بے مثال تھی۔ ایک روز شیریں کمرے میں آئی تو حضرت شہر بانو حضرت امام حسین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں، امام عالی مقام نے شیریں کی طرف دیکھ کر فرمایا اے شہر بانو شیریں عجب شعلہ رخ کنیز ہے۔

حضرت شہر بانو نے گمان کیا کہ امام عالی مقام شائد شیریں کی طرف میلان رکھتے ہیں تو اُنہوں نے عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ! میں اسے آپ کو بخشتی ہوں۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے یہ کیا گمان کیا میں اسے اسی وقت آزاد کرتا ہوں۔ شہر بانو نے تیزی سے اُٹھ کر اپنے کپڑوں کا صندوق کھولا اور نہایت نفیس اور قیمتی خلعت شیریں کو پہنایا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تو نے بہت سی کنیزوں کو آزاد کیا ہے کسی کو اس طرح ایسے کپڑے نہیں پہنائے۔

حضرت شہر بانو نے عرض کی۔ اے میرے سردار انہیں میں نے آزاد کیا تھا اور شیریں کو آپ نے آزاد کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان

کے درمیان فرق ہو۔

امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے اس کے لئے دُعا فرمائی اور شیریں اسی طرح حضرت شہر بانو کی ملازمت میں رہی یہاں تک کہ اس دامن کوہ میں آ کر قیام کیا شیریں نے حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال دیکھا کہ آپ نے کبھی ایسا لباس نہیں پہنا تو اسے وہ مرصع لباس یاد آ گیا جو آپ امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں پہنا کرتی تھیں۔

اس بناء پر رونا غالب آ گیا اور شیریں نے حضرت شہر بانو سے اجازت طلب کی کہ مجھے اس بستی میں جانے دیا جائے اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ یہ ان کے پاس جو تھوڑا سا سامان بچ گیا ہے اُسے بیچ کر وہاں کے بنے ہوئے ریشم کا لباس حاصل کر سکے۔

آپ نے فرمایا! تو آزاد ہے تجھ پر کسی کی نظر نہیں اور نہ تجھے قیدیوں میں گنا جاتا ہے جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔ شیریں اُٹھ کر پہاڑ کے اوپر آ گئی اور قلعے کے دروازے کے اوپر آئی تو وہ بند تھا۔

رات کا ایک پہر گزر چکا تھا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اِدھر عزیز بن ہارون خواب میں یہ واقعہ دیکھ چکا تھا اور قلعہ کے دروازے پر شریں کا انتظار کر رہا تھا چنانچہ اس نے آواز دی اے دستک دینے والی تو شیریں ہے اس نے کہا ہاں۔

عزیز نے سلام کیا اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر میں لا کر بٹھا دیا۔

شیریں نے پوچھا! کہ آپ میرا نام کیسے جانتے ہیں؟

عزیز نے کہا! رات کہ پہلے پہر میں سو گیا تو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ان کے سر مبارک ننگے تھے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ان کے آہ و نالہ سے تعزیت و مصیبت کے آثار تھے۔

میں نے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردار اور ربّ جلیل کے پسندیدہ بزرگو آپ پر کیا مصیبت آئی ہے جو آپ اَلم زدگان کی طرح سر اور پاؤں برہنہ کر رکھے ہیں اور آپ اس آہ نالہ اور گریہ زاری کی وجہ کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا! تو نہیں جانتا کہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو ظلماً شہید کر دیا گیا ہے اور اب ان کا سر مبارک اور دوسرے شہیدوں کے سروں کو ان کی اہلبیت کے ساتھ شام کو لے جا رہے ہیں اور آج کی رات اس پہاڑ کے نیچے فروکش ہیں۔

میں نے عرض کی! آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا! اے عزیز کیسے نہیں جانیں گے وہ پیغمبر برحق ہیں

حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ہم سے وعدہ لیا ہے ہم ان کے گرویدہ ہیں جو ان پر ایمان نہ لائے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ہم تمام پیغمبر اس شخص سے بیزار ہیں میں نے عرض کی! مجھے کوئی نشانی عطا کی جائے تاکہ مجھے یقین ہو جائے آپ اس امر میں مجھ پر پہچان کا دروازہ کھول دیں۔

انہوں نے فرمایا! اُٹھ کر قلعہ کے دروازے کے پاس جا جب تو وہاں پہنچے گا تو وہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کی آزاد کردہ شریں دروازے پر دستک دے رہی ہو گی اس کی پیروی کرنا وہ تیری بیوی ہو گی اور تجھے اسلام میں داخل کرے گی پھر تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کے پاس جانا اور اس سر کو ہمارا اسلام پہنچانا جوان کا جواب ہو گا سن لینا۔

پس میں بیدار ہوا آپ اس قلعہ کے دروازے پر دستک دے رہی تھیں۔

میں نے جان لیا کہ آپ شیریں ہیں اب آپ مجھے بتائیں کیا آپ میری زوجیت میں آنا پسند کریں گی شیریں نے کہا ہاں بشرط یہ کہ آپ اسلام قبول کرلیں اور حضرت شہر بانو اس شادی کی اجازت دے دیں بعد ازاں شیریں وہاں سے حضرت شہر بانو کی خدمت میں حاضر ہو گئی اور تمام

واقعہ بیان فرمایا۔

جناب شہر بانو نے اس صورتحال سے متحیر ہو کر حضرت امام حسین کی بنات و اِخوات کو یہ واقعہ سنایا تو وہ سب متعجب ہو گئیں۔ بہر کیف! جب خورشید جہاں آراء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح یدِ بیضاء کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر طلوع کر کے معمورۂ عالم کو منور کر دیا۔

عزیز محافظوں کے پاس آیا اور انہیں ایک ہزار درہم رشوت دیتے ہوئے اہل بیت کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی جب اسے اجازت مل گئی تو اس نے اہل بیت کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام خواتین حضرات عصمت و طہارت کے لئے قیمتی لباس اور وہ دو دو ہزار دینار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے اور آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر کے عزت حاصل کی بعد ازاں اُس نے امام عالی مقام علیہ السلام کے سر انور کے پاس آ کر کہا اے سید و سرور میں آپ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا سلام لے کر حاضر ہوا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس سے غمزدہ آواز آئی ان پر خدا کا سلام ہو۔

عزیز نے عرض کی! اے سردار میرے لائق کوئی خدمت ہو تو

ارشاد فرمائیں تا کہ مجھے اللہ کی رضا حاصل ہو۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا! جو کچھ تیرے لائق تھا وہ تو نے کر دیا اور جب تو نے اسلام قبول کر لیا تو خدا اور رسول تجھ پر راضی ہو گئے اور جب تو نے اہل بیت کے حق میں نیکی کی تو میرے نانا جان اور میرے بھائی جان تجھ پر راضی ہو گئے اور جب تو میرے پاس دو پیغمبروں کا سلام لایا تو میری رضا بھی تجھے حاصل ہو گئی تو قیامت کے دن اہل بیت کے درمیان محشور ہو گا۔

اسی اثناء حضرت شہر بانو نے جناب شیریں کو فرمایا میری خوشی اس میں ہے کہ تو عزیز کے ساتھ شادی کر لے۔ پھر انہوں نے شیریں کا عقد عزیز کے ساتھ کر دیا اور تمام اہل قلعہ مسلمان ہو گئے۔

معلوم ہوا! حضرت سیدّنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی اپنے غلام کو یہ درس فرما رہے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے غلام بن جاؤ۔ انہیں کی غلامی میں ہماری غلامی ہے اور وہ یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ابوالحنوق کا انجام

امام اسماعیل ابوالحنوق کی روایت بیان کرتے ہیں کہ شہیدوں کے

سروں کی حفاظت کے لئے ہر رات پچاس آدمی مامور ہوتے تھے اور میں بھی ان لوگوں کے درمیان تھا۔ تمام نگہبان سو گئے مگر مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اچانک میں نے آسمان سے آواز سنی کہ عنقریب جہان زیروزبر ہو جائے گا۔ میں نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ ایک بلندو بالا گندم گوں سفید پوش نورانی شخص آسمان سے اُترا اور اس نے سر کو ننگا کیا اور امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک صندوق سے نکالا اور آپ کے چہرے کو بوسہ دے کر رونے لگا۔ میں حیران ہو کر اُٹھا اور چاہا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اس سے لیکر صندوق میں رکھوں لیکن محافظ پہلے ہی بیدار ہو گئے۔

جب میں ان کے پاس جانے لگا تو کسی نے آواز دی کہ گستاخی نہ کرنا اور آگے نہ بڑھنا کیونکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جملہ انبیاء کرام کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

پھر حضرت سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی علیہ التحیۃ والثناء صحابہ کبار حیدر کرار حمزہ حسن اور جعفر طیار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ گیسو بکھیرے تشریف لے آئے اور ان میں سے ایک ایک امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کے سرِ انور کو اُٹھا کر تعظیم کے ساتھ دیکھتا رہا پھر ایک نور کی کرسی لائی گئی اور مسافر عرش عظیم سید نا رؤف الرحیم۔

محدم کہ آفرینش ہست فاکش

ہزاراں آفریں باجان پاکش

آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہو گئے اور انبیاء کرام آپ کے ارد گرد زمین پر بیٹھ گئے پھر ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور آگ کا عصا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے مجھے پکڑ لیا۔

میں نے چیختے ہوئے کہا! یارسول اللہ میں آپ کے خاندان کا حبدار ہوں اور یہ لوگ مجھے جبر کر کے اپنے ساتھ لائے ہیں یہ سن کر فرشتے نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور جہاں وہ تھپڑ لگا تھا وہ جگہ سیاہ ہوگئی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے سے فرمایا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں۔

فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا تو میں بے ہوش ہو گیا۔

مجھے صبح کو ہوش آیا تو ان نگہبانوں پر اس واقعہ کے کوئی اثرات نہیں ہیں اور میں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر صندوق میں رکھا ہوا ہے اور اس صندوق کے ارد گرد کی زمین خاکستر بن چکی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب صبح ہوئی تو شمر نے ابوالحنوق کو طلب کیا اور اس کے چہرے کی ایک طرف سیاہ ہونے کے متعلق پوچھا۔ ابوالحنوق نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا اور آہ کہتے ہوئے زمین پر گر پڑا اور جان دے

دی۔ لوگوں نے دیکھا اس کا پتہ پھٹ چکا تھا اہل لشکر یہ واقعہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے اور بعض لوگ اپنی آمد پر پچھتانے لگے۔

قارئین محترم! اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسے کے دشمنوں سے خود انتقام لیا۔ اس واقعہ میں سرکار دو عالم کے محبوب نواسے کے سرِ انور کی عزت و کرامت دیکھئے کہ جس کی زیارت کو انبیائے کرام تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے محبت ومودت عطا فرمائے۔ آمین

راہب مسلمان ہو گیا

ابو سعید دمشقی سے روایت ہے کہ جو لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شام کو لے کر گئے تھے میں ان کے ساتھ تھا جب ہم لوگ دمشق کے قریب پہنچے تو لوگوں کے درمیان یہ خبر گردش کرنے لگی کہ مسبب بن تعقاع خزاعی ایک لشکر جمع کر رہا تا کہ شب خون مار کر سروں کو اپنے ساتھ لے جائے۔

لشکر کے سردار پوری احتیاط کے ساتھ جا رہے تھے ایک ایسے مقام

آ کر آواز دی تو ایک بوڑھا جو اہل کلیسا کا سردار تھا چھت پر آیا اس نے دیکھا کہ کلیسا کے چاروں طرف سوار کھڑے ہیں اور شمر اُن کے آگے ہے۔

کلیسا کے پیشوا نے پوچھا یہ لشکر کیسا ہے؟ اور تم کون لوگ ہو؟

شمر نے کہا! ہم ابن زیاد کے ملازم ہیں اور کوفہ سے دمشق جا رہے ہیں۔

بوڑھے نے پوچھا! تم کس کام سے جا رہے ہو؟

شمر وغیرہ نے کہا! عراق میں ایک شخص یزید کا باغی تھا ہم اس کے ساتھ جنگ کرنے گئے تھے ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا یہ ان کے سر نیزوں پر چڑھائے ہوئے ہیں اور ان کے گھر والوں کو بھی ساتھ لائے ہیں تاکہ یزید کے سامنے پیش کر سکیں۔

بوڑھے نے سروں کو نیزوں پر دیکھا تو کہا ان کے سردار کا سر کہاں ہے؟

لشکر نے امام حسین علیہ السلام کے سر کی طرف اشارہ کیا جب بوڑھے نے سرِ انور کی طرف دیکھا تو اس کے دل میں ہیبت طاری ہو گئی۔

اس نے کہا تم میرے کلیسا میں کیوں آئے ہو؟

شمر نے کہا! ہم نے سنا ہے کہ کچھ لوگوں نے جمع ہو کر ہم پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا ہے وہ ان سروں کو اور ان قیدیوں کو ہم سے واپس

لینا چاہتے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آج کی رات تمہارے کلیسا میں بسر کریں۔

بوڑھے نے کہا! تمہارا الشکر بہت زیادہ ہے اور میرے کلیسا میں اتنی گنجائش نہیں ہے۔ تم لوگ ان سروں اور خواتین کو میرے کلیسا میں بھیج دو اور خود چاروں طرف پھیل جاؤ اور آگ جلالو اور ہوشیاری سے جاگتے رہو تا کہ شب خون سے محفوظ رہ سکو اور اگر چور آئیں گے تو اپنا مطلوب نہ پا کر واپس چلے جائیں گے کیونکہ کوئی شخص بھی کلیسا میں داخل نہیں ہو سکتا۔

شمر نے کہا تم نے بہت اچھی بات کہی ہے پھر اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر کو ایک ایک صندوق میں بند کر کے تالا لگا دیا پھر اس نے فوج کے جس شخص کو بھی صندوق کے ساتھ جا کر کلیسا میں رات بسر کرنے کے لئے کہا اس نے انکار کر دیا اور کسی شخص نے اس بات کو قبول نہ کیا کیونکہ وہ لوگ ابوالحنوق کے واقعہ سے ڈرے ہوئے تھے۔

تاہم انہوں نے اتنا کیا کہ صندوق کو کلیسا میں لا کر ایک مضبوط کمرے میں بند کیا اور اس پر بھاری تالا ڈال کر کلیسا سے باہر آگئے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اہل بیت کے ساتھ کلیسا کے اندر آئے بوڑھے نے انہیں بہت اچھی جگہ ٹھہرایا۔ بعد ازاں وہ بوڑھا اس کمرے کے چکر کاٹنے لگا جس میں صندوق رکھا ہوا تھا، اس کی خواہش تھی

کہ میں امام حسین علیہ السلام کے سرِ مبارک کو قریب سے جا کر دیکھوں

اچانک اس نے دیکھا کہ جس کمرے میں صندوق رکھا ہوا ہے وہ بغیر شمع

کے روشن ہو گیا۔

بوڑھا حیران ہو کر اپنے آپ سے کہنے لگا یہ روشنی کہاں سے آئی ہے

۔اس کمرے کے پہلوں میں ایک اور کمرہ تھا جس کی درمیانی دیوار میں

ایک سوراخ تھا بوڑھا اس کمرے میں آیا روزن پر آنکھ لگائی تو دیکھا روشنی

مسلسل بڑھتی جا رہی ہے اور پھر اس حد تک پہنچ گئی کہ اس نور کو دیکھنے کی

تاب کسی آنکھ میں نہ تھی۔ اس نورانیت کے غلبہ کے بعد اس کمرے کی

چھت پھٹ گئی اور ایک عماری اُتری جس سے ایک پاکیزہ رُو خاتون باہر

تشریف لائیں ان کے ساتھ بہت سی کنیزیں تھیں جن کی مثل ہماری دنیا

میں ممکن نہیں اور منادی ندا کر رہا تھا کہ تمام آدمیوں کی ماں کو راستہ دو۔

(زوجہ، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو راست دو)

اسی طریقہ سے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی زوجہ اور ازواج

مطہرات جناب سارہ مادرِ حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت حاجرہ والدہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائیں بعد ازاں حضرت یوسف علیہ

السلام کی والدہ ماجدہ حضرت شیث علیہ السلام کی صاحبزادی جناب صفورہ

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ جناب کلثوم اور فرعون کی بیوی جناب

آسیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جناب مریم سلام اللہ علیہا تشریف لے آئیں۔ اچانک شور اُٹھا اور ایک عماری اُتری جس میں اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر ازواج مطہرات سلام اللہ عنہ نے نزول اجلال فرمایا اور اس صندوق سے سر مبارک کو باہر نکالا اور ایک ایک خاتون زیارت کرنے لگیں۔

اچانک بہت زور شور سے آہ زاری شروع ہو گئی اور ایک نورانی عماری نمودار ہوئی کسی نے آواز دی اے بوڑھے اس سوراخ سے نگاہیں ہٹا لے کیونکہ خاتون قیامت تشریف لے آئیں ہیں۔

بوڑھا غلبہ و حیرت سے بے ہوش ہو گیا، جب اسے ہوش آیا تو سامنے ایک پردہ کھینچا ہوا تھا اور وہ ان خواتین میں سے کسی کو نہیں دیکھ سکتا تھا تاہم وہ ان کی چیخ و پکار اور فریاد و فغاں کو سن رہا تھا ان میں سے ایک خاتون کی آواز آئی اے مظلوم مادرد، اور اے شہید مغموم مادر اور اے غریب مغموم مادر تجھے سلام ہو۔

اے میری آنکھوں کے نور اور اے میرے پسندیدہ بیٹے غم نہ کریں تیرے قاتلوں سے بدلہ لوں گی اور تیرے غصہ کے شعلہ کو انتقام کے پانی سے ٹھنڈا کروں گی۔

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اس رات امام مظلوم کے

مرثیہ میں چند اشعار کہے جس سے خواتین سراپردۂ عصمت میں چیخ وپکار شروع ہوگئی۔

بوڑھا عیسائی یہ باتیں سن کر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو عماریاں اور عماریوں میں تشریف لانے والیوں کا نشان وہاں پر نہ تھا وہاں جاکر دروازے پر لگے ہوئے تالے کو توڑا اور اندر جاکر صندوق کا تالا کھولا اور صندوق کے سامنے بہت زیادہ روتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگا۔ پھر اس سر کو صندوق سے باہر نکال کر مشک وگلاب سے دھویا اور اسے مصلّیٰ پر رکھ کر اس کے سامنے دو شمعیں روشن کیں اور دور ہٹ کر دوزانوں بیٹھ کر نظارہ کرنے لگا۔

پھر اس نے گریہ زاری کرتے ہوئے کہا! اے سروران ِ عالم اور اے مہتران بنی آدم میرا گمان ہے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے اَوصاف میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت میں دیکھے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں پڑھے ہیں۔ اس خدا کے لئے جس نے آپ کو یہ جاہ ومنزلت عطا فرمائی ہے کہ محرمان سراوقات عصمت اور خواتین سراپردۂ عفت آپ کی زیارت کو تشریف لائیں اور خواتین سراپردۂ نبوت آپ کے لئے روتی ہیں مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟

ربّ ذوالجلال کے فرمان سے امام عالی، مقام علیہ السلام کے سر

مبارک سے اسی وقت آواز آئی۔ اے بوڑھے، اَنَا مَظلُوم ، اَنَا مغموم، اَنَا مَخمُوم، اَنَا مَقتُول، اَنَا غریب۔

میں ستم رسیدہ ہوں۔

میں غم دیدہ ہوں۔

میں مصیبت زدہ ہوں۔

میں دشمنوں کی تیغ سے قتل کیا گیا ہوں۔

میں اپنے گھر والوں سے دور غریب الدیار ہوں۔ بوڑھے نے کہا! زِدُنِی یعنی مزید فرمائیں۔

امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے فرمایا! اے بوڑھے تو میرے حسب ونسب کے بارے میں پوچھتا ہے یا میرے سوزِ تشنگی کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ اگر میرے نسب کے بارے میں سوال کرتا ہے تو

انا ابن النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا ابن ولی مرتضیٰ علیہ السلام

''میں برگزیدہ پیغمبر کا بیٹا ہوں میں پسندیدہ ولی کا بیٹا ہوں۔''

پیشوائے کلیسا نے یہ بات سنی تو اسی وقت اپنے مریدوں کو بلایا جن

کی تعداد ستر تھی۔ اس نے انہیں صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ چیختے چلاتے اور اپنے کپڑے پھاڑتے ہوئے امام زین العابدین کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے اور ایک دم اپنے زنار توڑ کر زبان پر کلمہ شہادت لے آئے اور امام عالی مقام کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوم کر کہنے لگے۔

اے ابن رسول اللہ ہمیں اجازت عطا فرمائیں تا کہ کلیسا سے باہر جا کر اس لشکر پر شبِ خون ماریں اور اپنے دل کو ان نامرادوں اور ملعونوں بدبختوں سے خالی کرائیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ لوگ لحظہ لحظہ اپنے کیئے کی سزا پاتے جائیں گے اور اپنی پاداش کو پہنچتے جائیں گے۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۴۰۶)

قارئین محترم! یہ امام پاک کی عظیم کرامت ہے اور اس میں آپ کی شان و عظمت کا اظہار ہو رہا ہے کہ جن کے چہرہ کی زیارت کے لئے نبی زادیاں اور انبیاء کی ازواج تشریف لاتیں ہیں۔ ان کا مقام و مرتبہ کیسا ہوگا۔

پانی میں جل مرا

کنز الغرائب میں امام سعدی سے روایت نقل کی گئی ہے کہ میرے

پاس خارجیوں سے ایک شخص موجود تھا اور ہم قاتلان امام حسین کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اہل مجلس میں سے ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام کے قتل پر خوشی کی وہ بدترین موت مرا۔

خارجی نے کہا! اے اہل عراق تم جھوٹ کہتے ہو میں ان کے قتل پر خوش ہوا تھا اور مجھے کوئی مکروہ امر نہیں پہنچا۔

ابھی وہ مجمع میں ہی تھا کہ دیئے کی لو اٹھی اور قدرت الٰہی سے اس کی داڑھی پر گری اور اُسے جلانا شروع کر دیا اور وہ بدبخت اُٹھا اور خُود کو نہر میں گرا دیا مگر کسی طرح بھی اس کی آگ نہ بجھ سکی اور پانی کے اندر ہی اس کا گوشت پوست جل گیا اور وہ آگ اور پانی کے درمیان مر گیا اور اس جگہ۔

"اغرقوا فد خلوا نارا کاراز اولی الابصار"

پر لکھا ظاہر ہو گیا۔ (روضۃ الشہد ا ص ۴۴۸)

قارئین محترم! جو شخص یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ایسی اہانت کا مرتکب ہو اس کی بدبختی اور بدقسمتی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے اور یہ اعجاز امام پاک کا ہے کہ اس بدبخت اور گستاخ کا انجام اتنا بُرا ہوا۔

سونا راکھ بن گیا

شواہد النبوت میں روایت آئی کہ شمر بن ذوالجوشن لعنۃ اللہ علیہ کو امام حسین علیہ السلام کے سامان سے کچھ سونا ملا جس میں سے کچھ سونا اس نے

اپنی بیٹی کو دے دیا۔

اس کی بیٹی نے وہ سونا زیور بنانے کے لئے سنار کو دیا۔ سنار نے جب اس سونے کو آگ پر رکھا تو وہ غبار بن کر اُڑ گیا۔ شمر نے سنار کو بلا کر باقی ماندہ سونا بھی اس کے حوالے کیا اور کہا اسے میرے سامنے آگ پر رکھ۔ جب سنار نے اسے آگ پر ڈالا تو وہ ناپید ہو گیا۔

(روضۃ الشہداء جلد دوم صفحہ ۱۵۶)

معلوم ہوا! یزیدیوں نے اہل بیت اطہار پر ظلم کر کے آخرت کی بربادی کے ساتھ دنیا کی بربادی بھی کر لی اور انہیں نہ تو سونے اور مال و دولت نے فائدہ دیا اور نہ ہی وہ بُرے انجام سے بچ سکے۔

گوشت کڑوا ہو گیا

ایک روایت میں آیا ہے کہ شہزادۂ بتول علیہ السلام کے بچے ہوئے اونٹوں کو ان بدبختوں نے ذبح کیا اور جب ان کا گوشت پکایا گیا تو وہ اس قدر کڑوا تھا کہ کوئی شخص اس میں سے ایک لقمہ بھی نہ کھا سکا۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اس دنیا میں سزا اور ان کی مختلف قسم کی ذلت و خواری میں مبتلا ہو کر قتل ہونا ابراہیم بن مالک ابن اشتر اور مختار ثقفی اور دوسرے مُحبان اہل بیت کے ہاتھوں بے حد مصیبتیں اُٹھا کر قتل ہونا پڑا۔ جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے!

(روضۃ الشہداء جلد دوم ص ۴۵۷)

قارئین محترم! اولادِ رسول کو ستانے والے معلون دنیا میں بھی خوار ہوئے اور آخرت میں بھی خوار ہوئے۔ رب العزت نے ان بدبختوں کی دنیاوی منفعت بھی ختم کردی اور آخرت میں بھی عذاب جہنم کا مستحق کردیا۔

لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

حالات وکرامات
حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دوازدہ آئمہ میں چوتھے امام ہیں۔آپ ۳۳ ہجری کو مدینہ پاک میں پیدا ہوئے۔آپ کی والدہ مکرمہ کا نام حضرت بی بی شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

آپ کی کنئیت محمد ابوالحسن اور ابوبکر ہے۔

لقب مبارک سجاد اور زین العابدین ہے۔

آپ کا نام نامی حضرت سیدّنا علی بن حسین علیہم السلام ہے۔آپ کو نائب حسین علیہ السلام بھی کہتے ہیں اور مشہور لقب بیمار کربلا اور اسیر کربلا ہے۔

حضرت سیدّنا امام زین العابدین کی شان وعظمت حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے کشف المحجوب شریف میں تحریر فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدّنا امام زین العابدین علیہ السلام اپنے وقت کے صاحب اکرام اور عابد تھے۔

اس جملہ کا مفہوم واضح کیا جائے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ امام زین

العابدین علیہ السلام اپنے وقت میں سب سے زیادہ عظمت والے اور سب سے افضل و اعلیٰ تھے۔

لقب زین العابدین علیہ السلام

عبادت کرنے میں سب سے زیادہ مشہور آپ ہی ہیں اور آپ کا لقب شریف زین العابدین ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سیدّنا امام زین العابدین علیہ السلام وارث نبوت ہیں حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دروازہ تو بند ہو چکا لیکن علم نبوت تو ختم نہیں ہوا۔

علم تو چل رہا ہے اور اس علم مبارکہ اور روحانی نظام کو اولیائے کرام اور صوفیائے عظام چلاتے ہیں اور نظام کو چلانے میں صوفیائے کرام کو منبع علم اہل بیت سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

اہل بیت سے فیض روحانی حاصل کرنا پڑتا ہے۔

قارئین محترم! سارے کا سارا روحانی فیض بارہ اماموں سے ہی چلا ہے چنانچہ تمام اولیاء کرام کو بارہ اماموں کی گدائی کر کے فیض حاصل کرنا پڑتا ہے اور یہ بارہ امام اہل بیت اطہار میں سے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کا فیض حضرت حسن علیہ السلام کے پاس آیا ہے اُنہوں نے اغیاث واقطاب واولیاء کو تقسیم فرمایا۔

فیض کا منبع

پھر اُسی فیض کا منبع حضرت سیدّ نا امام حسین علیہ السلام بنے اور انہوں نے دین کی بقا کے لئے امامت کی بقا کے لئے اللہ کی رضا کے لئے نہ صرف خود کو قربان کیا بلکہ اپنی ساری آل اطہار کی قربانی دی اور پھر حق امامت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے سپرد فرما دیا۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی اسی روحانی سلسلے کو آگے چلایا اور اپنے فرائض کو مکمل طور پر ادا کیا۔

قارئین محترم! آپ کو بیماری کے عالم میں زنجیریں پہنا کر دربار یزید میں پیش کیا گیا تو ہاشمی شہزادے کی ہیبت سے سارا دربار یزید کانپ اُٹھا۔

آپ کا لازوال خُطبہ جو آپ نے دربار یزید میں یزید کے خلاف پڑھا اُس سے ہمیں یہی درس حاصل ہوتا ہے کہ باطل خواہ ظاہری طور پر کتنا ہی طاقت میں زیادہ ہو لیکن حق بات کہنے سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبے سے نہ صرف یزید نامراد بلکہ اس کے نامراد چیلے بھی خائف ہو گئے اور یہ انداز خطابت فصیح العرب حضرت مولا علی شیر خدا کے انداز خطابت کا ہی نمونہ تھا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا نام بھی علی تھا اور حضرت علی علیہ السلام کے خصائص آپ کو وراثت میں ملے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام وارث علم نبوت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام گل گلستان رسالت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام سرچشمہ ولایت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام رازدان اسرارِ ولایت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام معلم علوم معرفت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام شہکار ولایت وامامت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام مالک وقاسم جنت ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام سید السادات ہیں۔

آپ کی ساری زندگی غم و الم اور دردوسوز میں ڈوبی ہوئی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ کے ہونٹ مبارکہ پر کبھی ہنسی نہ آئی آپ کی چند کرامات پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی کرامات

محشر کا خوف

ایک مرتبہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان پر نماز پڑھ رہے تھے کہ مکان کو آگ لگ گئی لیکن آپ سر بسجود رہے لوگوں نے بہت شور مچایا اے رسول اللہ کے بیٹے آگ لگ گئی۔

پھر بھی آپ نے سجدہ سے سر نہ اُٹھایا جب آگ ٹھنڈی ہوگئی تو آپ سے دریافت کیا آپ آگ سے خاموش کیوں رہے؟

حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا محشر کی آگ کے خوف سے یہ آگ بھول گیا۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خاندان نبوت کے ایسے گلِ سر سبّد ہیں جن کی عبادت و ریاضت ضرب المثل ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی عبادت کی وجہ سے ہی آپ کو عابدین کی زینت کہتے ہیں۔

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کی عظمت و

شان کا اظہار ہو رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے لختِ دل نوُرِ نظر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت سیّدنا امام حسین علیہ السلام کو کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے دیکھا تھا۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی تربیت ہی اس گھر میں ہوئی جہاں سے عبادت کے عجیب انداز ملتے ہیں۔ اسی واقعہ کو دیکھ لیں۔ آگ لگی ہوئی ہے لیکن آپ عبادت میں اس انداز سے محو ہیں کہ نہ تو آپ کو آگ کے شور کی خبر ہوئی اور نہ ہی آپ کو آگ کا خوف ہوا۔

قارئین! حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سارے جہان کے مسلمانوں کو پیغام دے گئے کہ عبادت اس طرح کرو کہ اردگرد کی کچھ خبر نہ رہے۔ نماز میں مکمل ترین خشوع وخضوع ہو۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے جدِّ امیر حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کی پنڈلی میں تیر لگ گیا تیر کچھ اس طرح پیوست ہوا کہ نکالنے سے نہ نکلا حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں نماز پڑھنے لگوں تو تیر نکال لینا۔

چنانچہ حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے تیر کھینچ لیا۔

حضرت خضر علیہ السلام سے رُوحانی گفتگو

ایک معتبر راوی نے روایت کی کہ ایک روز میں حضرت زین العابدین علیہ السلام کے ہاں گیا۔ میں نے خیال کیا کہ میں انہیں آواز دوں پھر میں مکان کے باہر بیٹھا رہا یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے۔

میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

آپ نے جواباً وعلیکم السلام فرمایا! پھر ایک دیوار کے قریب آکر فرمایا اے فلاں اس دیوار کو دیکھا ہے۔ اس شخص تے کہا ہاں دیکھا ہے اے رسول اللہ کے بیٹے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا! میں ایک روز اس دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر حالت افسردگی میں بیٹھا تھا کہ میں نے اچانک ایک خوبرو آدمی کو دیکھا جو سامنے کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے!

اے علی ابنِ حسین میں تجھے افسردہ دیکھ رہا ہوں اگر دنیا کے لئے افسردگی ہے تو دنیا ایک روزی ہے جسے ہر نیک و بد کھاتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا میرا دکھ درد دنیا کے لئے نہیں ہے کیونکہ دنیا کا معاملہ ایسا ہے جیسا کہ آپ نے کہا ہے۔ پھر اس شخص نے فرمایا اگر تمہارا افسردہ ہونا آخرت کے لئے تو وہ ایک سچا وعدہ

ہے جس میں ایک قاہر شہنشاہ فیصلہ فرمائے گا۔

حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا میرا افسردہ ہونا اس وجہ سے نہیں ہے آخرت تو ویسی ہوگی جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ پھر اس شخص نے فرمایا! اے علی پھر تمہاری افسردگی کی وجہ کیا ہے؟

حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا میں فتنہ ابنِ زبیر سے خوف زدہ ہوں۔

اس شخص نے فرمایا! کہ اے علی کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کی ہو اور اسے نہ ملی ہو!

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے پھر فرمایا! کیا تو نے ایسا شخص دیکھا ہے جو خوفِ الٰہی رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کام میں کمی کی ہو۔

اس کے بعد وہ شخص آنکھوں سے غائب ہوگیا۔ بعد میں معلوم ہوا کے وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام تھے جو آپ سے راز کی باتیں کر رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ، شجر الاولیاء)

چڑیوں کی بولی سمجھنا

ایک راوی سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں تھا کہ آپ کے اردگرد بہت سی چڑیاں مذبح بنائی

جارہی تھیں تو آپ نے فرمایا۔ اے فلاں تمہیں معلوم ہے کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟

اس شخص نے کہا حضور میں کچھ علم نہیں رکھتا؟ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا! یہ چڑیاں اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اور آج کے لئے روزی نہیں مانگتیں۔

قارئین محترم! یہ حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی فضیلت کا بہت بڑا پہلو ہے کہ آپ پرندوں کی گفتگو سمجھتے ہیں ان کی زبان کے بارے میں علم رکھتے ہیں کہ چڑیاں کیا کہہ رہی تھیں اور یہ فضیلت آپ کو وراثت میں ملی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرندوں کی باتیں سمجھتے تھے

ایک مرتبہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی اگر آپ بتادیں کہ میں نے بغل میں کیا چھپا رکھا ہے تو میں آپ کا کلمہ پڑھ لوں گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا! تم جس پرندے کے بچوں کو چھپا کر لائے ہو ان کی ماں شکایت کر رہی ہے۔ معلوم ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تمام کائنات کا علم بھی تھا اور آپ تمام مخلوقات کی زبانیں جانتے تھے۔

حضرت مولائے کائنات شیر خدا کی جس روز شہادت ہونا تھی آپ کوفہ کی جامع مسجد میں جا رہے تھے کہ راستے میں بطخیں بڑی دردناک آوازیں نکالنے لگیں۔

مولائے کائنات علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا! جانتے ہو یہ بطخیں کیا کہہ رہی ہیں؟

آج میری شہادت کا دن ہے اور یہ میرے جانے پر رو رہی ہیں۔

حضرت زین العابدین علیہ السلام بھی رسول اللہ کی اولاد میں سے ہیں اور مولائے علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور جبھی آپ کو پرندوں کی بولی کا علم ہو گیا ہے۔

دوسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ پرندے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں پھر کھانے کی تلاش میں نکلتے ہیں لیکن آج کا غافل مسلمان اپنے رب کی یاد کو بھلا چکا ہے جو لوگ اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور کاروبار کے لئے نماز کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے لوگوں سے چڑیاں اور پرندے بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زاہد دُنیا و آخرت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شب ایک سائل یہ کہہ رہا تھا کہ:

"این الزاھدون فی الدنیا الراغبون فی الآخرۃ"

"وہ زاہد دنیا کہاں ہے جو آخرت کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔"

بعد ازاں جنت البقیع کی جانب سے ایک نادیدہ شخص کی آواز سنائی دی کہ وہ زاہد علی بن حسین علیہ السلام ہیں۔

قارئین محترم! اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا ترک کرے وہی زاہد ہے اور اللہ کا مقبول وہی ہے۔ نیز جنت البقیع کی جانب سے جو آواز آئی اور آواز دینے والا نظر نہ آیا۔ جنت البقیع قبرستان ہے۔

معلوم ہوا قبرستان کے مُردے بھی اللہ والے ہیں وہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ وقت کے زاہد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (علی بن حسین) علیہ السلام ہیں جن کے زہد و تقویٰ کی گواہی پہلے تشریف لے جانے والے زاہد دے رہے ہیں ان کے درجۂ کمال کو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

حضرت زین العابدین علیہ السلام کی عبادت

روایت میں آتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جو روزانہ ایک دن اور ایک رات میں ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے ہیں ایسا زہد و تقویٰ کہاں سے ملے گا کہ جو ہستی اپنے وقت میں سب سے اعلیٰ ہو اور سب سے افضل ہو جن کی فضیلت کی گواہی حضرت داتا گنج بخش رحمتہ

اللہ علیہ کشف المحجوب میں دیتے ہیں جن کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جنہیں بیمار کربلا بھی کہا جاتا ہے آپ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک بچے باقی تمام بھائی شہید ہو گئے۔

انہوں نے اپنے ابا جان کا سر اُٹھایا تھا اور کربلا کا خون انگیز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اسی لئے آپ کبھی نہ ہنسے۔

کسی نے آپ سے پوچھا! حضرت آپ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟

آپ نے فرمایا! اگر تم نے بھی کربلائے معلیٰ کا خون آشام منظر دیکھا ہوتا تو تم کبھی نہ ہنستے۔

حضرات گرامی! پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو اس صبر و رضا کا ایسا انعام دیا کہ آپ ہی سید السادات بنے اور آپ ہی کا شرف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد کے جد امجد آپ ہی ہیں۔

اُونٹنی آپ کی بات سمجھ لیتی

ایک دفعہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اُونٹنی چلتے چلتے

راستہ میں سست پڑ گئی۔ آپ نے اسے بٹھا کر اسے عصا دکھا کر کہا تیز چلو ورنہ اسی عصا سے تمہاری مرمت کی جائے گی۔

اونٹنی نے آپ کی یہ ڈانٹ ڈپٹ سن کر تیز چلنا شروع کر دیا اور بعد ازاں رفتار میں کبھی سستی نہ دکھائی۔

(شواہد النبوت)

قارئین کرام! انسان تو انسان جانور بھی آپ کا کہنا مانتے ہیں اور آپ کے حکم کی تکمیل میں سرکشی چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ کرامت ایک واضح حقیقت ہے ان لوگوں کے لئے جو اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ انہیں قرآن پاک کی آیات بھی نظر نہیں آتیں اور احادیث مبارکہ بھی نظر نہیں آتیں کیونکہ ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں ان کے دلوں پر مہر ثبت ہو چکی ہے۔

ہم کہتے ہیں جن کا کہنا جانور مانتے ہیں تم ان کی ہمسری کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو۔

تمہاری بات تو کوئی انسان مانے کوئی نہ مانے لیکن اللہ والوں کی باتیں تو جانور تک مانتے ہیں اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ہرنی کی فریاد سُنی

ایک روز امام العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ جنگل

میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک ہرنی آئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا پاؤں زمین پر مار کر زار و قطار چیخنے لگی۔ آپ کے رفقاء نے آپ سے دریافت کیا! اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہرنی کیا کہتی ہے؟

حضرت زین العابدینؑ نے فرمایا! ہرنی کہتی ہے کہ کل فلاں قریشی میرا بچہ اُٹھالایا ہے اور میں نے کل سے بچے کو دودھ نہیں پلایا۔

یہ سن کر بعض رفقاء کے دل میں شک پیدا ہوا۔ آپ نے اس قریشی کو بلایا وہ آگیا تو حضرت زین العابدینؑ نے فرمایا یہ ہرنی شکایت کر رہی ہے کہ تم نے اس کا بچہ اُٹھالیا ہے اس نے اسے ابھی دودھ بھی نہیں پلایا۔ اب اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں تجھے کہوں کہ تو اس کا بچہ واپس دیدے تاکہ یہ اُسے دودھ پلائے۔ پھر بچہ کو دودھ پلانے کے بعد واپس لوٹا دے گی۔

قریشی نے آپ کی بات مانتے ہوئے بچہ لاکر حاضر کر دیا۔ ہرنی نے بچہ کو دودھ پلایا تو آپ نے قریشی سے کہا کہ وہ بچہ کو آزاد کر دے۔

قریشی نے آپ کے کہنے پر بچہ کو آزاد کر دیا۔ وہ پھر اُچھلتی کودتی خوشی سے واپس چلی گئی۔ بعدازاں آپ کے رفقاء نے آپ سے دریافت کیا یا ابن رسول اللہ! یہ کیا کہتی ہے؟

حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا وہ تمہیں جاتے ہوئے

بہتر دُعاؤں سے یاد کرتی تھی۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! اللہ والے اللہ کی عطا سے تمام مخلوقات کے مشکل کشا اور حاجت روا ہوتے ہیں جب چاہتے ہیں جیسا چاہتے ہیں مدد فرماتے ہیں۔

جیسا کہ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے ہرنی کی دادارسی فرمائی ہے جبھی تو جانور بھی آپ کی بات کے آگے سر جھکا کر فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا کہا ماننا ہی ہمارے لئے بہتر ہے ان سے سرکشی کرنا بغاوت کرنا درست نہیں چنانچہ تمام جانور آپ کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں اور اس کرامت سے یہ بات دن کے اُجالے کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بڑی عنایات کے ساتھ طاقتیں عطا فرمائی ہیں ایسی ہی ایک اور کرامت ملاحظہ فرمائیں۔

وقت وصال کی خبر

جس شب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے وصال فرمایا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا!

صاحبزادے میرے واسطے وضو کے لئے پانی لاؤ۔ وہ پانی لائے تو وہ پانی ٹھیک نہیں تھا یعنی اس میں چوہا مرا ہوا تھا اور اندھیری رات تھی اس

لئے اچھی طرح نہ دیکھ سکے۔ پھر آپ کے لئے مزید پانی لایا گیا جس سے آپ نے وضو کر کے فرمایا۔

اے فرزند! آج میرا وقت وصال ہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے فرزند کو کچھ وصیتیں کیں۔

معلوم ہوا! اللہ والوں کو یہ خبر ہوتی ہے کہ ان کا وقت وصال کیا ہے اسی لئے تو امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امام باقر علیہ السلام کو نصیحت اور وصیت فرما رہے تھے۔

فراق میں اُونٹنی کی موت

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اُونٹنی تھی جو مکہ معظّمہ جاتی تو آپ اس کے پالان کے آگے چابک لٹکا دیتے اس لئے تمام راستہ اسے چھڑی بھی مارنی نہ پڑتی اور آنے جانے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ ہوتا۔

جب آپ کا وصال شریف ہوا تو وہ اُونٹنی آپ کی قبر کے سرہانے آکر اپنی چھاتی زمین پر رکھ کر آہ زاری کیا کرتی۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس حالت میں دیکھ کر فرمایا!

اے ناقہ اُٹھ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے! اُونٹنی نہ اُٹھی تو حضرت

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اسے چھوڑ دو وہ جا رہی ہے۔ بعد ازاں وہ اُونٹنی تین یوم زندہ رہ کر امام کی محبت میں فنا ہوگئی۔

اس کرامت کو پڑھ کر جانوروں کی اپنے مالک سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے اور جب مالک امام زین العابدین علیہ السلام ہوں تو ایسی کیفیت ہو جانا فطری اَمر ہے کیونکہ امام زین العابدین علیہ السلام جگر گوشۂ رسول ہیں۔

حضور کے خچر کا واقعہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ کی ایک سواری جو خچر تھا اس کا نام یعفور تھا اور وہ اپنے اور ہم سب کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی اور اپنی جان کو اپنے مالک کے لئے قربان کر دیا۔

اور قیامت کے دن وہی یعفور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کیا یقین ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اُونٹنی بھی جنت میں داخل ہو کیونکہ یہ اُونٹنی آلِ اطہار سے محبت رکھتی تھی ان کی محبت میں سرشار رہتی تھی۔ ان کو آلِ رسول سمجھتے ہوئے اُن سے عقیدت رکھتی تھی۔

حجر اَسود سے فیصلہ لینا

حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت

کے بعد محمد بن حنیفہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا! اے بیٹا میں تمہارا چچا ہوں اور تم سے عمر میں بھی بڑا ہوں اس لئے امامت کا اولین حق میرا ہی ہے، اور مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنگی آلات بھی دے دیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کہا اے میرے عم محترم! خدا سے ڈرو اور جس چیز کے تم اہل نہیں ہو اس کا دعویٰ نہ کرو۔

بعد ازاں پھر محمد بن حنیفہ نے مبالغہ سے کام لیا تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کہا اے میرے عم محترم آؤ حاکم کے پاس چلیں جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا وہ بہتر ہوگا۔

محمد بن حنیفہ نے کہا! وہ کون سا حاکم ہے جو ہمارا فیصلہ کرے گا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے کہا وہ فیصلہ کرنے والا حاکم حجرِ اسود ہے جب دونوں صاحب وہاں پہنچے تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے عم محترم سے کہا! اے عمِ محترم اس سے بات کرو۔

حضرت محمد بن حنیفہ نے حجرِ اسود سے بات کی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم کو اس کے صفاتی اسماء سے

یاد کیا تو حجرِ اسود گفتگو کرنے لگا پھر آپ نے اپنا چہرہ حجرِ اسود کی جانب کر کے کہا تجھے اس رب کی قسم جس نے اپنے بندوں کے وعدے تجھ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اس بات سے مطلع کرو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد امام اور نابالغ کی سرپرستی کا حق کسے حاصل ہے؟

حجرِ اسود آپ کی بات سن کر کانپ اُٹھا قریب تھا کہ اپنی جگہ سے گر پڑتا لیکن نہایت ہی فصیح و بلیغ زبان میں گویا ہوا!

اے محمد بن حنیفہ یہ چیز مسلمہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت کے حقدار علی بن حسین علیہ السلام ہیں۔

(شواہد النبوۃ)

قارئین محترم! حجرِ اسود جنت کا پتھر ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام جنت کے سردار کے شہزادے ہیں اس لحاظ سے حجرِ اسود ان کی ملکیت ہے اور جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حجرِ اسود کو مخاطب کیا تو حجرِ اسود نے نہ صرف آپ کی بات کا جواب دیا بلکہ حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا اقرار بھی کیا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو نہ تو امامت کا شوق تھا نہ بادشاہت کا، بادشاہت نہ کر کے گزارا ہو سکتا تھا لیکن امامت کو چھوڑ کر گزارا نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے آپ نے امامت سے دستبرداری قبول نہ کی اور

اُمت محمد یہ کوٹکڑے ہونے سے بچالیا۔

اس دور کے تمام اولیاء کرام تابعین وغیرہ نے آپ کے دست مقدس کی بیعت کی اور ایسے ہی خوشی سے بیعت کی جیسے ایک غلام کو اپنے آقا کی بیعت قبول کرنے کا حق ہوتا ہے؟

امام زین العابدین علیہ السلام سیرت مصطفیٰ کا پیکر ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام اخلاق مصطفیٰ کا نمونہ ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام مولائے کائنات کی تصویر ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام ثانی شبیر ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام عبادت کی جان ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام عبدیت کی شان ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام ناطق قرآن ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام فیضانِ شیر یزدان ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام سخاوت کا دریا ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام فیض کا گھر ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام گلشن اہل بیت کی بہار ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام حیدر کرار ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام عابدین کے سردار ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام زاہدین کے سالار ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام اہل بیت کے دُرِ شہوار ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام صبر کی معراج ہیں۔

اسی لئے حجرِ اسود نے امام وقت کی بات سن کر جواب بھی دیا اور فیصلہ بھی صادر کیا۔

قارئین محترم! یہاں یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ پتھر بھی محمد رسول اللہ کے اہلبیت کا احترام کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدّنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے حجرِ اسود میں تجھے کبھی نہ چومتا اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے نہ چوما ہوتا۔

روایت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن حجرِ اسود کو حُوران جنت کے لئے خال بنا دیا جائے گا۔ حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حجرِ اسود خوب ہے حوروں کے خالوں کے لئے
پرجش والے کا اُن کو رنگ کالا چاہیے

گنہگاروں کی نجات

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دوران طواف ایک عورت ایک مرد کا ہاتھ حجرِ

اسود سے چمٹ گیا۔ ہر طرح سے چھڑانے کی سعی کی گئی لیکن وہ چمٹے رہے۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر مشورہ دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں دیکھتے ہی دیکھتے آپ وہاں آنکلے اور انہیں دیکھ کر آگے آگئے۔

آپ نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر پھیرا تو اُن کے ہاتھوں کو رہائی مل گئی اور پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

(شواہد النبوت)

معلوم ہوا! اللہ کے مقرب بندے مشکلات سے رہائی عطا کرتے ہیں جیسا کہ اس کرامت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب اس مرد اور عورت کا ہاتھ حجرِ اسود سے چمٹ گیا تو وہ بے حد پریشان تھے کیونکہ لوگ بھی انہیں دیکھ رہے تھے ایسی حالت میں انسان اپنے آپ سے بھی شرمندہ ہوتا ہے اور پھر حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے اُن کی مشکل کشائی فرمائی اور انہیں نجات دلائی۔

غوث اعظم کی کرامت

ایک مرتبہ حضور غوث اعظم کا ایک مرید قزاقوں کے گروہ میں پھنس گیا تو آپ نے اپنے غلام کو نجات دلائی۔ ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت ساریہ کا لشکر جب کفار کے مقابلہ میں شکست کھانے لگا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات دلائی۔

ایسے اور بھی بے شمار واقعات کتب صحیحہ میں موجود ہیں کہ اللہ والے مشکل کشائی کرتے ہیں تو کیا تعجب ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اَولیاء کے سردار ہیں مشکل کشائی فرمائیں۔

ملک کو سلامتی بخشنا

عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو ایک نامہ لکھ کر ہدایت کی کہ وہ بنو عبدالمطلب کے قتل سے منہ موڑے کیونکہ آل ابی سفیان اس بارے میں خیال کرتی ہے کہ بنو اُمیہ کی حکومت بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ عبدالمالک نے یہ نامہ پڑھ کر ارسال کیا جس سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو آگاہ کیا گیا۔ آپ نے عبدالمک بن مروان کو تحریر کیا کہ تم نے فلاں روز اور فلاں وقت حجاج بن یوسف کو کسی قسم کا خط تحریر کیا تھا۔

مجھے خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ خط اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ جس کے سبب سے تیرے ملک کو اس نے سلامتی بخشی ہے۔ آپ نے وہی عبارت تحریر کر کے نامہ ایک غلام کو دیا اور اُسے اپنی اُونٹنی پر سوار کر کے عبدالملک کی جانب روانہ کیا۔

عبدالملک نے خط کی تحریر کو اپنے خط کی تحریر کے مطابق پایا تو اُسے آپ کے حق پر ہونے کا اعتبار آ گیا۔ بہت مسرور ہوا اور اسی اُونٹنی پر اتنے

درہم ودینار لاد کر آپ کو بھیج دیئے جتنے وہ اُٹھا سکتی تھی۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی فراست اور آپ کے علم کی ایک روشن مثال اس کرامت میں ظاہر ہے۔

خزیمہ کے لئے بدعا

ایک شخص منہال بن عمرو نے کہا کہ ایام حج میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ملنے گیا تو آپ نے مجھ سے خزیمہ بن کاہل الاسدی کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے عرض کیا میرے آقا وہ تو کوفہ میں موجود ہے پھر آپ نے ان کے حق میں مندرجہ ذیل الفاظ میں بدعا کی۔

"اللهم اوقده حرا مجدید الهم اوقده حر النار"

"اے اللہ اسے لوہے کی حرارت سے جلا دے۔ اے اللہ اسے نار کی حرارت سے جلا دے۔"

جب میں کوفہ میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مختار بن ابی بغاوت کر چکا ہے۔ میں نے اس سے تعلقات استوار کیے اور اس کی ملاقات کے لئے گھوڑے پر سوار ہو گیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا۔ میں اس کے ہمراہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں اس نے ایک شخص کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ اچانک خزیمہ کو بلوایا گیا۔ مختار نے کہا!

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر حاوی کیا ہے۔

اُس نے جلاد کو بلایا تا کہ اُس کے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹ ڈالے۔

بعد ازاں اس نے آگ لانے کو کہا جس میں خزیمہ کو پھینک دیا گیا اور وہ جل گیا۔ میں نے جب اس واقعہ کو دیکھا تو اللہ کی پاکی بیان کی۔ مختار نے مجھے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کا سبب پوچھا تو میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی بددُعا کا قصہ بیان کیا۔ اُس نے مجھ سے قسم لے کر اس کی تصدیق چاہی۔

میں نے کہا ہاں! میں نے خود سنا ہے مختار گھوڑے سے نیچے اُترا اور دو رکعت نمازِ نفل ادا کی اور اس کے بعد دیر تک سربسجود رہا پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر وہاں سے چل دیا میں بھی ان کے ہمراہ چل دیا۔ راستے میں میرا مکان تھا میں نے مخلصانہ انداز میں گھر آنے کی دعوت دی تا کہ کھانا پیش کروں۔ مختار نے کہا!

اے منہال جب سے تو نے مجھے خود مطلع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دُعا کو قبول کر لیا ہے تو آج شکریہ کا روزہ رکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق دی ہے۔

(شواہد النبوت)

قارئین کرام! اس کرامت سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اللہ والے نفع

ونقصان کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کے قہر وغضب سے بچنا چاہئیے اور ان کی بدعا نہ لینی چاہئیے۔ اللہ والوں سے مذاق کرنا خدا تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حالات وکرامات
حضرت امام باقر علیہ السلام

حضرت سیدنا امام باقر علیہ السلام برج روحانیت کے پانچویں ستارے ہیں۔ آپ مدینۃ المبارک میں ۳ صفر المظفر جمعۃ المبارک کے مبارک دن برکتیں لے کر برکتیں عطا کرنے کے لئے پیدا ہوئے۔

امام باقر علیہ السلام کا مقام

حضرت سیدنا امام باقر علیہ السلام کا مقام و مرتبہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھیں جنہوں نے طریقت میں آپ کی بیعت کی اور آپ ہی سے روحانیت میں مستفید و مستفیض ہوئے۔

امام اعظم فرماتے ہیں مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضرت سیّدنا امام باقر و امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملا۔

کنیت ابو جعفر ہے

حضرت سیّدنا امام باقر علیہ السلام کی کنیت مبارکہ ابو جعفر تھی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

تھے اسی مناسبت سے آپ کی کنیت بھی ابو جعفر معروف ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا آپ کا ذاتی نام محمد علیہ السلام اور لقب باقر تھا جو بہت مشہور ہے اور اسی لقب کی وجہ سے لوگ آپ کو حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام کہتے ہیں۔

عاشق رسول مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں!

''حضرت سیدّنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت مبارکہ اس لئے باقر معروف ہوئی کہ آپ مختلف علوم میں وسعتِ نظر کے مالک تھے اور جس بھی مسئلہ کو چھیڑتے تو اس کی خوب خوب تشریح وتصریح فرماتے تھے۔''

(الشواہدالنبوۃ ص ۳۱۷)

حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام کے آستانہ عالیہ میں فیض وکرم کا بحر ٹھاٹھیں مارتا رہا اور آج بھی آپ کا فیض جاری وساری ہے۔

حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام کو سارا فیض اپنے والد گرامی حضرت امام زین العابدین اسیر کربلا سے حاصل ہوا اور آپ نے اسے خوب تقسیم فرمایا وقت کے اکثر اولیاء اللہ آپ کے مریدین تھے جنہوں نے آپ ہی سے فیض حاصل کر کے درجاتِ روحانیہ حاصل کئے۔

عقائد باطلہ کا رد

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام کا ہی فیض ہے جو آج سنّیت موجود ہے۔ آپ نے عقائد باطلہ کا ردّ بھی فرمایا اور انسانیت کو حقائق روحانیہ سے روشناس کرایا اور ستاون برس کی عمر میں ربّ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں واصل ہو گئے۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام ولایت کا نور ہیں۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام علم کا سرور ہیں۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام اہل بیت کی شان ہیں۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام مولا علی علیہ السلام کی جان ہیں۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام کا فیض جن اولیاء اللہ کو حاصل ہوا وہ بھی اولیاء کے سردار بن گئے۔ اب آپ حضرت سیدّ نا محمد باقر علیہ السلام کی کرامات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام کی کرامات

غیب کی خبر دینا

ایک معتبر راوی نے روایت کیا کہ ہم حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہشام بن عبدالملک کے مکان کے قریب سے اس وقت گزرے جب وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا!

بخدا یہ مکان نیست و نابود ہو جائے گا اور لوگ اس کا گارا تک اُٹھا کر لے جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے اس بات سے تعجب ہوا کہ ہشام کے مکان کو کون نیست و نابود کرے گا، جب ہشام وفات پا گیا تو ولید بن ہشام کے کہنے پر اسے گرا دیا گیا اور تمام پتھریلی بنیاد کو اُکھاڑ دیا گیا یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(شواہد النبوۃ)

قارئین محترم! حقیقی علم غیب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور مقرب بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا کھاؤ گے اور گھروں میں کیا چھپا کر آئے ہو۔

جو کہا سچ نکلا

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ میں حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپ کا بھائی زید بن علی ہمارے قریب سے گزرا تو آپ نے فرمایا کہ!

قسم بخدا یہ کوفہ کی جانب چلا جائے گا اور لوگ اسے قتل کر دیں گے اور اس کے سر کو گلی کوچوں میں پھراتے ہوئے یہاں لے آئیں گے اور نیزے پر لٹکا دیں گے۔

ہم آپ کی یہ باتیں سن کر نہایت حیران ہوئے کیونکہ مدینہ طیبہ میں کبھی کسی کو نیزہ پر نہیں لٹکایا گیا تھا لہٰذا جب اُن کے سر کو لایا گیا تو ساتھ ہی پھانسی کا سامان بھی لایا گیا۔ (شواہد النبوۃ)

جنات سے گفتگو

ایک راوی نے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت طلب کی تو لوگوں نے کہا! تیزی سے کام نہ لو کیونکہ ان کے ہاں اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔

ابھی وہ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ آدمی تنگ قباؤں میں ملبوس اور ہاتھ پاؤں میں دستانے اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے، اُنہوں نے السلام علیکم کہا اور چلے گئے۔

بعد ازاں میں حضرت سیدّنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا! یا حضرت یہ کون لوگ تھے جو ابھی آپ کے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں مجھے تو ان کے متعلق علم نہیں۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! یہ تمہارے بھائی جن تھے، میں نے دریافت کیا۔ کیا آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں؟

حضرت سیدّنا امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! ہاں جس طرح تم حلال وحرام میں استفسار کرتے ہو اسی طرح وہ بھی آکر دریافت کرتے ہیں۔

قارئین محترم! اس بات سے معلوم ہوا کہ آل اطہار کو خاص فضیلت حاصل ہے اُن کا مقام اُونچا اور درجہ بلند ہے کہ انسان تو انسان جنات بھی اُن کے خادم ہوجاتے ہیں فرشتے بھی خادم ہوجاتے ہیں۔

آل اطہار کا مقام اور آل اطہار کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام کی اس کرامت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جناب حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام سے آکر مسائل پوچھتے ہیں کیونکہ جنات مسلمان بھی ہوتے ہیں اور انہیں بھی شرعی مسائل سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

امام باقر علیہ السلام کا یہ مقام ہے تو ان کے آباؤ اجداد کے مراتب وفضیلت کا عالم کیا ہوگا؟ سبحان اللہ!

حضرت سیدّ نا امام باقر علیہ السلام پانچویں امام ہیں آپ آل خیر الانام ہیں۔

آپ کا مقام بھی اعلیٰ ، آپ کا درجہ بھی اعلیٰ
آپ کا وعظ بھی اعلیٰ ، آپ کی نصیحت بھی اعلیٰ
آپ کی اولاد بھی اعلیٰ ، آپ کی سخاوت بھی اعلیٰ
آپ کا علم بھی اعلیٰ ، آپ کا حکم بھی اعلیٰ

کون امام باقر علیہ السلام کہ جن کی ساری زندگی نیابت مصطفیٰ میں گزری جن کا فضل وکمال

جن کا جاہ وجلال ، جن کا مال ومنال

جن کی قرابت واتصال سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات بھی عکس جمیل ہیں۔

جن کا حسن وجمال ایسا تھا کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے۔

جن کا علم ایسا تھا کہ جس تک کسی دوسرے کی رسائی نہ تھی ایک ایسا ہی واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

غیب کی بات

حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد محترم نے مجھ سے کہا کہ!

میری عمر صرف پانچ سال باقی رہ گئی ہے جب آپ نے وصال

شریف فرمایا تو ہم نے اس مدت کو شمار کیا تو وہی سال نکلا جو آپ نے فرمایا تھا۔ (شواہد النبوۃ)

قارئین محترم! آپ کو اپنی وفات کے وقت کا بھی علم تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے مقربین پر ایک خاص کرم و فضل ہوتا ہے کہ ان کو بتا دیا جاتا ہے کہ آپ کب وفات پائیں گے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب حضرت عزرائیل علیہ السلام جنہیں ملک الموت بھی کہا جاتا ہے آئے اور کہا میں آپ کی روح قبض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکال دی اور حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے عرض کی!

یا اللہ! حضرت موسیٰ نے تو میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ایک بیل لے جاؤ اور میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام سے کہو کہ اس بیل کی پشت پر ہاتھ پھیر دیں جتنے بال آپ کے ہاتھ سے مس کر جائیں اتنے سال آپ زندہ رہ لیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی اس بات کو رد کر دیا۔

معلوم ہوا اللہ والے جتنا چاہیں اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں لیکن

وہ رہتے اس لئے نہیں کہ یہ دنیا تو قید خانہ معلوم ہوتی ہے اس لئے آپ غور کریں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۶۳ سال کی عمر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

مولا علی بھی ۶۳ سال کی عمر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

حضرت بی بی پاک سیدّہ فاطمۃ الزہرا ۲۱ سال کی عمر میں تشریف لے جاتی ہیں۔

اسی طرح دیگر آئمہ کرام علیہم السلام بھی تھوڑی عمر گزار کر تشریف لے جاتے ہیں ان آئمہ کرام میں متعدد آئمہ کرام نے اپنی موت شہادت کے ساتھ حاصل کی اور یہ اعزاز حاصل کیا۔

جانوروں سے کلام

ایک معتبر راوی سے مروی ہے کہ حضرت محمد بن علی کے ہمراہ مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کی درمیانی وادی میں ہم سفر تھے اور اس وقت آپ ایک خچر پر سوار تھے اور ایک گدھے پر سوار تھا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص پہاڑ سے اُتر کر ان کے قریب آیا اور وہ آپ کے خچر کی نگرانی کرتا رہا اور ایک بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو خچر کی زین کے آگے رکھ کر بہت دیر تک ان سے محو گفتگو رہا وہ سنتے رہے۔ بالآخر آپ نے اس بھیڑیے سے فرمایا! اب تم واپس چلے جاؤ جو تم چاہتے تھے

میں نے اسی طرح ہی کر دیا ہے۔ بھیڑیا یہ سن کر واپس ہولیا۔

پھر امام پاک نے مجھ سے فرمایا! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا کہتا تھا؟

اُس شخص نے کہا! اللہ اور اُس کا رسول اور اس کا فرزند ہی بہتر جانتے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! بھیڑیا فریاد کر رہا تھا کہ میری ہمسر اس وقت دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ دُعا کیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے نجات دے اور میری نسل سے کسی کو آپ کے عقیدت مندوں پر مسلط نہ کرے چنانچہ آپ نے بھیڑیے کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔

آپ کی مشکل کشائی

ایک شخص نے روایت کی کہ میں آپ کے در اقدس پر گیا. تو آپ نے میرے سوا ہر ایک ملاقاتی کو ملنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ دیکھ کر نہایت پریشانی کی حالت میں اپنے گھر واپس آیا مجھے اس رات نیند نہ آئی اور اس پریشانی کی حالت میں سوچا کہ واپس مکہ معظمہ چلا جاؤں۔

اگر مرجیہ لوگوں کے ہاں گیا تو وہ یوں کہیں گے۔

اگر قدریہ میں گیا تو وہ یوں کہیں گے اور اگر حروریہ میں جاؤں تو وہ یوں کہیں گے۔

اگر یزید کے ہاں جاؤں تو وہ یوں کہیں گے اور ان سب کی گفتگو کی

بنیاد تخریب کاری ہے میں اسی خیال میں تھا کہ صبح کی نماز کی اذان ہو گئی۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے کہا کون ہے؟

وہ شخص بولا! میں محمد بن علی بن حسن کا قاصد ہوں جب میں مکان سے باہر آیا تو قاصد نے کہا! امام باقر علیہ السلام تجھے یاد کر رہے ہیں۔

میں کپڑے پہن کر وہاں گیا جب آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا! اے فلاں تم نہ مرجیہ کے ہاں جاؤ نہ قدریہ کے ہاں جاؤ نہ یزیدیوں کے ہاں جاؤ اور نہ حروریہ کے ہاں جاؤ بلکہ ہمارے ساتھ رہو۔

(شواہد النبوۃ)

بال سیاہ ہو گئے

ایک روایت کے مطابق ایک خاتون (جبابہ نامی) حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے آئیں آپ نے اس سے فرمایا تم ہمارے پاس دیر سے کیوں آئی ہو؟

جبابہ نے عرض کیا! حضور میرے بال سفید ہو گئے ہیں میں انہیں درست کرنے میں لگی رہتی ہوں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! مجھے دکھاؤ۔

اُس نے دکھائے تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا جس سے تمام بال سیاہ ہو گئے پھر فرمایا! اسے شیشہ دکھاؤ اس نے آئینہ دیکھا تو اس کے

بال سیاہ ہو چکے تھے۔ (شواہد النبوۃ)

آنکھوں کی بینائی عطا کرنا

ایک شخص ابو بصیر نامی جو نابینا تھا انہوں نے کہا کہ! ایک دن میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے کہا! یا حضرت آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے محافظ ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! ہاں

ابو بصیر نے پھر کہا! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو سب نبیوں کے علوم کے وارث ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! ہاں آپ تمام علوم کے وارث ہیں۔

ابو بصیر نے پھر کہا! یا حضرت کیا آپ کو بھی وہ علوم میراث میں حاصل ہیں؟

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! ہاں

ابو بصیر نے پھر کہا! کیا آپ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں؟

اندھوں کو روشنی دے سکتے ہیں اور کوڑھ والوں کو تندرست کر سکتے ہیں نیز یہ بھی بتائیں کہ لوگ اپنے گھروں میں کیا خوردہ نوش کرتے ہیں اور

کیا کچھ بچا کر رکھتے ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! اے ابوبصیر میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ۔ ابوبصیر آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔

آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ابوبصیر کے چہرے پر پھیرا تو ابوبصیر کی آنکھیں درست ہو گئیں اور روشنی بحال ہو گئی۔

ابوبصیر نے اس روشنی سے زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، حضرت امام باقر علیہ السلام نے پھر اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا تو ابوبصیر کی پہلی والی حالت ہو گئی۔

پھر آپ نے ابوبصیر سے دریافت کیا کہ! اے ابوبصیر ان دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت تمہیں پسند ہے وہ یہ ہے کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تمہارا احساب سپردِ الٰہی ہو یا تمہاری آنکھیں ایسی ہی رہیں اور تمہیں بلاحساب و کتاب جنت مل جائے۔

ابوبصیر نے کہا! میں تو یہ بات پسند کروں گا کہ میں نابینا ہی رہوں اور جنت میں بلاحساب و کتاب چلا جاؤں۔

(شواہد النبوت، تذکرۃ الاولیاء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام برص کے مریضوں کو تندرست فرماتے تھے اور اندھوں کو بینائی عطا فرماتے ہیں، معجزہ نبی کا ہوتا ہے لیکن اگر وہی بات

ولی اللہ سے ہوتو اسے کرامت کہتے ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کا اندھے کو بینائی عطا کرنا کرامت ہے اور یہ کرامت بڑی ہی اعلیٰ ہے اس میں ایک غریب کی مشکل کشائی ہی ہے اس کرامت سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ والے آنکھیں بھی عطا کرتے ہیں اور جنت بھی۔

امام باقر کی ذہانت

ایک راوی سے مروی ہے کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ ایک اور شخص بھی آیا جو خرما فروشی کا کام کرتا تھا اس نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا حضرت کوفہ میں ایک آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ہے جو کافر و مومن سے اور دوست کو دشمن سے تمیز کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کام کرتے ہو؟

اس شخص نے کہا! میں گاہے بگاہے جو فروخت کرتا ہوں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! یہ تم نے غلط کہا تم کھجوروں کی خرید و فروخت کرتے ہو۔

اُس شخص نے کہا! آپ کو کیسے معلوم ہوا!

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! مجھے اللہ کا فرشتہ بتا دیتا ہے کہ فلاں تمہارا دوست ہے اور فلاں تمہارا دشمن ہے، ہاں دیکھو تمہاری موت فلاں بیماری سے ہوگی۔

راوی نے روایت کیا کہ جب کوفہ میں واپس آ گیا اور اس شخص کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ شخص فلاں بیماری میں ہلاک ہو گیا ہے جو آپ نے کہی تھی۔

(شواہد النبوۃ)

قارئین محترم! اہل بیت اطہار کی فہم و فراست بھی ان کے حسب و نسب کی طرح اعلیٰ ہوتی ہے، چنانچہ تاجدار اہل بیت مولیٰ علی المرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بڑے بڑے عجیب مسائل اپنی فہم و فراست سے حل فرمائے جبکہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسئلہ حل نہ کر سکے تو پھر مولیٰ علی علیہ السلام نے اُسی مسئلے کو حل بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا!

"اگر آج علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

معلوم ہوا فراست اہل بیت جو ورثہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوئی ہے ہمارے اذہان اس معاملے میں ناقص ہیں۔

غیر مذہب اسلام لے آیا

ایک راوی نے روایت کیا کہ ایک روز حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار کہیں جارہے تھے تو میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے اپنے ایک قابل اعتبار سے فرمایا!

اس پہاڑ پر جاؤ وہاں ایک غار ہے اُس میں سے جو کچھ بھی حاصل ہو لے آؤ۔ وہ آدمی گیا اور وہاں سے دو صندوق سامان کے بھر کر لے آیا، ایک صندوق میں کسی اور جگہ سے سامان بھر لایا۔ پھر آپ نے فرمایا!

اس سامان کا ایک مالک یہاں موجود ہے اور دوسرا غیر موجود ہے۔

جب ہم مدینہ پہنچے تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر اپنا حق کا دعویٰ کر دیا تھا اور مدینہ کے گورنر اسے سرزنش کر رہے تھے۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ! انہیں سرزنش نہ کیجئے۔

پھر آپ نے دونوں صندوق اُن کے مالکان کو دے کر فرمایا کہ چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

آپ کے حکم کے مطابق چوروں کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ ان میں سے ایک چور نے کہا!

الٰہی تیرا ہزار بار شکر ہے کہ میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے فرزند کے سامنے کاٹا گیا اور ان کے دست حق پر ہی میری توبہ قبول ہوئی۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں توبہ کا عہد کرو کیونکہ ایک سال کے بعد تم اس دنیا سے کوچ کر جاؤ گے۔

پس اُس شخص نے آپ کے دست حق پر توبہ کر لی اور پھر توبہ کے بعد پورا ایک سال زندہ رہا۔

بعد ازاں اُس صندوق کا ایک اور مالک آ گیا، آپ نے اُس سے فرمایا! تمہارے صندوق میں ایک ہزار دینار ایسا ہے جو تمہاری ملکیت ہے اور ایک ہزار اور ہے جو کسی دوسری کی ملکیت ہے اور کچھ ایسے ویسے کپڑے بھی ہیں۔

اُس شخص نے کہا! حضرت آپ کو علم ہے تو اُس کا نام بتا دیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! اُس شخص کا نام محمد بن عبدالرحمٰن ہے جو بہت نیک اطوار شخص ہے وہ بہت مخیرّ اور نماز کا بھی پابند ہے اور اب وہ دروازے پر تمہارا منتظر ہے۔

جو شخص آپ سے محو گفتگو تھا وہ نصرانی تھا۔ اس نے جب یہ حقیقت پر مبنی باتیں سنی تو کہنے لگا! تمام شکوک وشبہات سے منزہ صرف ایک ذات ہے جو معبود برحق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے

اور رسول ہیں نصرانی یہ کہہ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ)

معلوم ہوا! اہل بیت کی تبلیغ بھی بہت مؤثر ہوتی ہے جس کی وجہ سے دشمنانِ اسلام حامیان اسلام بن جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر انور کی کرامات دیکھ کر بہت سے غیر مسلموں نے کلمہ پڑھا۔

دوستان گرامی! کلمہ وہی پڑھتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ ایمان کے نور کی تھوڑی سی جھلک رکھی ہو۔ اگر کسی کا دل بے ایمان ہو تو خواہ اُس کے سامنے ظاہراً تمام حقائق رکھ دیئے جائیں تو وہ تسلیم نہیں کرتا کیونکہ اُس کے خمیر میں اسلام کی محبت شامل نہیں ہوتی، حق کا علم شامل نہیں ہوتا اور وہ شخص گمراہ رہ جاتا ہے۔

اہل بیت عظام کی شان و عظمت و نعمت و بلندی اور درجہ و مرتبہ ایسا ہے کہ جس کو اپنے تو اپنے غیر بھی تسلیم کرتے ہیں اگر کوئی خارجی اہل بیت اطہار سے بغض و عناد رکھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے خمیر میں ظلمت اور آگ ہوتی ہے۔

لونڈی کی عزت کی حفاظت فرمانا

ایک روز کا ذکر ہے ابن عکاشہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام باقر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپ کے صاحبزادے امام جعفر علیہ السلام بھی آپ کے پاس کھڑے تھے۔

ابن عکاشہ نے کہا! اب تو ماشاء اللہ حضرت جعفر عالم شباب میں ہیں ان کا عقد ہونا چاہیے، آپ ان کا عقد کیوں نہیں کرتے۔ جب یہ بات ہوئی تو اُس وقت آپ کے پاس ایک سونے کی تھیلی تھی آپ نے عکاشہ کو فرمایا! اے عکاشہ یہ تھیلی لے جاؤ اور ایک لونڈی خرید لاؤ۔

حضرت عکاشہ ایک بردہ فروش کے پاس گئے تو بردہ فروش نے کہا! میرے پاس لونڈی تھی وہ فروخت ہو چکی ہے البتہ ایک دو لونڈیاں ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

حضرت عکاشہ نے بردہ فروش سے کہا! ان لونڈیوں کو باہر لاؤ تاکہ ہم انہیں دیکھ لیں، دونوں لونڈیاں باہر لائی گئیں تو ان میں سے ایک کو ہم نے پسند کرلیا۔ حضرت عکاشہ نے کہا! اس کی قیمت کیا ہے۔

بردہ فروش نے کہا! ستر ہزار

حضرت عکاشہ نے کہا! کچھ تو کم کیجئے۔

بردہ فروش نے کہا! ستر ہزار سے ایک پیسہ کم نہ ہوگا۔ پھر حضرت عکاشہ نے کہا! ہم اس لونڈی کو اس تھیلی میں جو کچھ ہے اس کے بدلے خریدنا چاہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنے دینار ہیں۔

بردہ فروش کے ہاں ایک شخص سفید سر اور سفید داڑھی تھا جس نے تھیلی کھولنے کے لئے کہا۔ ہم نے تھیلی کھول کر وزن کیا تو سونا پورا ستر ہزار دینار کی مالیت کا نکلا لونڈی خرید کر کے حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دی اس وقت بھی حضرت امام جعفر علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے تھے، ہم نے آپ کی خدمت میں تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فوراً الحمد اللہ کہا پھر حضرت عکاشہ نے اُس لونڈی سے دریافت کیا تو کیا نام رکھتی ہے؟

لونڈی نے جواب دیا میں حمیدہ نام رکھتی ہوں۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تو دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہے۔

پھر آپ نے لونڈی سے دریافت کیا، کیا تو شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ۔

لونڈی نے کہا میں ابھی غیر شادی شدہ ہوں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی لونڈی بردہ فروشوں کے پاس رہے اور سلامت رہے۔

لونڈی نے کہا! یا حضرت جب یہ بردہ فروش میرے نزدیک آکر کسی برائی کا قصد کرتا تو ایک سفید سر اور سفید داڑھی والے بزرگ آکر اُس

کے منہ پر طماچہ لگاتے اور اُسے مجھ سے دور کر دیتے اور ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

یہ لونڈی کی گفتگو سن کر حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اپنے بیٹے حضرت جعفر کے سپرد کر دیا جس کے پیٹ سے حضرت موسیٰ بن جعفر تولد ہوئے۔ (شواہد النبوت)

قارئین کرام! اہل بیت اطہار علیہم السلام کا سلسلہ بڑا ہی پر نور ہے کیونکہ!

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(اعلیٰ حضرت)

قارئین محترم! اس وجہ سے کہ یہ لڑکی امام جعفر علیہ السلام کی منکوحہ بننا تھی اور اس کی اولاد سادات کرام ہونا تھی لہذا اس کی حفاظت کی گئی۔ چنانچہ کبھی بھی اس لونڈی کو کسی شخص سے جنسی تکلیف نہ پہنچی کیونکہ اس کی حفاظت ہو رہی تھی وہ لڑکی امام جعفر صادق علیہ السلام کی امانت تھی۔

سال قبل بتا دیا

ایک روز امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنا سرِ مبارک نیچے جھکا لیا اور پھر سرِ مبارک اوپر اُٹھا کر فرمایا کہ تمہاری حالت یہ نہ ہوگی کہ کسی وقت کوئی شخص

مدینہ میں چار ہزار افراد کے ہمراہ آ کر تین دن مسلسل قتل و غارت کرے گا اور تمہارے لئے انتہائی مصائب پیدا کرے جس کا حل تمہارے بس سے باہر ہو گا یہ بات یقین سے تسلیم کر لو۔

لیکن مدینہ والوں نے آپ کی باتوں پر کان نہ دھرا اور چند افراد کے بغیر سب نے کہا! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

بنی ہاشم کو اس بات کا علم تھا کہ آپ جو بھی کہہ رہے ہیں حقیقت پر مبنی ہے، چنانچہ اگلے سال حضرت امام باقر علیہ السلام بنی ہاشم کے ہمراہ مدینہ سے باہر چلے گئے، بعد ازاں نافع الارزق مدینہ میں آیا اور اس نے وہی کچھ کیا جو آپ نے ایک سال قبل فرمایا تھا۔ اس واقعہ کے بعد مدینہ والوں نے کہا کہ اب حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی فرمائیں گے ہم ان کے ارشاد کی تعمیل کریں گے کیونکہ یہ اہل بیت سے ہیں اور جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وہ سچ ہوتا ہے۔

(شواہد النبوۃ، جامع کرامات اولیاء ص ۴۶۷)

حالات و کرامات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

حضرت سیدّ نا امام جعفر صادق علیہ السلام چرخِ ولایت کے چھٹے ستارے ہیں۔

مولا علی امام حسین امام زین العابدین اور امام باقر علیہم السلام کے خصائص آپ میں جمع تھے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے علم دین کے لئے بہت کام کیا۔

روایات کے مطابق حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے جبکہ ربیع الاول کا آخری عشرہ اور پیر کا دن تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو علم تحقیق کا شوق اپنے والد گرامی ہی سے وراثت میں ملا اور آپ نے تقریباً ہر علم کو سیکھا۔

بے شمار علوم کے موجد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بہت سے علوم ایجاد فرمائے جن مین حساب کا علم سائنس وغیرہ تھے علم جعفر آپ کے اسم پاک کے حوالہ سے ہی موسوم ہوا۔

علمی قابلیت میں جتنی آپ کی اڑان تھی اُسی طرح آپ روحانیت کے شہسوار بھی بنے۔ آپ کے تلامذہ میں جابر بن حیان رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی نادرِ روزگار شخصیات شامل ہیں۔

جابر بن حیان وہ ہستی ہیں جنہوں نے بہت سے علوم کی بنیاد رکھی اور علم کیمیاء کا تجربہ بھی سب سے پہلے آپ نے ہی فرمایا تھا اور یہ سب فیض وکرم حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کا تھا۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام چھٹے امام ہیں۔

آپ نے روحانیت و شریعت، طریقت، معرفت وحقیقت کی تبلیغ فرمائی۔ تقریباً ہر علم میں آپ کے ہزار ہا شاگرد ہوئے ہیں۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام پر حضرت مولا علی مشکل کشاء شیر خدا حاجت روا کا خاص کرم اور خاص عنایت تھی بڑے بڑے الجھے مسائل کو آپ نے پل بھر میں سلجھا دیا۔

امام ابو حنیفہ اُن کے شاگرد ہیں

آج ہر سُنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مشکور رہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی شخصیت کو علوم وحقائق سے بہرہ مند فرمایا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا جناب آپ کی عمر کتنی ہے؟

آپ نے فرمایا! دو سال

اُس سوال کرنے والے نے حیرانگی سے کہا؟ دو سال؟

فرمایا! ہاں کیونکہ دو سال مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت کے لئے ملے اور میں آپ کی خدمت میں رہا اور آپ سے علم وفیض حاصل کیا اگر مجھے یہ دو سال نہ ملتے اور میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی جوتیاں سیدھی نہ کر پاتا تو ہلاک ہو جاتا۔

اتنا بڑا جملہ حضرت امام اعظم حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرما کر ہم کو درس دیا کہ جو کچھ بھی ملتا ہے۔ جس کو بھی ملتا ہے اہل بیت اطہار کے در اقدس ہی سے ملتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی روحانیت

حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کا روحانیت میں بہت اُونچا مقام ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ہم ملائکہ یعنی فرشتوں کی بھی باتیں سنتے ہیں اور یہ دعویٰ اہل بیت ہی کر سکتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کنیت مبارکہ ابو عبد اللہ ہے ایک کنیت آپ کی ابو اسماعیل بھی ہے۔

القابات میں فاضل، طاہر اور صادق ہیں سب سے معروف لقب آپ کا صادق ہے۔

بلکہ آپ کا نام امام جعفر صادق علیہ السلام ہی مشہور ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم مبارک کا یہ عالم تھا کہ صاحب حیاۃ الحیوان اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کتاب کتاب الجفر ہے۔ اس میں قیامت تک کی ہر وہ شے ہے جس کے لوگ محتاج ہیں اسی لئے سبھی اولیاء اور علماء آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ اس وقت ہم اپنے قارئین کرام کے سامنے حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی چند کرامات پیش کرتے ہیں۔

کرامات سے پہلے یہ بات آپ کے سامنے ضرور بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات مبارکہ رجب شریف میں ہے ایک روایت ہے کہ آپ کی وفات شریف ۱۵ رجب اور ایک روایت ہے ۲۲ رجب کو ہوئی اور صحیح بھی یہی ہے کہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کا وصال ۲۲ رجب کو ہوا۔

کونڈوں کا ختم شریف

مسلمان بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ہر سال ۲۲ رجب کو آپ کے ختم شریف کا اہتمام فرماتے ہیں۔ ختم شریف نہ صرف مباح ہے بلکہ

اولیائے کاملین کی سنت بھی ہے کچھ لوگ آپ کے ختم پاک پر اعتراض کرتے ہیں اس لئے کہ اس کا نام کونڈوں کا ختم شریف ہے۔

قارئین کرام! صرف نام ہی کی وجہ سے ختم شریف پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے اگر آپ نام بدلنا چاہتے ہیں یا نام نہیں لینا چاہتے تو نہ لیں لیکن ختم شریف کے جواز میں شک نہ کریں اور ختم شریف اور ایصال ثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے اب ہم حضرت امام جعفر صادق کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

امام جعفر علیہ السلام کی کرامات

خلیفہ منصور کا امام جعفر کو دربار میں بلانا

ایک دفعہ خلیفہ منصور نے ربیع کو حکم دیا کہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے دربار میں حاضر کرو، جب ربیع آپ کو خلیفہ کے سامنے لے کر آیا تو منصور نے آپ سے کہا! اگر میں کسی گروہ کے واسطے سے کوئی فتنہ اُٹھاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے مگر تم فتنہ برپا کرتے ہو اور تمہارا کام خونریزی ہے۔

یہ سن کر امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے منصور میں نے ایسی کسی بات کی آرزو کی ہے یا عملی طور پر کچھ کیا ہے، اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات پہنچی ہے تو وہ بالکل سفید جھوٹ ہے اگر کوئی فتنہ پیدا کیا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام پر بھائیوں نے ظلم وستم ڈھائے تو آپ نے انہیں درگزر فرمایا اور جب حضرت ایوب علیہ السلام پر بیماری نے غلبہ پایا تو آپ نے صبر سے کام لیا۔

پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو کچھ عطا ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ یہ تمام کے تمام نبی تھے اور تمہارا نسب بھی ان سے ملحقہ ہے۔

خلیفہ منصور بولا ! یا حضرت یہ تمام کا تمام آپ نے سچ کہا۔

چنانچہ خلیفہ منصور نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر تخت پر اپنے پاس بٹھالیا اور پھر کہا! آپ کی یہ بات فلاں شخص نے مجھے بتائی تھی۔

خلیفہ نے اسے دربار میں حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اُس سے دریافت کیا، اے شخص! کیا تو نے یہ باتیں حضرت جعفر صادق سے سنی ہیں؟

اُس شخص نے کہا! ہاں

خلیفہ منصور بولا ! کیا تم اس کی قسم کھانے کے لئے تیار ہو؟

اُس شخص نے بیّن الفاظ قسم کھائی! قسم ہے اُس ذات برحق کی جو معبودِ حقیقی ہے اور وہی ذات عالم غیب وشہادت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا! اے خلیفہ میں اسے قسم دیتا ہوں۔

خلیفہ نے کہا! ہاں، آپ اسے قسم دیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُس شخص سے فرمایا کہو!

"بریت من حول اللّٰہ وقوۃ والنجات الی خول وقوتی لقد فعل کذار کذا جعفر وقال کذا وکذا جعفر۔"

”میں بری ہو گیا اللہ کی طاقت اور قوت سے نجات حاصل
کی اپنی طاقت اور قوت سے تحقیق کیا ایسا، اور ایسا حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نے اور کہا ایسا اور ایسا جعفر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے، وہ شخص اس طرح قسم کھانے سے گریز
کرنے لگا، آخر قسم کھالی اور قسم کھاتے ہی حاضرین کے
سامنے گر کر ہلاک ہو گیا۔“

منصور بولا! اس مردہ کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔

ربیع نے کہا کہ! جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصور کی ملاقات کے لئے آئے تو آپ منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے، آپ کے لب مبارک عالم حرکت میں رہے اور منصور کا غصہ جاتا رہا۔ منصور نے بہت زیادہ وقت آپؑ کو اپنے پاس بٹھایا اور آپ کو مسرور و شادمان رکھا۔

(شواہد النبوت)

دیکھ نہیں سکا

ایک روز خلیفہ منصور نے اپنے دربان کو ہدایت کی کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے ہاں پہنچنے سے پہلے ہی موت کے گھاٹ اُتار دینا۔ اسی روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور منصور کے ہاں آکر بیٹھ گئے۔

منصور نے دربان کو بلایا۔ دربان نے دیکھا کہ امام صاحب تشریف رکھتے ہیں جب آپ واپس تشریف لے گئے تو منصور نے دربان کو بلا کر کہا! میں نے تجھے امام صاحب کے بارے میں کیا حکم دیا تھا؟ دربان نے کہا! اے خلیفہ قسم بخدا میں نے امام صاحب کو آپ کے پاس آتے دیکھا ہی نہیں۔ بس یہی دیکھا کہ وہ آپ کے پاس تشریف رکھتے ہیں۔

اسم اعظم

اللہ کے بندے جب چاہیں جس کی نظر سے چاہیں پوشیدہ ہو سکتے ہیں اور انہیں تعدّدِ وجودی کا مقام بھی حاصل ہوتا ہے چنانچہ اولیاء کرام کبھی ظاہر ہوتے ہیں کبھی پوشیدہ ہوتے ہیں اور اس بات پر اہل تصوف کا ایمان کامل ہے اور اس کرامت سے یہ بات مصدقہ طور پر سامنے آتی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب بادشاہ کے دربار میں تشریف لائے تو دربان آپ کو نہ دیکھ سکا۔

اور آپ کی شان و جلالت اور خسروانہ پیکر آپ کا تعارف دیکھ کر بادشاہ بھی پریشان ہو گیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کی تکریم کرنے پر مجبور ہو گیا اور یہی اہل بیت اطہار علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ ان کے پاس حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی وراثت موجود ہے۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

منصور کے ایک درباری نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ منصور نہایت غمزدہ ہیں اور کہا اے خلیفہ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟

خلیفہ نے کہا! میں نے علویوں کی ایک جماعت کو ہلاک کروادیا ہے لیکن اس کے سردار کو چھوڑ دیا ہے۔

اُس شخص نے کہا! وہ کون ہے؟

خلیفہ نے کہا! وہ جعفر بن محمد ہے۔

اُس شخص نے کہا! وہ تو ایسا ہے جو اپنے معبود کے سامنے سر بسجود رہتا ہے وہ دنیا کا کوئی رنج نہیں رکھتا۔

خلیفہ نے کہا! میں جانتا ہوں کہ تمہیں ان سے عقیدت ہے حالانکہ پورا ملک ان کے مخالف ہے میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک انہیں ہلاک نہ کردوں چین سے نہ بیٹھوں گا، پھر خلیفہ نے جلاد کو حکم دیا کہ جب بھی جعفر بن محمد آئے تو میں اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا تو تم انہیں قتل کردینا۔

خلیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بلوایا میں آپ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں کچھ پڑھ رہے ہیں، جس کا علم نہ ہوسکا لیکن میں نے یہ دیکھا کہ آپ کے محلات میں داخل ہوتے ہی زلزلہ سا آگیا اور خلیفہ ایسے باہر آیا جیسے کشتی سمندر کی لہروں سے خلاصی کر

کے باہر آتی ہے۔

خلیفہ ننگے پاؤں آپ کے استقبال کے لئے آیا اور کھڑے ہو کر آپ کو اپنے جائے نشست پر بٹھا لیا اور کہنے لگا! اے رسول اللہ کے بیٹے آپ کس کام سے تشریف لائے ہیں؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا! تمہارے بلانے پر میں آیا ہوں۔

پھر خلیفہ نے کہا! کسی چیز کی طلب ہو تو ارشاد فرمائیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مجھے کسی چیز کی طلب نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم مجھے بے جا بلایا نہ کرو جب میں چاہوں گا خود ہی آ جاؤں گا۔

آپ اُٹھ کر باہر تشریف لے آئے تو منصور پر اسی وقت بے ہوشی طاری ہو گئی اور رات گئے تک بے ہوش رہا یہاں تک کہ نماز بھی قضا ہو گئی، جب بے ہوشی سے خلاصی پائی تو نماز ادا کر کے مجھے طلب کیا اور کہا کہ جب میں نے امام پاک کو بلوایا تھا تو میں نے ایک اژدھا دیکھا جس کے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا حصہ محل کے اوپر وہ مجھے صاف طور پر کہہ رہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اگر تم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کسی قسم کی کوئی تکلیف دی تو تجھے اور تیرے محلات کو نیست و نابود کر دوں گا۔

یہ سن کر میری طبیعت قابو سے باہر ہوگئی جو تمہاری نظر سے بعید نہیں ہے اس نے کہا! یہ نہ تو جادو ہے نہ ہی کسی قسم کا سحر ہے یہ تو اسم اعظم کی خوبی ہے جو خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر نازل ہوا تھا پھر جس طرح آپ نے چاہا ویسا ہی ہوا۔

(تذکرہ اولیائے عرب وعجم ص ۱۳۰، شواہد النبوت)

پچھلی کرامت سے ملتی جلتی یہ کرامت ہے جب خلیفہ منصور نے اہل بیت اطہار پر جب ظلم وستم کی انتہا کردی اور کہا! امام جعفر صادق کو بلا لاؤ۔ آپ آئے تو آپ نے اسم اعظم پڑھا اور محل میں داخل ہوتے ہی وہاں زلزلہ سا آگیا اور خلیفہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور یہاں سے جلالتِ اہل بیت ظاہر ہوئی ہے کہ اگر اختیاری طور پر چاہیں تو کچھ نہ کہیں گے لیکن اگر چاہیں تو جو کرنا چاہیں کر سکتے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ان کو جو اسم اعظم ملا ہے اس میں کمال یہ ہے کہ خلیفہ وقت اور بہت بڑا دشمن احترام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

آپ کی سخاوت

علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''صفتہ الصفوت'' میں لیث بن سعد کی سند سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں حج کے دنوں میں مکہ معظمہ میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

نماز سے فارغ ہو کر کوہ ابو قبیس کی چوٹی پر چڑھا دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا دُعا مانگ رہا ہے یارب یارب کہتے ہوئے اُس کا سانس ساکت ہو گیا۔

پھر اُس نے یا رحیم یا رحیم کہنا شروع کیا تو پھر اُس کا سانس ساکت ہو گیا۔

پھر یا اللہ یا اللہ کہا مگر سانس ساکت ہو گیا۔

پھر یا حیؔ یا حیؔ پڑھنے لگا مگر سانس ساکت ہو گیا۔

پھر یا رحیم یا ارحم الرحمین پڑھنے لگا پھر بھی اُس کا سانس ساکت ہو گیا اور اُس نے سات دفعہ ایسا ہی کیا پھر کہا!

"اللّٰھُمَّ اِنی اسھتنی من ھذا العیب۔ اللّٰھُمَّ وان برادی قد اخلقا۔"

"اے اللہ بے شک میں اس عیب سے برأت چاہتا ہوں۔ اے میرے اللہ تو چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ اُسی وقت پیدا ہو جاتی ہے۔"

ابھی اُس کی یہ دُعا اختتام کو نہ پہنچی تھی کہ میں نے وہاں ایک انگوروں کا گچھا دیکھا اور دو نئی چادریں وہاں دیکھیں، اُس وقت انگوروں کا موسم نہیں تھا جب وہ ان انگوروں سے کچھ کھانے لگا تو میں ساتھ کھانے کے

لئے گیا۔

اُس نے کہا! تمہیں اس میں شرکت کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

میں نے کہا! بیّن وجہ کہ آپ نے دُعا فرمائی اور میں نے آمین کہی کہ اے شخص میرے پاس آجا اور کھا تارہ کوئی دانہ چھپا کرنہ رکھنا۔

یہ ایسے انگور تھے جن کا حاصل ہونا بہت مشکل تھا میں نے ایسے انگور کبھی نہ دیکھے اور نہ ہی کھائے تھے۔ میں انگور کھا کر شکم سیر ہو گیا لیکن ان میں ذرّہ برابر بھی کمی نہ آئی پھر اس نے کہا کہ ان دونوں چادروں میں سے جون سی طلب ہو اُٹھالو۔

میں نے کہا! مجھے ضروت نہیں۔

اُس نے کہا! کچھ وقت کے لئے اِدھر اُدھر ہو جاؤ میں ان چادروں کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہوں۔

میں ایک طرف ہو گیا تو اس نے ایک ازار بنالیا اور دوسری طرف سے اوڑھنی بنالی اور باقی دونوں پر پرانی چادریں جو نیچے بچھی ہوئی تھیں ہاتھ میں پکڑلیں اور چل دیا، میں نے بھی اُس کا پیچھا کیا۔

جب صفاہ مروہ پر پہنچے تو اسے ایک آدمی ملا جس نے کہا! اے ابن رسول اللہ میرا تن ڈھانپئے۔ اللہ تعالیٰ تمہارا تن ڈھانپے گا اُس نے دونوں چادریں اُسے دے دیں میں اس شخص کے پیچھے پیچھے ہولیا۔

میں نے دریافت کیا یہ چادریں عطا کرنے والا کون ہے؟

اُس نے کہا! حضرت امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس کے بعد میں نے آپ سے حدیث سننے کے لئے بھی بہت آرزو کی مگر آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔

(تذکرہ اولیائے عرب وعجم ص ۱۳۱)

بددُعا کا اثر

ایک مرتبہ حضرت داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی غلام کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُس کا تمام مال واسباب بھی چھین لیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اُس کے پاس گئے وہ اس وقت اپنی چادر زمین پر بچھا رہا تھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو نے میرے غلام کو موت کے گھاٹ اُتار کر اس کا مال اسباب چھین لیا ہے میں تمہارے حق میں اللہ سے بددُعا کروں گا۔

یہ سن کر داؤد نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے گھر واپس آگئے اور تمام رات رکوع وسجود میں گزر گئی۔ بعد ازاں صبح کو آپ نے داؤد کے حق میں بددُعا

کی ابھی کچھ وقت گزرا تھا کہ کسی نے داؤد کو بھی موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھٹے امام ہیں اور آپ کی دُعاؤں میں بہت اثر تھا جس نے آپ کی دُعائیں لیں اس کا بیڑا پار ہو گیا اور جس نے آپ کی بددُعا لی اس کا بیڑا دونوں جہانوں میں غرق ہو گیا۔

اس کرامت میں ہمیں جہاں یہ سبق حاصل ہوا کہ اہل بیت اطہار سے دشمنی رکھنے والے کا انجام برا ہوتا ہے وہاں یہ مسئلہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اگر کوئی انسان دوسرے انسان کو بلاوجہ قتل کرے گا تو اس کا دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ انصاف فرمائے گا اور آخرت میں حساب علیحدہ ہوگا۔

قید سے نجات

ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا جسے منصور نے قید میں ڈال دیا، میری ملاقات حضرت امام جعفر صادق سے دورانِ حج عرفات کے میدان میں ہوئی۔

آپ نے مجھ سے میرے دوست کے بارے میں دریافت کیا۔

میں نے عرض کیا! حضور اُسے تو منصور نے قید میں ڈال رکھا ہے۔

آپ نے اُس قیدی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی اور کچھ وقت

کے بعد فرمایا! قسم بخدا تمہارا دوست قید سے نجات حاصل کر چکا ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو میں نے اپنے دوست سے دریافت کیا کہ تمہیں قید سے رہائی کس دن ملی؟ اُس نے کہا! مجھے عرفہ کے روز عصر کی نماز کے بعد رہائی مل گئی تھی۔

یہ اہل بیت کا فیضان ہے۔

یہ اہل بیت کی عطا ہے۔

یہ اہل بیت کی عنایت ہے۔

یہ اہل بیت کا کرم ہے کہ ان کے منہ سے جو بات نکل گئی وہی سچ ہو گئی جس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمادیا اُسی وقت رہائی نصیب ہوگئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی شان وعظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

آپ کے شاگردوں میں امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی نادر روزگار شخصیت بھی ہیں جو کہ حنفیوں کے سالار ہیں۔

جو اہلسنت مسلک فقہ حنفی کے سرپرست ہیں۔

وہ امام اعظم جن کی تقلید حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کرتے ہیں۔ وہی امام اعظم حضرت امام باقر علیہ السلام کے مرید اور حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔

امام اعظم کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی قربت حاصل نہ ہوتی تو میرے پاس علم دین نہ ہوتا۔

یہ شان وعظمت امام جعفر علیہ السلام کی ہے آپ کے شاگردوں میں سائنس کے موجد جن کو انگلش سائنس دان بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جنہوں نے سائنس میں نئی جہتیں متعارف کروائی ہیں۔

جابر بن حیان یہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد ہیں انہیں جو کچھ بھی ملا یہ حضرت امام جعفر صادق کے صدقہ سے ملا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق کے اقوال آج بھی نسل انسانی کے لئے اُستاد کا درجہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ سینکڑوں علوم وفنون آپ سے منسوب ہیں۔ علم جفر بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہے اور درحقیقت یہ سارا فیضان باب العلم حضرت سیدنا ومرشدنا مولی علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

چادر مل گئی

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک چادر خریدی اور ارادہ کیا کہ یہ چادر کسی کو ہرگز نہ دوں گا بلکہ میں اپنے انتقال کے بعد اس کا کفن بناؤں گا لیکن کسی جگہ چادر گم ہوگئی جب عرفات سے مروہ میں واپس آیا تو چادر کے

گم ہونے کا بہت دکھ ہوا پھر جب میں صبح سویرے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آیا تو مسجد خیف میں بیٹھ گیا اور اچانک ایک آدمی جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تھا آکر کہنے لگا کہ تجھے امام صاحب بلا رہے ہیں میں بہت جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گیا آپ نے میری جانب گہری نظر سے دیکھ کر فرمایا!

کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہیں تمہاری چادر مل جائے جو تمہیں تمہاری موت کے بعد کفن کا کام دے۔

اُس نے عرض کیا! اے ابن رسول اللہ مل جائے تو بہت بہتر اس لئے کہ وہ تو کافی دنوں سے گم ہو چکی ہے۔

آپ نے اپنے غلام کو آواز دی وہ چادر لے آیا، میں نے دیکھا وہی چادر تھی، آپ نے فرمایا! اسے لے لو اور ربّ کا شکر ادا کرو۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! اللہ والے دل کی بات جانتے ہیں اور مصیبت پڑنے پر کرم فرماتے ہیں یہ چادر حضرت امام جعفر صادق کے پاس کیسے آئی وہ ایسے کہ آپ صاحبِ اختیار ہیں آپ نے تصرف و اختیار سے اس چادر کو حاصل کیا اور صاحب چادر کو لوٹا دی اور اس کے دل کی بات بھی بتا دی۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بتا کر واضح فرما

دیا کہ اللہ والوں سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اہل بیت اطہار جو کہ خون رسول ہیں ان کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔

شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگ علی اور کسی میں بوئے رسول

گائے زندہ ہوگئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز میں مکہ معظّمہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ ہم ایک جگہ سے گزرے جہاں پر ایک عورت مردہ گائے پر آہ وزاری کر رہی تھی، حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا! آیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تمہاری مُردہ گائے کو زندہ کر دے۔

عورت بولی! آپ ہم سے اس طرح مذاق کیوں کرتے ہیں میں تو پہلے ہی مصیبت میں مبتلا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے عورت سے فرمایا! میں تم سے مذاق نہیں کرتا اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے گائے کے لئے دُعا فرمائی گائے کے سر اور پاؤں پکڑ کر اُسے بلایا وہ گائے جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی پھر امام صاحب لوگوں میں چلے گئے اور وہ عورت آپ کی پہچان نہ کر سکی۔ (تذکرہ اولیائے عرب و عجم ص ۱۲۸)

زندہ کرنا اور مارنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن انبیائے کرام، اور اولیائے کرام اللہ کی عطا سے مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں اور اس بات پر قرآن اور حدیث میں دلائل موجود ہیں۔

- ☆ اولیاء کا رہنا ☆ اولیاء کا کھانا
- ☆ اولیاء کا سونا ☆ اولیاء کا جاگنا
- ☆ اولیاء کی عبادت ☆ اولیاء کی ریاضت
- ☆ اولیاء کا اخلاق ☆ اولیاء کی گفتگو

اولیاء کا کلام سب رضائے الٰہی کی خاطر ہوتا ہے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں مل جاتی ہے تو ولی اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے اس کی زبان میں تاثیر آ جاتی ہے اور پھر اللہ والے جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔

انبیاء کرام کے مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات قرآن پاک میں بیان کیے گئے ہیں اسی طرح احادیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات بیان کیے گئے ہیں۔

چار پرندے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز ایک جماعت کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

حاضر تھا تو آپ نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا! پرندوں میں سے چار پرندے پکڑیں اور پھر ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت آپس میں ملا دیں اور مختلف پہاڑوں پر رکھ کر انہیں اپنی طرف بلانے کا حکم فرمایا تو کیا وہ پرندے ہم جنس تھے یا یہ کہ مختلف جنس؟

پھر فرمایا! اگر تم طلب کرو تو تمہیں ویسا ہی کر کے دکھا دیں۔

ہم نے کہا! ہاں

آپ نے فرمایا! اے مور ادھر آ جاؤ۔ اسی وقت مور حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا! اے کوے ادھر آ جاؤ۔ فوراً ایک کوا حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا! اسے باز ادھر آ جاؤ۔ اسی وقت ایک باز حاضر ہو گیا۔

پھر فرمایا! اے کبوتر اِدھر آ وَ۔ فوراً ایک کبوتر حاضر ہو گیا۔

جب چاروں پرندے آ گئے تو آپ نے فرمایا! انہیں ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور ایک کا گوشت دوسرے سے ملا دو لیکن ہر ایک کے سر کی حفاظت کرنا۔

پھر آپ نے مور کے سر کو پکڑ کر فرمایا! اے مور

ہم نے مشاہدہ کیا کہ مور کی ہڈیاں، مور کے پر اور مور کا گوشت اُس کے سر کے ساتھ مل گئے اور وہ ایک صحیح سالم مور بن گیا اسی طرح دوسرے

تینوں پرندوں سے واسطہ پڑا تو وہ بھی زندہ ہو گئے۔

(شواہد النبوت)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اطمینان قلب کے لئے پرندوں کو ذبح کر کے اُڑایا تو اُڑ گئے ان پرندوں کو حکم ظاہری طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیا تھا اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا تھا۔

معلوم ہوا کہ حقیقت میں زندگی اللہ ہی عطا فرماتا ہے لیکن جب اللہ کے بندے اپنے منہ سے کچھ کہہ دیں تو پھر بحکم رب تعالیٰ پرندوں کو زندگی بھی مل جاتی۔

قارئین جو حضرات مردہ پرندوں کو زندگی عطا فرماتے ہیں کیا وہ خود مرجائیں گے۔

پھول بن کر اپنی قربت سے نکل آتے ہیں یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتے ہیں یہ
مر گئے جہناں دے اوہو ای کہن مر گئے
ساڈا ہر اک تاجدار زندہ
ساڈا نبی زندہ ساڈے ولی زندہ
ہر مزار زندہ ہر دربار زندہ
داتا صاحب زندہ بابا صاحب زندہ

تے بغداد وچہ غوث سرکار زندہ

صائمؔ ولیاں دی گل نے اک پاسے

رہن ولیاں دے خدمت گزار زندہ

(علامہ صائمؔ چشتیؒ)

وہی معجزہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوا وہی کرامت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظاہر ہوئی۔

جنت میں سرائے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دس ہزار دینار لے کر حاضر ہوا اور کہا! حضور میں حج کرنے کے لئے جا رہا ہوں آپ میرے اس پیسے سے کوئی سرائے خرید لینا تاکہ میں حج سے واپسی پر اپنی اولاد کو لے کر رہنا شروع کر دوں۔

حج سے واپسی پر وہ شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا! میں نے تمہارے لئے بہشت میں سرائے خرید لی ہے جس کی پہلی حد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دوسری حد حضرت علی المرتضیٰ پر تیسری حد حضرت حسن مجتبیٰ پر اور چوتھی حد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتی ہے اور یہ لو میں نے پروانہ تحریر کر دیا ہے۔

وہ شخص یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور یہ پروانہ لے کر اپنے گھر چلا

گیا اور گھر جاتے ہی بیمار ہو گیا اور وصیت کی کہ اس پروانے کو میرے وصال کے بعد میں قبر میں رکھ دینا۔

گھر والوں نے دفن کرتے وقت اُس پروانے کو قبر میں رکھ دیا، پھر دوسرے دن دیکھا کہ وہی پروانہ قبر پر پڑا ہوا تھا اور اس کے پیچھے تحریر تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

کلبی کا انجام

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے سولی پر چڑھایا گیا تو حاکم عباس کلبی نے یہ دو بیت پڑھے۔

صبلنا لکم زیدا علی جزع نخلته

والکم ارامھدیا علی الجزع بصلب

وقتم بعثمان علیسا سفاھة

وعثمان خیر من علی واطیب

ہم نے زید کو کھجور کے تنے پر پھانسی دے دی اور میں نے کبھی ہدایت یافتہ شخص کو تختہ دار پر لٹکتے نہیں دیکھا تم نے حماقت کے سبب سے حضرت علی کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھا دیا حالانکہ حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پاک اور بہتر تھے۔

اے اللہ! اگر تیرا بندہ واقعی جھوٹا ہے تو تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے

پھر اسے بنو اُمیہ نے کوفہ بھیج دیا لیکن اسے راستہ میں شیر نے پھاڑ دیا جب یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ نے سر سجدہ میں رکھ کر کہا!

"الحمد للّٰہ الذی انجزنا ما وعدنا"

''تمام تعریفیں اس رب کے لئے ہیں جس نے ہم سے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا۔'' (شواہد النبوۃ)

ہمارا اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ شان و عظمت عطا کرنے والے رسول اللہ حبیب خدا احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور آپ ہی نے اپنے صحابہ کو بھی اور اپنی اہل بیت کو بھی فضیلت عطا فرمائی ہے کتنی فضیلت عطا فرمائی ہے اس بارے میں ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے۔

لیکن یہ بات برحق ہے کہ اہل بیت اطہار کو جو خوبصورت قربت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہے اس کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جانتے تھے اسی لئے وہ اہلبیت اطہار کا ادب و احترام کرتے ہیں۔

رسول پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو

(علامہ صائم چشتیؒ)

حالات وکرامات

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے ساتویں امام ہیں۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی موسیٰ اور کنیت کاظم ہے آج جتنے بھی کاظمی سادات ہیں سب کے سب آپ کی ہی اولاد پاک میں سے ہیں۔

ولادتِ مبارکہ

حضرت سیدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت مبارکہ سن ۱۲۸ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی ولادت ابواء جو کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے درمیانی مقام پر ہوئی جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی وہ دن اتوار کا دن تھا اور صفر کی دس تاریخ تھی۔

حضرت سیدّ نا امام موسیٰ کاظم کی والدہ محترمہ حمیدہ بربریدہ تھیں اور آپ کا خاصہ یہ تھا کہ آپ حلم میں بہت بڑھ کر تھیں۔

آپ میں بہت زیادہ شفقت اور نرمی تھی آپ نے اپنی ساری زندگی کسی کو تنگ بھی نہ فرمایا اور دشمنوں کو بھی معاف فرمادیا کرتے تھے آپ اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔

آپ کے القابات

حضرت مومن شبلنجی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کے القاب صابر و صالح، کاظم اور امین ہیں آپ کا سب سے مشہور لقب کاظم ہے اور کنیت ابوالحسن ہے۔ (نورالابصار ص ۳۴)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مقام

اہل علم فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام امام کبیر، یکتائے زبان، بزرگ، حجتہ الاسام اور بہت بڑے عالم اور شب بیدار تھے۔ ساری رات کھڑے ہو کر نماز میں بسر فرماتے اور دن روزے کی حالت میں گزارتے تھے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بڑے بردبار اور تحمل کے پیکر تھے۔ آپ زیادتی کرنے والوں سے درگزر فرماتے اسی لئے آپ کو کاظم کہا جاتا ہے۔ (نورالابصار ص ۳۵)

جانشین حیدر کرار

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس اپنے جد امجد تاجدارِ مدینہ حضرت سیدنا محمد صلی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان خاص تھا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حق گو تھے اور حق بیانی میں آپ

کسی سے نہ ڈرتے خلفائے وقت بھی آپ سے خائف رہتے اس کے ساتھ ساتھ آپ نے شریعت وطریقت میں اپنے فرائض کو اس طرح نبھایا جیسے نبھانے کا حق تھا آپ کے عہد کے تمام اولیاء اللہ آپ سے اکتساب فیض فرماتے رہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جرأت وشجاعت کا پیکر ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آل محبوب داور ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام روحانیت کے علم بردار ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ولیوں کے سردار ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اولیاء کے شہریار ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جانشین حیدر کرار ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی تمام حیات طیبہ فرامین رسول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گزاری۔

یہ اس خاندان نور کے فرد ہیں جو اپنے کمالات وفضائل میں یکتا ہے جن کے تقدس پر ملائکہ سلام بھیجتے ہیں۔

جن کی بلندی پر عرش عقیدتوں کے پھول نچھاور کرتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ساری حیات طیبہ کا مطالعہ کریں۔ آپ کی زندگی اُسوۂ رسول کا نمونہ نظر آتی ہے۔ علم وفضل کمال و

جمال، عبادت وزہد میں آپ یکتا ہیں۔

آپ کی سخاوت

صرف یہی نہیں سخاوت میں بھی آپ مثل حیدر و شبیر تھے خود بھوکے رہ کر مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے۔ فقراء کی مدد فرماتے اور دونوں ہاتھوں سے مال و دولت تقسیم فرماتے اور طلب گاروں میں روحانیت بھی تقسیم فرماتے۔

وصال

آپ ہارون رشید کی قید میں شہید ہوئے اور اپنا روحانی ورثہ حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام کو بروز جمعۃ المبارک ۲۵ رجب ۱۸۶ ہجری کو سپرد فرما کر واصل بحق ہوئے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کرامات

عجیب وغریب بات

حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دوران سفرحج سرزمین قادسیہ میں جانکلا وہاں میں نے ایک حسین وجمیل اور بلند قامت نوجوان کو دیکھا جو پشمینہ کے لباس میں ملبوس تھا اور کندھے پر ایک شملہ آویزاں تھا اور پاؤں میں جوتا پہنے ہوئے تھے، وہ کثیر لوگوں سے ہوتا ہوا ایک جگہ اکیلا آکر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ نوجوان صوفیاء کے گروہ سے معلوم ہوتا ہے اور آرزومند ہے کہ اس سفر میں مسلمان میری مدد کریں اس لئے بہتر ہے کہ میں اسے جا کر اس سے روکوں تاکہ وہ اس کام سے پیچھے ہٹ جائے، جب میں اس کے پاس آگیا تو اس نے مجھ سے کہا! اسے شفیق!

"اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔"

"کثیر گمانوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ یہ کہا اور چل دیا۔"

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ عجیب بات ہوئی کہ اس نے میرا نام اور مافی الضمیر کہہ دیا ہے یہ کوئی نہایت نیک اطوار شخص ہے مجھے اس سے اپنے خیال کی معذرت کرنی چاہیے، میں نے ہر چند تیز چلنے کی سعی کی لیکن میں اسے نہ پاسکا۔

پھر دوسری منزل پر پہنچے تو اسے نماز میں دیکھا اور اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

میں نے پھر چاہا کہ اس سے معذرت طلب کروں گا پھر چند منٹ کے بعد میں اس کی جانب چل دیا پھر اس نوجوان نے کہا! اے شفیق اس آیت کی تلاوت کرو۔

"وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔"

"اور میں تو ہر اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور صالح عمل کیے، پھر ہدایت پائی۔"

یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر جلا دیا میں نے خیال کیا کہ یہ شخص ابدال ہے جس نے دوبارہ میرے دل کے خیال کو بھانپ لیا۔

پھر ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے اسے ایک کنوئیں پر کھڑا پایا اور اس کے ہاتھ میں ایک چرمی ڈول تھا جس سے وہ پانی نکالنا چاہتا تھا لیکن وہ پانی ابھی نکال رہا تھا کہ ڈول ہاتھ سے کنوئیں میں جا گرا اُس نے آسمان کی

طرف منہ کر کے کہا!

" انت ربی اذا ظلمت الماء وقوتی اذا اردت الطعام

اللّٰھم سیدی الی غیرھا فلا تقدیما۔"

''تو میرا ربّ ہے جب میں ظلم کروں تو بیشک میرے لئے

کھانا فراہم کرتا ہے جب میں کھانے کا ارادہ کرتا ہوں

اے میرے اللہ اے میرے سید اور تیرے غیر کی طرف

قدم نہ اُٹھے۔''

بخدا میں نے پانی کو اوپر آتے ہوئے دیکھا تو اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ڈول کو پانی سے اُٹھالیا اور اس سے وضو کر کے چار رکعت نماز ادا فرمائی، پھر وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف چل پڑا اور اپنی مٹھی میں تھوڑی سی ریت پکڑ کر اس ڈول میں ڈال دی پھر اُسے خوب ہلایا اور پی گیا۔

یہ دیکھا تو اس کے پاس گیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔

میں نے نوجوان سے کہا! اے نوجوان مجھے کھانا کھلایئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دے رکھا ہے۔

اُس نوجوان نے کہا! اے شفیق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہمیشہ ظاہر و باطن کی نعمتیں ملتی رہتی ہیں اس لئے تو اس کے بارے میں نیک گمان رکھ۔

پھر اُس نے مجھے وہی ڈول دیا جس سے میں نے پانی پی لیا اور اس

میں ستو اور شکر تھے۔ اللہ کی قسم! اس سے شیریں اور لذیذ پانی میں نے کبھی نہیں پیا تھا۔ میں خوب سیر شکم ہو گیا یہاں تک کہ مجھے چند روز تک اکل و شراب کی خواہش نہ رہی۔ ازاں بعد وہ مجھے نظر نہ آیا۔

پھر جب ہم مکہ معظّمہ پہنچے تو میں نے اسے نماز تہجد میں دیکھا وہ نہایت خشوع سے نماز میں مشغول تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہ سلسلہ تمام رات جاری رہا۔

صبح ہوئی تو نمازِ فجر کے بعد طواف میں مشغول ہو گیا، پھر طواف کر کے باہر چلا گیا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

پھر میں نے دیکھا کہ اب اس کے ہاں کئی خادم تھے اور کثیر التعداد افراد اس کے اگرد گرد تھے اور سلام عرض کر کے یا ابن رسول اللہ کے نام سے پکار رہے تھے، میں نے لوگوں سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ میرے منہ سے برجستہ نکلا کہ اس سید سے اس قسم کے عجائب و غرائب کا ظہور کوئی تعجب کی بات نہیں۔

(تذکرہ اولیائے عرب و عجم ص ۱۳۸)

اس واقعہ میں سید السادات حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بہت سی کرامات ظاہر ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کنوئیں کا پانی

خود بخود اوپر آ گیا۔ یہ اولیاء اللہ کی نظر کا کمال ہوتا ہے کہ پانی بھی ان کا کہنا مانتا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو جب ہندوستان کے راجہ کے فوجیوں نے کنوئیں کے قریب سے اُٹھایا۔ آپ نے فرمایا! ٹھہرو میں پانی لے لوں جب آپ نے اپنا لوٹا پانی میں ڈالا تو سارے چشمے کا پانی لوٹے میں آ گیا نیز حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے جد امجد ہم سب کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے بارے میں خالق کائنات فرما رہا ہے!

"وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ"

وہ ہستی جن کی شان!

"وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی"

وہ کملی والے آقا جن کے چہرۂ اقدس کا ذکر قرآن پاک کر رہا ہے۔

"وَالضُّحٰی"

جن کی زلفوں کا ذکر قرآن پاک کر رہا ہے!

"وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی"

وہ ہستی جب کڑوے پانی میں اپنا لعابِ دہن ڈالتے ہیں تو وہ پانی میٹھا ہو جاتا ہے اگر پانی کی قلت ہو تو آپ کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے نکلتے ہیں اور محدثین اس پانی کو آبِ زم زم و آبِ کوثر سے افضل کہتے ہیں۔

تو حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا کہنا پانی مان رہا ہے تو یہ سارا فیض و کرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

آپ نے پہلے ہی یہ خبر دے دی کہ آئندہ وہ مجھے ضرر پہنچائے گا اور ایسا ہی ہوا اگر آپ چاہتے تو تصرف واختیار سے اس بات کو ٹال سکتے تھے لیکن آپ اختیاری طور پر رضائے الٰہی پر شکر گزار ہو گئے۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کیونکہ آپ اس ہستی کی اولاد میں سے ہیں جنہوں نے کربلاءِ معلیٰ میں سب سے بڑا امتحان دیا اور اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی لب سے شکوہ نہ کیا۔

نجات کا حصول

ایک شخص نے بیان کیا کہ جب حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مہدی نے پہلی بار بغداد میں بلوایا تو آپ نے مجھے ضروریات زندگی بازار سے خریدنے کو کہا! جونہی آپ کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی تو آپ نے بہت غمگین دیکھا اور فرمایا اے فلاں کیا بات ہے تم پریشان سے ہو؟

میں نے کہا! پریشان کیوں نہ ہوں آپ ایک ایسے ظالم کے پاس جا رہے ہیں جس کے پاس جانے کا انجام معلوم نہیں کیا ہو گا۔

آپ نے فرمایا! کوئی ڈر نہیں میں فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو واپس آ جاؤں گا لہٰذا تم پہلی رات میرا انتظار کرنا۔

میں نے اُس دن سے دن رات شمار کرنا شروع کر دیئے، وعدے کا دن آیا تو میری انتظار کشی کوئی رنگ نہ لائی، آفتاب غروب ہو گیا لیکن مجھے کوئی شخص آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔

میرے دل میں شیطان لعین نے وسوسے ڈالے مجھے عراق کی جانب سے تاریکی نظر آئی اور حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس تاریکی کے آگے آگے ایک خچر پر سوار یہ آواز دے رہے ہیں۔ اے فلاں! اے فلاں!

میں نے کہا! اے ابن رسول اللہ میں حاضر ہوں۔

آپ نے فرمایا! قریب تھا کہ تم وہم وگمان میں پڑ جاتے۔

میں نے عرض کیا! بالکل میرے آقا یہی بات تھی، پھر میں نے کہا الحمد اللہ کہ آپ کو اس ظالم سے نجات مل گئی۔

آپ نے فرمایا! وہ ایک بار اور مجھے بلائے گا اور پھر مجھے نجات نہ ملے گی۔ (شواہد النبوت)

مکان گرنے کی خبر دینا

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ شریف میں مجاوِر تھا اور میں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اور میں کثرت سے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں رہتا، ایک روز شدت کی بارش ہوئی، میں بارشی لباس

پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

آپ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا! اے فلاں ابھی ابھی اپنے گھر چلے جاؤ کیونکہ بارش کی وجہ سے تمہارے مکان کی چھت گر گئی ہے اور تمہارا مال ومنال نیچے آ کر دب گیا ہے۔

میں واپس آیا تو دیکھا کہ میرے مکان کی چھت گر گئی ہے میں نے چند آدمیوں کو کرایہ پر لیا جنہوں نے میرا سامان نیچے سے نکالا، صرف ایک طشتری گم ہو گئی اس سے میں وضو کرتا تھا۔

آپ کو علم ہوا تو آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا! میرا خیال ہے کہ تم اسے کسی جگہ بھول گئے ہو۔ جاؤ اپنی سرائے کے مالک کی کنیز سے دریافت کرو کہ میری طشتری تم نے تو نہیں اُٹھائی، اگر اُٹھائی ہے تو مجھے واپس دے دو وہ تمہیں واپس دے دے گی۔

میں نے واپس جا کر کنیز سے کہا! میں فلاں جگہ اپنی طشتری بھول گیا تھا تم آئی تھی اور اُٹھا کر لے گئی تھیں وہ مجھے واپس کر و تا کہ میں وضو کرلوں۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! اللہ کی عطا سے اللہ کے پیاروں سے لوح محفوظ کی تحریر بھی نہیں چھپی ہوتی۔ اسی لئے وہ اسے اُمور سے بھی واقف ہو جاتے ہیں جن سے دوسرے آگاہ نہیں ہوتے۔

جب حضور کے چچا حضرت عباس جب مسلمان نہ ہوتے تھے، گرفتار کر کے لایا گیا تو سرکار نے فرمایا! اے چچا تم فدیہ دے کر جا سکتے ہو۔

حضرت عباس نے کہا! بھتیجے میرے پاس تو پیسہ ہی کوئی نہیں ہے، سرکار نے فرمایا! چچا یاد کرو جب تم نے فلاں وقت چچی کو سونے کی اشرفیوں کی تھیلی دی تھی کہ سنبھال کر رکھنا بعد میں کام آئیں گی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے جب یہ بات سنی تو حیران رہ گئے اور کہا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا وہاں تو کوئی تیسرا نہ تھا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! چچا جان مجھے علم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا جو بات دوسروں سے اُوجھل ہوتی ہے اللہ کی عطا سے اللہ والے اسے جان جاتے ہیں۔

پانی کہا مانتا ہے

ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ جب آپ بصرہ تشریف لے گئے تو میں مدائن کے نزدیک آپ کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوا۔ ہمارے عقب میں ایک کشتی تھی جس میں ایک عورت بھی تھی جس نے اپنے خاوند کے ساتھ سہاگ رات منائی تھی اچانک اس کشتی سے شور برپا ہوا۔ آپ نے پوچھا! یہ شور کیسا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ! کشتی میں دلہن میری جا رہی ہے کچھ وقت گزرا تو شور سنائی دیا۔ آپ نے دریافت کیا یہ شور کیسا ہے؟

لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کشتی میں بیٹھی ہوئی دلہن نے دریا سے تھوڑا سا پانی لینا چاہا تو اس کا طلائی کنگن پانی میں گر گیا اور اس کے غم میں آہ زاری کر رہی ہے۔

آپ نے فرمایا! کشتی کا خیال رکھنا، لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر آپ نے فرمایا! کشتی کے ملاح سے بھی کہہ دو کہ کشتی کی حفاظت کرے۔

کشتی کنارے پر لگی تو آپ نے منہ میں کچھ پڑھنا شروع کیا اور پھر ملاح سے فرمایا! وہ کپڑا باندھ کر پانی میں چھلانگ لگائے اور کنگن کو پکڑ لے۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ نے فرمایا تو کنگن پانی کے اوپر تیرنے لگا اور ملاح نے چھلانگ لگا کر کنگن کو پکڑ لیا۔

(شواہد النبوت)

دریائے نیل کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط پڑھنے کا واقعہ تو بہت مشہور ہے۔

ایسے ہی مولائے کائنات کا ایک واقعہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

بات یہ واضح ہے کہ دریا بھی اللہ والوں کا کہا مانتا ہے۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حکم پر اس خاتون کا کنگن دریا کے پانی نے اُوپر کی طرف پھینک دیا جو لوگ اپنے عقیدہ کو قرآن وحدیث کے مطابق رکھتے ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ہو جانا تعجب خیز نہیں کیونکہ کرامت تو ہوتی ہی وہ ہے جو عقل کو عاجز کرے۔

دستِ اقدس کی برکت

ایک روای نے بیان کیا کہ ہمارے رفقاء میں سے ایک کے پاس سو دینار تھے جو اس نے مجھے دے دیئے تا کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں۔

میرے پاس بھی ایک چیز تھی، جب میں مدینے پہنچا تو غسل وغیرہ کرنے کے بعد اپنے مال واسباب کو صاف کیا اور شخص سے مشک وغیرہ لے کر اُن پر چھڑکا پھر جب میں نے اس شخص کے مال کو گنا تو ننانوے دینار نکلے۔ پھر دوبارہ گنا تو اتنے ہی تھے۔ لہٰذا ایک دینار میں نے اپنے پاس سے شامل کیا، رات ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری جان آپ پر قربان ہو میرے پاس کچھ رقم ہے جس سے میں قربِ حق حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا! لے آؤ۔

میں اپنے دینار آپ کی خدمت میں لے گیا اور عرض کیا! آپ

کے غلام نے بھی مجھے ایک چیز دی ہے۔

آپ نے فرمایا! لے آؤ۔

میں نے تھیلی پیش کی تو آپ نے فرمایا! زمین پر رکھ دو۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر پھیرا تو میرا دینار علیحدہ ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا! میں وزن پر اعتماد کرتا ہوں عدد پر اعتماد نہیں کرتا۔

(شواہد النبوت)

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے اشاروں کی منتظر ساری کائنات ہوتی ہے جیسا کہ اس کرامت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ والوں کے ہاتھ پھیرنے سے ناجائز مال علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ مبارک کی یہ برکت ہے تو ان کی روحانی طاقت کا عالم کیا ہوگا جیسا کہ ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔

کہ ایک شخص حرام کی کمائی سے ان کے گھوڑے کے لئے چارہ لایا لیکن گھوڑے نے چارہ نہ کھایا اللہ کے ولی نے فرمایا! کہ بھئی ہمارا گھوڑا حلال کا چارہ کھاتا ہے۔

اُس شخص نے کہا! جناب جانور کو حلال وحرام کی کیا تمیز ہو سکتی ہے۔

آپ نے اُسے روپیہ دیا اور فرمایا چارہ لاؤ، وہ چارہ لایا تو گھوڑا کھانے لگا۔ بعد میں اُس شخص نے اپنا لایا ہوا چارہ ڈالا تو گھوڑے نے پھر

نہ کھایا۔

اللہ کے ولی نے فرمایا کہ ہمارے تو جانور بھی حلال وحرام کی تمیز رکھتے ہیں۔

معلوم ہوا جن کے جانور حرام مال اور حلال مال کو پہچانتے ہوں تو پاکیزہ نفوس کیسے حرام مال کھا سکتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو سادات کرام پر صدقہ بھی حرام فرما دیا ہے۔ زکوٰۃ بھی حرام فرمادی ہے، وہ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کی میل ہوتی ہے سیدّ زادوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔

مال کی برکت

ایک راوی نے بیان کیا کہ علی بن یقطین وغیرہ نے مجھ سے کہا! فلاں آدمی کے ساتھ کوفہ جاؤ اور وہاں سے دو سواریاں خرید کر کے یہ خط اور یہ مال حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر کی خدمت میں پہنچادو۔

میں کوفہ گیا اور اُس شخص کے ساتھ دو سواریاں خریدیں جب مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو ایک جگہ قیام کر کے کچھ تناول کیا اور اچانک ہماری نگاہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام پر پڑی جو ایک خچر پر سوار تشریف لا رہے تھے۔ ہم تعظیماً کھڑے ہو گئے اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کی۔

آپ نے فرمایا! تمہارے ہاں جو کچھ بھی ہے حاضر کرو۔

ہم نے سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر وہ خط بھی آپ کو دے دیا۔ آپ نے کچھ خط آستین سے نکال کر فرمایا! یہ تمہارے خطوں کے جواب ہیں اب خدا کی حفاظت میں واپس لوٹ جاؤ۔

میں نے عرض کیا کہ ہمارا راستہ کا خرچہ ختم ہو چکا ہے اگر اجازت ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے فارغ ہونے کے بعد راستہ کا خرچہ بھی لے لیں۔

آپ نے فرمایا! کیا تمہارے پاس کچھ توشہ بچا ہوا ہے؟

ہم نے عرض کیا! ہاں

آپ نے فرمایا! اسے میرے پاس لے آؤ۔

ہم نے حاضر کر دیا، آپ نے اُسے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ زادِ راہ تمہارے لئے کوفہ تک کافی ہے تم بحفاظت خداوندی واپس چلے جاؤ۔ آپ کے ارشادِ حالیہ کے مطابق ہم واپس لوٹ آئے اور وہ راستہ کا خرچ بھی کوفہ میں آکر باقی بچ گیا۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! یہ اہل بیت اطہار کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بڑی برکت رکھی ہے اور یہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کرامت ہے کہ ان کے ہاتھ مبارک لگنے سے ہی اس مال میں ایسی برکت

پیدا ہوئی کہ مال میں تنگی نہ ہوئی اور یہ سارا فیضان کملی والے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے جن کی یہ آل پاک ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ برکت اپنے جدامجد سے ہی حاصل ہوئی ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس چیز کو ہاتھ لگاتے تھے اس میں برکت آجاتی تھی۔

مولائے کائنات کے ہاتھ میں بھی یہ کمال تھا کہ جس چیز کو ہاتھ لگاتے اُس میں برکت آجاتی تو یہ آل اطہار کا خاصہ ہے۔

حالات و کرامات
حضرت امام علی رضا علیہ السلام

حضرت سیدنا امام علی رضا بن حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک سو اڑتالیس ہجری میں پیدا ہوئے۔

آپ آٹھویں امام ہیں اور نام نامی حضرت علی بن موسیٰ علیہ السلام ہے۔ آپ کی کنیت مبارکہ ابوالحسن اور لقب رضا ہے چنانچہ آپ مشہور بھی اپنے لقب مبارک کی وجہ سے ہیں کہ اکثر لوگ امام رضا نام ہی سمجھتے ہیں۔

حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اکثر یہی فرمایا کرتے تھے کہ میرے صاحبزادے کو رضا کے نام سے پکارا کرو۔

آپ کی ولادت

ولادت مبارک کے سن کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

مومن شبلنجی کے مطابق آپ ۱۴۷ یا ۱۴۸ ہجری کو پیدا ہوئے جبکہ حضرت جامی کے قول کے مطابق آپ کا سن ولادت ۱۵۳ ہجری ہے۔

آپ کا چشمہ فیض اپنے آباء کی مثل ہی جاری وساری تھا۔

حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام سے فیض محبت حاصل کرنے والوں میں حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سرِی سقطی رحمتہ اللہ علیہ جیسی نادر روزگار شخصیات بھی شامل ہیں بلکہ حضرت سرِی سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اسلام بھی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہاتھ پر قبول کیا۔

(الصوائق المحرقہ ص ۶۷۸)

دنیائے اسلام کی امامت

حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام اپنے والد گرامی کی مسند مبارک پر جب جلوہ گر ہوئے تو آپ نے دنیائے اسلام کی امامت کے فرائض نبھائے۔

امام موسیٰ کاظم کا خواب

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم کو خواب میں دیکھا۔

حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا تیرا بیٹا علی امام رضا اللہ کے نور سے ہیں۔

اور تیرا بیٹا رب تعالیٰ کی حکمتیں بیان کرے گا اور اس کی رائے اس

کی بات ہر قسم کی خطا سے پاک ہوگی یہ بیٹا جاہل نہیں بلکہ عالم ہوگا اور اس کی مجلس میں تمام علماء و حکما بیٹھا کریں گے۔

قارئین کرام!

حضور علیہ السلام نے جو ارشاد فرمایا حق فرمایا حدیث پاک ہے ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے منہ سے جو نکلتا ہے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

اور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا فرمان مقدس تھا جو پورا ہوا اور حضرت امام کاظم علیہ السلام کے صاحبزادے اہل زمین کو ہدایت کا نور عطا کرنے کے لئے پیدا ہوئے۔

اپنے آبا کا رنگ

حضرت سیدنا امام کاظم علیہ السلام رب تعالیٰ کے چھپے ہوئے اسرار بیان فرماتے رہے۔ آپ پر حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام کا رنگ نمایاں تھا آپ کے روحانی فیض کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے زمانے اور آپ کے بعد آنے والے تمام اولیاء نے آپ کو اپنا سالار و سلطان تسلیم کیا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی سیادت بے مثال۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شجاعت بے مثال۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی فضیلت بے مثال۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی کرامت بے مثال۔

آپ کے منہ سے نکلی ہر بات اٹل تھی۔

حضرت سیدنا امام علی رضا اپنا روحانی ورثہ اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا جواد علیہ السلام کے سپرد فرما کر ۵۵ سال کی عمر مبارکہ میں ۲۰۴ ہجری صفر کے آخری عشرہ میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی کرامات

حضرت دعبل بن علی الخزاعی جو اپنے دور کا عظیم اُستاد تھا۔ اس نے کہا کہ جب میں نے قصیدہ مدارس آیات خلت من تلاوۃ لکھا اور حضرت علی رضا کی خدمت میں پیش کیا تو اس وقت خراسان میں مامون کا ولی عہد بھی موجود تھا۔ میں نے اسے بھی سنایا تو اس نے اسے بہت پسند فرمایا اور یہ کہ قصیدہ کو کسی کے سامنے نہ پڑھنا ماسوا اس کے کہ جسے میں کہوں۔

یہ خبر جب مامون الرشید کو پہنچی تو اُس نے مجھے دربار میں بلایا اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد کہا اے دعبل! قصیدہ و مدارس آیات سناؤ۔

میں نے اِدھر اُدھر کی لگائی۔

پھر مامون نے حضرت علی رضا علیہ السلام کو بلایا آپ تشریف لے آئے تو مامون نے کہا۔ اے ابوالحسن میں نے دعبل سے قصیدہ و مدارس کی آیات سنانے کو کہا تھا مگر اس نے نہ سنایا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے فرمانے پر میں نے قصیدہ پڑھا تو آپ نے بہت پسند کیا مامون نے قصیدہ سن کر پچاس ہزار دینار دیئے اور

اتنے ہی دینار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیئے۔

دعبل نے حضرت علی رضا کی خدمت میں عرض کی۔ اے میرے سردار میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا عطا فرمائیں جو موت کے بعد میرا کفن ہو۔

آپ نے دعبل کو ایک کرتہ اور تولیہ عطا فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا اے دعبل انہیں حفاظت سے رکھنا بلکہ ان کی وجہ سے تم بہت سی آفات و بلیات سے محفوظ رہو گے، بعدازاں دعبل نے عراق جانے کا قصد کیا راستہ میں انہیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ میرے پاس صرف پرانا کُرتہ بچا اور مجھے اس کرتے اور تولیے کا بہت افسوس تھا جو آپ نے مجھے عطا فرمائے تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں بہت حفاظت سے رکھنا یہ تمہارے محافظ ہونگے۔

میں بہت پریشان تھا کہ اچانک میں نے چوروں میں سے ایک چور کو گھوڑے پر آتے سوار کو دیکھا اس نے میرا جامہ بارانی زیب تن کیا ہوا تھا وہ میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور اپنے رُفقاء کا منتظر تھا۔ وہ سب کے سب آ گئے تو اس نے مدراس آیات خلق من تلاوۃ پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ روتا بھی رہا۔ دعبل نے دل ہی دل میں کہا یہ عجیب معاملہ ہے کہ یہ بھی اہل بیت کی محبت میں سرگرم ہے۔

دعبل کے دل میں یہ خواہش موجزن ہوئی کہ حضرت امام رضاء کی یہ دونوں چیزیں مجھے واپس مل جائیں تو کتنا اچھا ہوگا۔ دعبل نے کہا۔ اے سردار یہ قصیدہ کس کا ہے؟

سردار نے کہا! تجھے اس سے کیا واسطہ؟

دعبل نے کہا میں اس کے بارے میں علم رکھتا ہوں جو تجھے بتاؤں گا۔

سردار نے کہا! اس تصنیف کنندہ اس سے بھی زیادہ معروف ہے۔ دعبل نے دریافت کیا وہ کون ہے؟

سردار نے کہا! وہ دعبل بن علی جو آل محمد کا شاعر ہے۔

دعبل نے کہا! اے سردار میں ہی دعبل ہوں اور یہ قصیدہ بھی میری تصنیف ہے۔

سردار نے دعبل سے بہت سی باتیں دریافت کیں اور اہل قافلہ سے تمام حال واحوال دریافت کیے۔ ان سب لوگوں نے سردار سے کہا کہ واقعی دعبل اسی کا نام ہے اور یہی شاعر اہلبیت ہے۔

بعد ازاں ڈاکو نے اہل قافلہ سے جو مال لوٹا تھا سب واپس کر دیا کسی قسم کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی اور اپنی محافظت میں ہر خطرناک جگہ سے گزرے اسی طرح دعبل اور تمام قافلہ والے اس کُرتہ اور تولیہ کی برکت

سے محفوظ اپنی منزل پر جا پہنچے۔

دعبل کا قصیدہ یہ ہے:

ذکرت محل الربع من عرفات

فاسبکیت دفع العین بالعبرات

مدارس ایات خلت من تلاوۃ

ومنزل وحی مقفر العرضات

''آیات کو کھینچ کر پڑھ اس طرح اس کی تلاوت کو درست رکھ اس کے نازل ہونے کے سوا تو اس کا سامان گم ہو گیا۔''

لاال رسول اللّٰہ بالحتیف منی

وبالبیت والنعریف والحجرات

آل رسول کے لئے سیدھا راستہ منیٰ سے اور خانہ کعبہ اور تعریف اور حجر ہے۔

دیار علی والحسین وجعفر

وخمزت واسجاد ذی التفنات

علی حسین اور جعفر کے گھر گھنی جھاڑیاں اور گرم تنور بے وقعت ہیں۔

دیار عفاھا جود کل معاند

ولم تعت بالایام والتنوات

ان کے گھروں میں معافی عام ہے اور ہر دشمنکے لئے

سخاوت ہے اور زمانہ کی دشوار نہیں بلکہ جھکاؤ ہے۔

دیار عبد اللہ والفضل صفوۃ

سلیل رسول اللہ ذی الدعوات

عبداللہ اور فضل کے گھر کھٹے دودھ اور سڑے ہوئے

پانی کی طرح صاحب دعوت رسول اللہ سے تسلی پاتے ہیں۔

منازل کانت الصلوٰۃ والمنقی

والمعصوم والتظہیر والحسنات

اللہ کی رحمت اور پرہیز گاری نازل ہوتی ہے

اور معصوم اور حسنات ظاہر ہوتی ہیں۔

منازل جبریل الامین یحلھا

من اللہ بالتسلیم والزکواۃ

جبرائیل امین کے کرتے کی جگہ وہ خلعت لاتے ہیں۔

اللہ کی طرف سے سلامتی اور ستھرائی ہے۔

منازل وحی اللہ معدن علمہ

سبیل الرضا شادو اضح الطرفات

اللہ کے وحی کی جگہ اس کے علم کی کان نہیں۔

ہدایت کا راستہ اور کناروں کو روشن کرتے ہیں۔

منازل وحی اللّٰہ ﷺ ینزل حولها

علی احمد الروحات والعدات

اللہ کی وحی اُترنے کی جگہ جوان کے اردگرد

نازل ہوتی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح

پر بے شمار درود۔

قاین الاولیٰ شطت بھم عزہ الری

افانین فی الاقطار مختلفات

وہ لوگ کہاں ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی کی

عزت دے ان کو عذاب کے ساتھ وہ مختلف کناروں

میں فنا ہونے والے ہیں۔

هم الی میراث النبی اذا نتموا

وهم خیر السادت وخیر ممات

وہ نبی علیہ السلام کی آل کے وارث ہیں اگر تم

جانو اور سعادت میں بہتر اور بہتر مرنے والے ہیں۔

مطاعیھم فی الاعسار کل مشھد

فقط شرفوا بالفضل والبرکات

ہر پریشان حاضر ہونے والے کو کھانا کھلانے والے ہیں۔

پس شرافت حاصل کروان کی فضیلت اور برکات ہے۔

اذالم شاخ اللہ فی صلواتنا

بذکرالم یقیل الصلواۃ

ہماری نمازوں میں اللہ نے ان پر دورد پڑھنے

میں بخل سے منع فرمایا ہے۔ان کے ذکر کے بغیر نماز

قبول نہیں ہوتی۔

ائلمتہ عدل بھدی یفعانھم

ولومن منھم ذلہ العشرات

عادل ماموں کوان کے افعال میں وہ ہدایت

دیتا ہے اوراگر ان میں سے کسی نے احسان جتایا تو اس

کو ذلیل کر دیتا ہے دس جہانوں میں۔

فیسارب زدقلبی وبصیرۃ

وزوجھم یارب فی الحسنات

پس اے میرے رب زیادہ کر میری بصارت

اور دل کی قوت کو اور اے نیکیوں کے ساتھ ان

کا جوڑا کردے۔

دیار رسول اللہ اصبحن مبلقعا

ودار زیاد امبحت حمرات

اور رسول اللہ کے دیار پاک میں میری صبح جلدی
کردے اور وہ گھڑی جس میں میں صبح کو زیادہ
سے زیادہ ان کی حمد بیان کروں۔

والرسول اللہ هلب رقاب هم

وال زیاد غلط القصرات

اور رسول اللہ کی آل پاک کی نرم زلفیں قائم
رہیں اور آل زیاد کے بال سخت اور کٹے ہوئے ہوں۔

وال رسول اللہ ندنی نحورهم

وال زیاد زینو الحجلات

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردنیں
بلند ہوں اور آل زیاد کے حجلہ عروسی کو مزین کر۔

وال رسول اللہ یسبی حریمهم

وال زیاد امنو السرایات

اور آل رسول اللہ کو حرام چیزوں سے دور رکھ

اور آل زیاد کو سراب جو دور سے دیکھتے ہیں پانی لگتا

ہے امن دے۔

وال زیدا فی القصور مصونته

وال رسول الله فی القلوات

اور زیاد کی اولاد میں پناہ دے اور آل رسول کو دلوں میں جا گزیں فرما

فیا وارثی علم النبی واله

علیکم السلام دائم الفضخات

پس اے علم نبی کے وارث اور ان کی اولاد تمہارے

اوپر ہمیشہ سلام ہو اور ہمیشہ بارش ہوتی رہے۔

لقد امنت نفسی بکم فی حیوتنا

وانی ارجوالان عند ممات

تحقیق میں اپنے نفس کے ساتھ تم پر اپنی زندگی میں

ایمان لایا اور مرنے کے بعد میں امن کا اُمیدوار ہوں۔

بعض روایات کے مطابق اس قصدیہ کے پچاس بیت اور بھی ہیں۔

جب دعبل قرات کرتے کرتے اس شعر پر پہنچے!

وقبوالبغداد النفس زکیه

تضمتها الرحمٰن فی العرفات

میرے پاک نفس کی قبر بغداد میں ہے۔ رحمٰن اس کو

عرفات میں پہنچادے۔

تو حضرت علی رضا نے فرمایا! اے دعبل اس جگہ ایک شعر کی نسبت میری طرف سے کرلوتا کہ تمہارا قصیدہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ دعبل نے کہا اے ابن رسول اللہ یہ بالکل درست ہے۔ حضرت علی رضا نے فرمایا!

وقبر بطوس یالھا من مصعة الجنت

علی الاحشار بالزفرات

دعبل نے پوچھا! ابن رسول اللہ یہ قبر کس کی ہوگی؟

حضرت علی رضاء نے فرمایا!

یہ قبر میری ہے اور بہت جلد اہل بیت سے محبت رکھنے والوں اور ان کے محبت کرنے والوں کی ہوگی جو بھی میری زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوگا۔ اس کا غربت میں میرا رفیق ہوگا اور یوم حشر میں بخشا جائے گا۔

(شواہد النبوت)

معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے کپڑے بھی نفع دیتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن و حدیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ جب حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام میں جدائی ہوئی

اور اپنے بیٹے کی جدائی میں باپ نے رو رو کر آنکھیں ختم کر لیں۔ آنکھوں سے نظر آنا بند ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سبب پیدا کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ہاتھ اپنے بابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی قمیض بھیجی تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض اپنی آنکھوں سے لگائی تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور بینائی واپس آ گئی۔

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر تو شفا اللہ تعالیٰ نے دی ہے لیکن اس کا وسیلہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض بنی تو ثابت ہو گیا کہ اللہ والوں کے کپڑے بھی مقدس اور متبرک ہوتے ہیں چنانچہ اس کرامت میں آپ کو بھی یہی بات نظر آ رہی ہے کہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے کُرتے نے بھی فضل و کمال دکھایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بزرگان دین اہل بیت عظام سے سچی محبت فرمائے۔ (آمین)

انوکھی ولادت

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ لئے اور چہرہ آسمان کی طرف کر کے تبسم فرمانے لگے اس طرح جس طرح کوئی گفتگو کرتا ہے اور دُعا مانگتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک رفیق نے مجھ سے کہا!

کیا تم علم رکھتے ہو کہ مغرب کے تاجروں میں سے کوئی آیا ہے یا

نہیں۔

میں نے کہا! مجھے اس کا علم نہیں۔

اُس نے کہا! آیا ہے۔

میں اس کے ہمراہ سوار ہو کر چلا آیا یہاں تک کہ ہم اس تاجر کے ہاں پہنچ گئے اُس نے ہمارے سامنے سات کنیزیں پیش کیں لیکن انہوں نے کسی کو قبول نہ فرمایا اور فرمایا! کوئی اور دکھاؤ۔

اُس نے کہا! اور تو کوئی نہیں مگر ایک کنیز ہے جو اکثر بیمار رہتی ہے آپ واپس چلے گئے اور پھر آپ نے مجھے دوسرے دن بھیجا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ قیمت دریافت کرو جتنی قیمت بھی طلب کرے اس دے کر خرید لو۔

میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا تو اس نے کہا! میں اس کنیز کی قیمت ایک پیسہ بھی کم نہ لوں گا۔

میں نے کہا! جو چاہو لے لو میں اسے خریدنے کی تیاری میں ہوں۔

اُس نے کہا! جاؤ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کر دی لیکن یہ بتا کہ اس کنیز کا خاوند کون ہو گا؟

میں نے کہا! وقت سے پہلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

اُس نے کہا! تجھے ایک بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ جب میں

نے اس کنیز کو مغرب کے ایک دور دراز شہر سے خرید لیا تو ایک اہل کتاب عورت کی مجھ پر نظر پڑی تو اس نے مجھ سے کہا! یہ کنیز کس کے لئے ہے؟

میں نے کہا! میں نے اپنے لئے خریدی ہے۔

وہ بولی! یہ کنیز ایسی نہیں کہ جو تیرے لئے ہو یہ تو کسی ایسے آدمی کے لئے ہے جو تمام دنیا میں بہتر انسان ہو کیونکہ اس کے شکم سے بہت جلد ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو بہت عظیم ہوگا جو مشرق و مغرب میں بے مثال ہوگا۔

راوی نے کہا کہ میں اس کنیز کو لایا تو کچھ دن یہ کنیز حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس رہی اور اس سے حضرت امام رضا پیدا ہوئے، حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور خواجۂ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو حضور علیہ لصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تیرا بیٹا علی اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے جو اس کی حکمتیں بیان کرے گا اس کی رائے سب پر فائق ہوگی جو خطا سے پاک ہوگی۔ وہ جاہل نہیں بلکہ عالم ہوگا اور اس محفل میں دانا اور اہل علم ہوں گے۔

(شواہد النبوت)

حاسدین کا انجام

جب خلیفہ مامون الرشید نے حضرت موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ولی عہد بنایا تو جب بھی آپ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تو تمام نوکر چاکر آپ کا استقبال کرتے اور مامون الرشید کے دروازے پر جو پردہ لٹکا ہوتا تو اسے اُٹھا دیتے تاکہ آپ اندر تشریف لے جائیں۔ (بالآخر اس بارے میں چند صالح آدمیوں کے چند اور آدمی سنت حرص وہوا میں اُلجھ گئے) اور حضرت رضا علیہ السلام تشریف لائے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے اور استقبال کر کے پردہ اٹھا دیا جب آپ اندر تشریف لے گئے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے ایسا کیوں کیا؟

دوسری بار پھر اس بات پر متفق ہوئے کہ اب کبھی ایسا نہ کریں گے پھر جب آپ دوسری بار تشریف لائے تو وہ اُٹھ کھڑے ہوئے سلام کر کے پردہ اُٹھانے میں کچھ اور سوجھی تو اس سے قبل کہ وہ پردہ اُٹھاتے ذاتِ باری تعالیٰ کے حکم سے ایسی ہوا چلی جس سے پردہ خود بخود اُٹھ گیا۔

جب آپ اندر چلے گئے تو ہوا بند ہوگئی اور پھر جب باہر آنے کا قصد کیا تو پھر ہوا چلنے لگی اور پردہ خود بخود اُٹھ گیا جب ان حاسدوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ جسے اللہ تعالیٰ عزیز رکھے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا پھر وہ

آپ کی اسی طرح خدمت بجالاتے رہے۔

(بارہ امام ص ۱۶۹)

اہل بیت اطہار سے حسد کرنا بہت بُری بات ہے مولانا حسن رضا بریلوی کہتے ہیں!

اہل بیت پاک سے بے باکیاں گستاخیاں

لعنت اللہ علیکم دُشمنان اہل بیت

جو لوگ آل پاک سے بغض وعناد اور حسد رکھتے ہیں اُن کا انجام بہت بڑا ہے تاریخ گواہ ہے جس نے بھی اہل بیت سے حسد کیا اُس کا انجام دنیا نے دیکھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے فرمایا کہ میری اہل بیت سے محبت کرو اور اُن سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آل پاک کی سچی محبت عطا فرمائے۔ (آمین)

بغیر دیکھے جواب دیدیئے

کوفہ والوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میں خراسان جانے کے لئے کوفہ سے باہر نکلا تو میری لڑکی نے مجھے نفیس کپڑا دے کر کہا کہ اسے فروخت کر کے میرے لئے ایک فیروزہ خرید لانا۔

جب میں مَرو پہنچا تو آپ کے خادم نے مجھ سے آکر کہا ہمارا ایک رفیق انتقال کر چکا ہے اس کے کفن کے لئے یہ کپڑا ہمارے ہاں فروخت

کردو۔

میں نے کہا! میرے ہاں کوئی کپڑا نہیں۔ یہ سن کر وہ چلے گئے لیکن دوسری دفعہ پھر آگئے اور کہنے لگے۔ ہمارے آقا نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہارے پاس ایک کپڑا ہے جو تمہاری لڑکی نے تمہیں دیا تھا تاکہ تم اسے فروخت کردو اور اس کے لئے فیروزہ خرید سکو۔ ہم اسی لئے یہاں آئے ہیں کہ وہ کپڑا خرید سکیں۔

میں نے کپڑا دے دیا اور اس کے بعد اپنے دل میں سوچا کہ چند مسائل آپ سے دریافت کرتا جاؤں دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر میں چند مسائل ایک کاغذ پر نوٹ کر کے اگلی صبح سویرے آپ کے مکان پر حاضر ہوگیا۔ وہاں لوگ بکثرت جمع تھے مگر کسی کی کیا مجال کہ وہ آسانی کے ساتھ ملاقات کرسکیں، میں حیران و پریشان کھڑا تھا کہ آپ کا ایک خادم باہر آیا اور میرا نام لے کر تحریر کیا ہوا کاغذ مجھے دے کر کہنے لگا اے فلاں یہ سوالات کے جوابات ہیں۔

جب میں نے اس کاغذ کو کھول کر اس تحریر کا مطالعہ کیا تو واقعی میرے سوالات کے جوابات تھے۔

(بارہ امام ۱۷۷، تذکرہ اولیاء)

قارئین محترم! اس شخص کے سوالات دل میں تھے لیکن حضرت امام

رضا علیہ السلام نے خداداد بصیرت کے ذریعے ان کو جان لیا۔

اور آپ نے سائل کے سوالات سنے بغیر جوابات تحریر کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ مولا علی کا فیضان آل رسول میں جاری و ساری ہے اور باب العلم کی وراثت آل پاک کے پاس موجود ہے۔

سترہ کھجوریں

اہل نباخ میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ نباخ میں تشریف لائے ہیں اور جس مسجد میں حاجی ٹھہرتے ہیں وہاں قیام فرما ہوئے۔

میں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ کے سامنے ایک بڑی رکابی تھی جس میں سہانی کھجوریں تھیں۔ خواجۂ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے ایک مٹھی برابر مجھے عنایت فرمائیں، میں نے انہیں گنا تو سترہ (۱۷) کھجوریں تھیں۔ میں نے ان سے یہ تعبیر نکالی کہ میری عمر ابھی سترہ سال باقی ہے۔ اس واقعہ کے بیس یوم بعد میں نے سنا کہ حضرت امام علی رضاء علیہ السلام اس مسجد میں تشریف لائے ہیں تو میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اسی جگہ تشریف فرما دیکھا جہاں خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما تھے۔

آپ کے پاس بھی ایک بڑا تسلہ تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا پھر آپ نے جواب دے کر مجھے اپنے نزدیک بلا کر ایک مشت کھجور عطا فرمائیں میں نے انہیں گنا تو وہ سترہ نکلیں۔

میں نے کہا! اے ابن رسول اللہ مجھے تو اس سے زیادہ کھجوروں کی طلب ہے۔

آپ نے فرمایا! اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے ان سے زیادہ دے دیتے تو میں بھی زیادہ دے دیتا۔

(شواہد النبوت، شجر الاولیاء)

معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام کا جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ تھا۔ اسی لئے جو منظر خواب میں اس شخص نے دیکھا تھا وہی منظر آیا اور سترہ کھجوریں سرکار نے عطا فرمائیں تھیں اور سرکار کی اتباع میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے سترہ کھجوریں عطا فرمائیں۔

خواب اس شخص نے دیکھا لیکن اس خواب کے بارے میں امام علی رضا علیہ السلام جانتے تھے اور جو واقعہ خواب میں پیش آیا اس واقعہ کی شہادت اپنے فعل سے دیتے ہیں۔

خواہش پوری ہوگئی

ایک راوی نے بیان کیا کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا کہ میری آرزو ہے کہ تم میرے لئے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرو تاکہ میں آپ کی خواہش سے حاضری دوں کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا پہنائیں اور چند درہم بھی عطا فرمائیں۔

راوی نے بیان کیا کہ جب میں حضرت امام علی رضاء علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور ابھی میں نے کچھ بھی نہ کہا تھا۔

کہ آپ نے فرمایا! ریان بن صلت کی خواہش ہے کہ یہاں اس لئے حاضر ہو کہ میں اسے کپڑے پہناؤں اور وہ درہم جو میرے نام پر آئے ہیں ان میں سے کچھ اسے بھی دوں۔ ریان بن صلت کو یہاں لے آؤ۔ ریان جب اندر داخل ہوئے تو آپ نے انہیں دو عدد کپڑے عنایت فرمائے اور بیس درہم عنایت فرمائے۔

(شواہد النبوت)

قارئین کرام حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام نے اس شخص کے دل کی بات سمجھ لی اور اس کی خواہش کو پورا فرما دیا۔ امام علی رضا علیہ السلام کے اس عمل سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ آل پاک دل کی باتیں بھی جانتے

ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اہل بیت اطہار کی سخاوت بھی اپنی مثال آپ ہے اور آل پاک سخاوت میں ایسے ہیں کہ ہر سائل کو اس کی صدا سے پہلے نواز دیتے ہیں۔

ہیں عجیب ان کی نوازشیں ہیں عجیب ان کی سخاوتیں
بھریں پہلے جھولی غریب کی پھر کہیں کہ مولا بھلا کرے
ہوں غریب صائمؔ تو کیا ہوا مجھے ہے محمد کا آسرا
میں ہوں اس سخی کا گدا بنا جو طلب سے بڑھ کر عطا کرے

(علامہ صائم چشتیؒ)

شفا حاصل ہوگئی

ایک ڈاکو نے کسی تاجر کو کرمان کے راستہ میں سردی کے موسم میں پکڑ لیا اور اس کے منہ کو برف کی طرف کر کے لٹا دیا۔ یہاں تک کہ اس کی زبان گنگ ہوگئی اور وہ بات کرنے سے مجبور ہو گیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضا علیہ السلام نیشا پور تشریف لے گئے ہیں اس نے اپنے آپ سے کہا کہ وہ اہل بیت رسول سے ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونے سے شائد کوئی علاج ہو سکے۔

اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہے اور شفا کا طلبگار ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! اے فلاں کمونی پودینہ صحرائی اور نمک لے کر انہیں پانی میں بھگو دو۔ دو تین بار منہ میں رکھو شفا پا جاؤ گے۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اسے اس پر اعتبار نہ آیا۔

جب نیشاپور پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں اور کسی مسافر خانہ میں تشریف فرما ہیں۔

وہ تاجر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ عرض کیا لیکن خواب کا ذکر نہ کیا۔

آپ نے فرمایا! تمہاری دوا وہی ہے جو میں نے خواب میں بتا دی تھی۔

تاجر نے کہا! اے ابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ سنوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! تھوڑی سی کمونی پودینہ صحرائی اور نمک لے کر پانی میں تر کر لو اور دو تین بار منہ میں رکھو گے تو شفا حاصل کر لو گے۔

اس تاجر نے آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا اور شفا حاصل ہو گئی۔ (شواہد النبوۃ، تذکرہ اولیاء)

قارئین محترم! اہلبیت اطہار کے دست کرم کی کیا بات ہے؟

بیماروں کو شفا دیتے ہیں۔

بے بسوں پر رحم کرتے ہیں۔

بے کسوں پر کرم کرتے ہیں۔

علامہ صائم چشتیؒ فرماتے ہیں!

جھکا دیویں گردن درِ پنجتن تے

جے محفوظ رہنا بلاواں دے کولوں

نہ ملدی شفا اوہ دواواں دے کولوں

جو ملدی نبی دے گداواں دے کولوں

حضرت امام علی رضا نے خواب میں تشریف لا کر اس کی مشکل کا حل بتا دیا اور اسے صحت وتندرستی نصیب ہوئی۔

یہ اعجاز اہلبیت کا ہے۔

یہ فیضان اہلبیت کا ہے۔

یہ عطائے اہلبیت ہے۔

یہ سخائے اہلبیت ہے۔

عربی زبان سیکھ لی

ابو اسماعیل سندی نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی ملاقات کے لئے گیا تو عربی کا الف تک نہیں جانتا تھا میں نے آپ کو سندی میں سلام کیا آپ نے مجھے سندی میں جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی زبان میں بکثرت کئی سوال کئے آپ نے تمام

سوالات کے جواب اسی زبان میں دیئے۔

پھر میں نے آتے وقت عرض کیا! حضور میں عربی نہیں جانتا۔

آپ علیہ السلام نے دُعا فرمائی کہ میں عربی بولنا سیکھ جاؤں آپ نے اپنا ہاتھ مبارکہ میرے ہونٹوں پر پھیرا تو میں اسی وقت عربی میں گفتگو کرنے لگا۔ (شواہد النبوۃ)

قارئین محترم! اوّل پاک کو جہاں بہت سے کمالات وکرامات عطا ہوئیں۔ وہاں یہ بھی ہے کہ ان کے پاس تمام زبانوں کا علم ہے۔ ان کا غلام خواہ کسی زبان میں بات کرے حضرات اہلبیت اسی زبان میں جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

دل کی بات سمجھ لی

ایک راوی نے بیان کیا کہ جب میں نے حج کا قصد کیا تو میری لونڈی نے ایک نفیس ریشمی کپڑے سے احرام کا کپڑا تیار کیا۔ جب وقت احرام آیا تو میرے دل میں ریشمی کپڑا کے احرام کی عظمت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ تو میں نے ریشمی احرام چھوڑ دیا اور کوئی دوسرا کپڑا زیب تن کیا۔ پھر جب میں مکہ پہنچا تو علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط کے ہمراہ وہ کپڑا بھیج دیا لیکن اس میں یہ مرقوم کرنا بھول گیا کہ ریشمی کپڑے سے احرام باندھنا جائز ہے یا نا جائز۔ حالانکہ میں نے خط اسی نسبت سے بھیجا تھا

یہاں تک قاصد خط کا جواب لے کر آ گیا خط کے آخر میں مرقوم تھا کہ اگر ریشمی احرام باندھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم!

اس طرح کی بہت سی کرامات پہلے آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں۔

حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے خادم کے دل کی بات سمجھ لی اور جو مسئلہ وہ پوچھنا چاہتا تھا بتا دیا کیونکہ اہل بیت اطہار کا گھرانہ ہی ایسا گھرانہ ہے جہاں سے ہر علم ملتا ہے اگر فقہ حنفی کو دیکھیں تو وہ بھی اہل بیت کی عطا ہے۔

اگر فقہ شافعی کو دیکھیں تو وہ بھی اہل بیت کی عطا ہے۔

اگر فقہ مالکی کو دیکھیں تو وہ بھی اہل بیت کی عطا ہے۔

اگر فقہ حنبلی کو دیکھیں تو وہ بھی اہل بیت کی عطا ہے۔

تمام فقہاء آئمہ کرام اہل بیت اطہار کے خدام میں شامل ہیں۔

چڑیا کی مشکل کشائی

ایک راوی سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ ایک باغ میں محو گفتگو تھا کہ اچانک ایک چڑیا آ کر زمین پر گر گئی اور پریشانی حالت میں آہ زاری کرنے لگی۔

حضرت امام نے دیکھ کر فرمایا کہ اے شخص تجھے پتہ ہے کہ چڑیا نے کیا کہا؟

میں نے عرض کی! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ابن رسول اللہ ہی کو اس کا علم ہے۔

آپ نے فرمایا! چڑیا کہتی ہے کہ اس کے گھر میں سانپ نمودار ہوا ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ اس کے بال بچوں کو کھا جائے گا۔

پھر آپ نے فرمایا! اے شخص اُٹھو اور اس کے گھر میں جا کر سانپ کو ہلاک کر دو۔

میں اُٹھا اور اس کے گھر میں جا کر دیکھا کہ سانپ ٹہل رہا ہے۔ میں نے اسے دیکھتے ہی عصا سے ہلاک کر دیا۔

(شواہد النبوت)

قارئین محترم! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آل پاک علیہم السلام صرف انسانوں کے حاجت روا نہیں ہیں۔ صرف انسانوں کے مشکل کشا نہیں ہیں بلکہ ان کے دربار پاک سے پرندے بھی حاجات پوری کرتے ہیں۔

چنانچہ ایسے واقعات سرکار مدینہ نبی، مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات مبارکہ میں اکثر و بیشتر ملتے ہیں کہ آپ نے جانوروں کی حاجت

روائی فرمائی بلکہ جانور غلامان رسول کا بھی احترام کرتے ہیں۔

راز کا منکشف کرنا

ابوالصلت نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک روز میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں کھڑا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اس قبر پر جاؤ۔ یہ قبر ہارون الرشید کی ہے اس قبر کے چاروں اطراف سے مٹھی اُٹھا کر لاؤ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہوئے مٹی اُٹھا لایا۔

آپ نے مٹھی سونگھ کر پھینک دی۔ بہت جلد میرے لئے ایک گھڑا کھودا جائے گا جس میں ایک پتھر نمودار ہوگا جسے خراسان کے سب کے سب قبر میں کھدائی کرنے والے بھی نہیں ہلا سکیں گے۔

آپ نے فرمایا! فلاں جگہ سے مٹی لاؤ۔ میں لے آیا آپ نے سونگھ کر پھینک دیا۔

پھر آپ نے فرمایا! وہاں میرے لئے ایک گھڑا کھودا جائے گا جو سات ہاتھ گہرا ہوگا پھر اس کے مابین قبر شق کی جائے گی اور اگر بادشاہ کا کہا پورا نہ ہوا تو پھر قبر ہی بنائیں گے جو دو ہاتھ ہوگی۔ اسے اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا کھول دے گا۔

یہ گھڑا کھودتے وقت میرے سرہانے کی جانب سے ایک قسم کی تری پیدا ہوگی۔ میں نے جس بارے میں تجھے ہدایت دی ہے ایسے ہی کرنا۔

پانی کے جوش سے قبر پانی سے بھر جائے گی۔ اس میں تجھے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نظر آئیں گی۔ یہ روٹی جو میں تجھے دیتا ہوں ٹکڑے کر کے پانی میں پھینک دینا تاکہ مچھلیاں اسے کھالیں۔ جب کچھ نہ بچے گا تو ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی جو سب مچھلیوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ جب وہ چھوٹی مچھلیاں ختم ہو جائیں گی تو بڑی مچھلی آنکھوں سے اُوجھل ہو جائے گی۔ جب کوئی مچھلی باقی نہ رہے گی تو اپنا ہاتھ پانی میں رکھ دینا اور جو تم سے میں نے کہا ہے وہی کہہ دینا یہاں تک کہ پانی کی سطح نیچی ہو جائے گی اور کچھ نہ بچے یہ سب کچھ مامون الرشید کے سامنے کرنا۔

پھر فرمایا! اے **ابوالصلت** کل میں مامون الرشید کی ملاقات کے لئے آؤں گا۔ اگر میرے سر پر کوئی چیز پہنی ہوئی نظر پڑی تو مجھ سے محو گفتگو ہونا اور اگر میرا سر خالی ہوا تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا ابوالصلت نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے لباس زیب تن کیا اور مامون الرشید کے غلام کے منتظر ہوئے۔ آپ مامون الرشید کے ہاں گئے۔ اس کے ہاں میوؤں کے رکاب رکھے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں انگوروں کے خوشے پکڑے ہوئے تھا۔

مامون الرشید آپ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے دوڑا اور آپ سے معانقہ کر کے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو بٹھایا۔ پھر وہ انگور کے گچھے حاضر کر

کے گویا ہوا؟ اے ابن رسول اللہ! کیا آپ نے کبھی انگوروں سے بہتر انگور دیکھے ہیں؟ آپ نے فرمایا!

اس سے بہتر انگور بہشت میں دیکھے ہیں۔

پھر مامون نے کہا! اے ابن رسول اللہ کھایئے۔

آپ نے فرمایا! میں انگور کھانے سے معذور ہوں۔

مامون نے بات کو طویل کرتے ہوئے کہا! آخر اس میں کون سی چیز مانع ہے؟

شاید آپ مجھے تہمت زدہ خیال کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر مامون نے آپ سے وہ خوشہ انگور لے لیا اور چند دانے کھا کر پھر دوسری مرتبہ آپ کو دے دیا۔

آپ نے اس خوشہ سے دو تین دانے کھائے اور باقی خوشہ رکھ دیا۔

پھر اُٹھ کھڑے ہوئے مامون الرشید نے کہا! یا حضرت آپ کہاں جارہے ہیں؟

آپ نے فرمایا! جہاں تم نے بھیجا ہے۔

پھر آپ نے اپنے سر پر کوئی چیز باندھ کر باہر تشریف لے آئے۔

میں نے آپ سے کلام نہیں کیا آپ نے اپنی سرائے میں آ کر فرمایا سرائے کا دروازہ بند کرو۔ آپ اپنے بستر پر سو گئے اور میں سرائے میں حیران و

پریشان کھڑا رہا۔

اچانک میری نظر ایک حسین وجمیل نوجوان پر پڑی جس کے بال خوشبو سے معطر تھے۔ اس کا چہرہ آپ سے ملتا جلتا تھا۔ میں بھاگ کر اس کے قریب گیا اور عرض کی آپ کہاں سے تشریف لے آئے کواڑ تو بند تھا نوجوان نے کہا مجھے وہ شخص لایا ہے جو ایک لمحہ میں مدینہ سے لے آتا ہے۔

میں نے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ نوجوان نے کہا میں حجۃ اللہ محمد بن علی ہوں اور اپنے والد کے ہاں آیا ہوں۔

پھر نوجوان مجھ سے بولا کہ تم بھی آجاؤ جب حضرت رضا علیہ السلام نے اسے دیکھا تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کر کے اپنے سینہ سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر اسے اپنے بستر پر لے گئے۔

وہ نوجوان اپنا چہرہ اپنے والد کی طرف کر کے بیٹھ گیا اور کچھ راز میں گفتگو کی جو میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں نے آپ کے دونوں لبوں پر برف کی طرح کچھ سفید جھاگ دیکھی جو آپ کا بیٹا چاٹ گیا۔ پھر اس نوجوان نے اپنے والد محترم کے کپڑوں میں اپنا ہاتھ ڈالا تو چڑیا کی طرح اُن کے سینہ سے کوئی چیز باہر آئی اور نیچے گر گی۔ اسی وقت آپ نے وصال شریف فرمالیا۔

پھر اس نوجوان نے کہا اے **ابوالصلت** اُٹھو اور بیت المال

سے پانی اور تختہ لاؤ ابو الصلت نے عرض کیا۔ بیت المال میں نہ ہی پانی ہے اور نہ ہی

تختہ ہے نوجوان نے کہا جو میں کہتا اس پر عمل کرو۔ ابو الصلت بیت المال میں گیا وہاں سے پانی اور تختہ لے آیا۔ ابو الصلت نے خیال کیا کہ ان کا ہاتھ بٹاؤں لیکن نوجوان نے کہا اے ابو الصلت میرا ہاتھ بٹانے والے حاضر ہیں نوجوان نے حضرت علی رضا علیہ السلام کو غسل دے کر کہا اے ابو الصلت بیت المال میں ایک کپڑوں کا صندوق ہے اور اس میں کفن اور خوشبودار چیزیں موجود ہیں وہ لے آؤ ابو الصلت گیا اور دیکھا کہ وہاں وہ صندوق موجود تھا جسے اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس صندوق کو لاکر رکھا تو آپنے حضرت علی رضا علیہ السلام کو کفن دے کر نماز پڑھی اور پھر کہا اے ابو الصلت تابوت لے آؤ۔

ابو الصلت نے عرض کیا حضور میں جاتا ہوں تا کہ بڑھئی کو تابوت بنانے کے لئے کہوں۔ نوجوان نے کہا بیت المال جاؤ ابو الصلت جب بیت المال گیا تو وہاں ایک تابوت نظر آیا جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا وہ تابوت لایا گیا جس میں نوجوان نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو لٹایا اور پھر دو رکعت نماز پڑھنا شروع کی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ تابوت اپنی جگہ سے اُٹھنا شروع ہوا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور

تابوت پرواز کرتا ہوا اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ ابوالصلت نے عرض کیا

اے ابن رسول اللہ! مامون کو بھی بلا لینا چاہیے۔

نوجوان نے کہا کہ خاموش رہو تابوت ابھی واپس آنے والا ہے۔

نوجوان نے پھر کہا اے ابوالصلت کوئی ایسا نبی نہیں جس کا وصال مشرق میں ہو اور اس کا وصی مغرب میں وصال کرے۔ بجز اس کے کہ ان کی ارواح اور جسم باہم ملحق ہو جائیں۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ گھر کی چھت پھٹی اور وہی تابوت پھر مکان میں آ گیا۔ نوجوان نے حضرت امام کو تابوت سے باہر نکالا اور بستر پر پہلے کی طرح لٹا دیا جیسا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہوں اور ان پر کوئی کفن نہیں۔

نوجوان کو پھر کہا اے ابوالصلت اُٹھو اور دروازہ کھولو۔ میں نے دروازہ کھولا تو مامون الرشید اپنے خادموں کے ہمراہ آہ وزاری کرتے ہوئے گریبان چاک کئے ہوئے سر پر طمانچے مارتا ہوا اندر آیا اور کہا!

یاسیداہ فجعت بک یاسیدہ

اے میرے سردار مجھے مصیبت پہنچی ہے اے میرے سردار۔

بعد ازاں آپ کو تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے تو امام محمد بن علی نے فرمایا جاؤ آپ کے لئے قبر تیار کرو۔

میں اس جگہ گیا تو جو کچھ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تھا

ویسا ہی دیکھا۔

مامون الرشید نے پانی اور مچھلیوں کا مشاہدہ کیا تو کہا کہ امام محمد رضا علیہ السلام جس طرح زندگی میں عجیب و غریب کا ظہور ہوتا تھا زندگی کے بعد بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ بات مامون نے ایک درباری سے سنی تو کہا اے خلیفہ تجھے معلوم ہے کہ اس کا اشارہ کس کی طرف ہے؟

یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ تمہاری سلطنت کثرت اور اطاعت میں مچھلیوں کی مانند ہے کہ جب تمہارے وصال کا وقت آئے گا اور تمہاری زبان بند ہونے کے آثار رونما ہونگے تو اللہ تم پر ایک ایسے شخص کو مسلط فرمائے گا جو تجھے نسیت و نابود کردے گا۔

مامون الرشید نے کہا آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔

ابوالصلت سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب مامون امام رضا علیہ السلام کے دفن سے فارغ ہوا تو کہنے لگا آپ سے جو گفتگو امام ضا کے مابین ہوئی وہ بتادیں۔

ابوالصلت نے کہا وہ تو میں اس وقت بھول گیا تھا چونکہ میں نے سچ بولا اس لئے اس نے مجھے قید کر لیا۔ میں ایک سال تک قیدی رہا اور میری روزی شدت سے تنگ ہو گئی پھر میں نے کہا اے میرے رب محمد و آل محمد کے صدقہ میں میری روزی کو وسیع کردے ابھی میری دعا ختم نہیں

ہوئی تھی کہ مجھے حضرت امام رضا علیہ السلام کا دیدار ہوا کہ آپ نے فرمایا

اے ابوالصلت پریشان کیوں ہو؟

میں نے عرض کیا جناب پریشان تو ضرور ہوں آپ نے فرمایا اُٹھو

اور باہر جاؤ آپ نے میرے ہاتھوں کے بندھنوں کو چھوا تو وہ کھل گئے۔

پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور سرائے سے باہر لے آئے، غلام یہ منظر دیکھتے

رہے کیونکہ کوئی بھی مجھ سے بات کرنے کی جرأت نہ رکھتا تھا۔

آپ نے فرمایا!

اے ابوالصلت اب میں اللہ تعالیٰ کی امان میں چلا جاؤں۔

اب تمہیں نہ مامون ملے گا اور نہ تم ان سے ملو گے ابوالصلت

نے کہا کہ میں نے اس وقت سے مامون کو نہیں دیکھا۔

(بارہ امام ص ۱۹۵، شواہد النبوۃ)

حالات و کرامات
حضرت سیدنا امام محمد جواد تقی علیہ السلام

حضرت سیدنا امام محمد جواد تقی علیہ السلام کا معروف لقب ''جواد'' ہے صاحب نور الابصار نے بھی آپ کا نام اقدس جواد لکھا ہے آپ کی کنیت مبارکہ ابو جعفر اور القاب میں سب سے معروف لقب جواد ہے۔

ولادت باسعادت

آپ مدینۃ المنورّہ میں ایک سو پچانوے ہجری رمضان المبارک کی ۱۹ تاریخ کو پیدا ہوئے۔

(نور الابصار ص ۷۲)

حضرت سیدنا امام محمد جواد تقی علیہ السلام کو اپنے والد گرامی حضرت سیدنا امام علی رضا علیہ السلام کی نیابت خاص حاصل تھی، اہل بیت نبوت کے خصوصی علوم آپ کے سینہ مُبارکہ میں موجود تھے۔ آئمہ اہل بیت کو جو امامت کبریٰ حاصل تھی۔ آپ اُس کے جامع تھے۔ اس امامت کی انتہاء حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام پر ہوگی، اسی لئیحضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کو خاتم الامت بھی کہتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس ہے کہ میرے بارہ روحانی خلفاء ہوں گے اور اُن میں آخری نام امام مہدی علیہ السلام کا ہے جو کہ قیامت کے قریب تشریف لائیں گے۔

حضرت جواد علیہ السلام کا نام نامی محمد تقی ہے اسی لئے آپ کی اولاد تقوی کہلاتی ہے۔

حضرت امام تقی علیہ السلام نے بھی سنت حسینیہ پر عمل پیرا رہتے ہوئے ہمیشہ حق بات کہی اور حق بیان کرنے کی تلقین فرمائی۔

آئمہ اہل بیت کی ترتیب کے اعتبار سے حضرت امام تقی علیہ السلام نویں امام ہیں۔

مستجاب الدعوات

حضرت امام تقی علیہ السلام مستجاب الدعوات تھے اور اپنے زمانہ میں فضیلت کے اعتبار سے اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے اور روحانی کمالات کے اعتبار سے جامع شخصیت تھے۔

آپ کے عہد کے تمام اولیاء علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ روحانیت کے منازل طے کرتے۔

آپ کی شہادت

آپ عہد جوانی میں ہی وصال فرما گئے جبکہ آپ کی عمر مبارک

صرف پچیس سال تھی۔ حضرت امام تقی علیہ السلام کو ۲۲۰ ہجری میں زہر دے کر شہید کیا گیا۔ اہل بیت اطہار کے ساتھ ظلم و ستم ہر زمانے میں روا رکھا گیا اور آئمہ اہل بیت کو ظلماً شہید کر دیا گیا۔

سادات کی بے حرمتی

آج بھی سادات کرام کے لئے نئی کربلائیں بن رہی ہیں اور آج خوارج اہل بیت رسول کے ساتھ ظلم روا رکھے ہوئے ہے سادات کرام کے لئے جتنا کھٹن دور اب ہے شائد اس سے پہلے کبھی نہ تھا کیونکہ آج بہت سے لوگ عزت کے حصول کے لئے آلِ رسول ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں جبکہ نہ تو انہیں عزت و ناموس رسالت کا پاس ہے اور نہ ہی انہیں خوفِ خدا ہے۔

اسی لئے بہت سے لوگ صحیح النسب سادات کے ساتھ بھی بدسلوکی پر اُتر آتے ہیں اور وہ گھرانہ جس پر جبرائیل سلام بھیجتا ہے بلکہ خود پروردِگارِ عالم سلام بھیجتا ہے اُس گھرانے کے ساتھ دشمنی میں انتہائی اقدام ہو رہے ہیں۔

سادات کرام کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔

سادات کرام کو شہید کیا جا رہا ہے۔

سادات کرام کو ستایا جا رہا ہے۔

سادات کرام کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالی جا رہی ہے۔

ظالمانہ لٹریچر کے ذریعہ کیسٹ اور سی ڈیز کے ذریعہ اہل بیت رسول کی توہین کی جا رہی ہے۔

کبھی نکاح سیدہ پر بات ہوتی ہے۔

کبھی فدک کا نام لے کر برسرِ منبر سادات کی توہین کی جا رہی ہے۔

رسول کی محبت کا تقاضا

قارئین محترم! کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے کہ اُن کے گھر والوں کے لئے اہانت انگیز جملے بولے جائیں۔

آج سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی صاحبزادیوں کے حوالہ سے غلیظ لٹریچر تقسیم ہو رہا ہے اور سنیت کے دعوے دار کئی علماء اس غلیظ لٹریچر سے متاثر ہو کر خارجیوں کے عقائد اختیار کر رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں ہوش میں آجاؤ اور اہل بیت رسول کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ موت تو آنے ہی والی ہے۔

کس سے شفاعت کی اُمید رکھے گا؟

اے سادات کرام

یہاں پر میں سادات کرام کو بالخصوص اپنی بات میں شریک کروں گا۔

اے سادات کرام اے میرے سردارو

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے گھر والو!

کیا آپ سب اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں؟

اے سادات کرام! اب وقت سونے کا نہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو! جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

اب سونے کا وقت بھی نہیں سوچنے کا وقت بھی نہیں آپ سب مل جائیں۔ سادات کرام اپنی دشمنیاں بھول کر اکٹھے ہو جائیں۔ گیلانی، تقوی، بخاری، رضوی، زیدی تمام سادات یکجا ہو جائیں۔ اختلافات کو ختم کر دیں معاشہ خانقاہی نظام سے دور تر ہوتا جا رہا ہے اب پیری مریدی بعد میں کیجئے گا پہلے اپنی طرف بڑھنے والے اس طوفان کا قلع قمع کریں اس طوفان کو ختم کریں۔

آج بہت سے یزید پیدا ہو چکے ہیں مسلمانوں میں دم نہیں ہے کہ ان کا مقابلہ کر سکیں! اے حسین کے بیٹو! دین کو حسین کے بیٹوں کی ضرورت ہے۔

جو یزیدوں سے بچا لے حرمتِ اسلام کو

پھر حسین ابنِ علی جیسا جیالیہ چاہیے

جس گرتے ہوئے دین کو حسین علیہ السلام نے بچایا تھا اس

دن کا شجر آج پھر خزاں رسیدہ ہو رہا ہے۔

فرائض کی ادائیگی

ہم کچھ نہیں کر سکتے ہم آپ کے منتظر ہیں اور آپ امام مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں۔

اے اونچے گھرانے والو حضرت امام مہدی جب تشریف لائیں گے اس وقت اپنے فرائض وہ خود ہی پورے فرماتے رہیں گے اس وقت آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کرنی ہوگی۔

اے امام حسین کے بیٹو! اکھٹے ہو جاؤ اگر آج آپ اکھٹے ہو جاؤ گے تو سب معاملات سدھر جائیں گے ہم جب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ جب سادات جاگے تو سارا اسلام جاگ اُٹھا تمام مسلمان جاگ گئے۔

اے نبی کے پیارو! مسلمانوں کے جاگنے کا انتظار نہ کرو جب آپ جاگیں گے تو اسلام پھر عروج کی طرف گامزن ہو جائے گا۔

اس وقت اسلام ظلمت آ رہی ہے اسے ضرورت ہے اس گھرانے کی۔

حضرت امام جواد محمد تقی علیہ السلام کی کرامات

بغیر گٹھلی کے پھل لگنا

جب خلیفہ مامون الرشید نے اپنا لڑکا عقد کر کے مدینہ شریف کی جانب بھیجا تو آپ راستہ میں چند یوم کوفہ میں ٹھہرے آکر ایک یوم آپ ایک مسجد میں تشریف لے گئے جس میں بیری کا درخت تھا جو کبھی بھی پھل نہیں دیتا تھا۔ آپ نے پانی کا برتن منگوا کر بیری کی جڑ کے قریب بیٹھ کر وضو کیا پھر وہیں نماز مغرب پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر درخت کی جڑ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اُس بیری کے درخت پر بغیر گٹھلی کے پھل لگے ہوئے تھے جو ذائقہ میں بہت میٹھے اور لذیذ تھے۔ لوگ اُسے تبرک کے طور پر لے جاتے اور کھاتے تھے۔

(جامع کرامات اولیاء ص ۴۷۶)

قارئین محترم!

آل رسول کی برکات بے حد و حساب ہیں۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے وضو کی برکت سے بیری کے خشک درخت میں پھل لگ گیا۔

حضور علیہ السلام کی آل پاک کی عظمت و شان اس قدر ارفع و اعلیٰ

ہے کہ انسان کا شعور اس کا ادراک کرنے سے عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ ان نفوس قدسیہ کے ساتھ محبت و مودت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادہ نور سے تعلق رکھنے والا ہر پھول اپنی الگ خوشبو اور الگ پہچان رکھتا ہے۔

آقا علیہ السلام کے گھرانے کا ہر فرد نور علیٰ نور ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جو نور کا گھرانہ ہو ظلمت اُسے ختم نہیں کر سکتی۔

حضرت جواد علیہ السلام پچیس برس کی مختصر سی عمر میں شہید ہو جاتے ہیں اور روحانی نظام اپنے صاحبزادے حضرت امام ہادی کے سپرد فرما کر واصل بحق ہو جاتے ہیں آپ کی چند کرامات ہم پیش کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

موت کی خبر دینا

جب مامون الرشید کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا میں آج سے تیس ماہ بعد انتقال کر جاؤں گا۔ پھر جب مامون الرشید کی موت کو تیس ماہ

ہو گئے تو آپ نے بھی وصال فرمایا۔

(بارہ امام ص ۲۰۵)

معلوم ہوا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اپنی موت کے وقت باخبر تھے اسی لئے آپ نے اپنی موت کی خبر بھی دے دی۔ یہ سب اللہ والوں کی شان و عظمت کا اظہار ہے اسی قسم کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے بتادیا

قارئین محترم!

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں حضرت تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں صالح شخص نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور وہ آپ سے کفن کے لئے کپڑا طلب کرنا چاہتا ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا!

وہ ان باتوں سے بے پرواہ ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ باہر آ گیا لیکن میں آپ کے فرمان کو نہ سمجھ سکا بالآخر معلوم ہوا کہ وہ اس سے تیرہ یوم پہلے ہی وفات پا چکا ہے۔ (شواہد النبوت)

معلوم ہوا! حضرت محمد تقی علیہ السلام کو جو باطنی علوم عطا ہوئے تھے۔ انہیں کی بناء پر آپ آئندہ ہونے والے واقعات کو بیان فرما دیا کرتے تھے۔

نافرمان کی سزا

ایک راوی سے مروی ہے کہ ہم آپ کے رفقاء میں سے ایک کے ہمراہ سفر کرنے کا قصد کئے ہوئے تھے۔ سفر پر جانے سے پہلے ہم حضرت امام تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ انہیں الوداع کہیں۔

آپ نے فرمایا! آج باہر مت جانا کل تک رُکے رہنا باہر آئے تو میرے ساتھی نے کہا! میں تو جا رہا ہوں کیونکہ میرا رفیق باہر جا چکا ہے۔ یہ سن کر میں عالم حیرت میں ڈوب گیا اور وہ چلا گیا رات کو جس گاؤں میں ٹھہراؤ کیا وہاں سخت سیلاب آیا اور وہ پانی میں ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔

حضرت امام تقی علیہ السلام نے اپنے حلقہ مریدین میں سے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ آج باہر مت نکلنا لیکن وہ آپ کی بات نہ جان سکا کہ آپ کے ارشاد میں کیا حکمت ہے اسی لئے وہ اپنی جان گنوا بیٹھا اگر وہ امام وقت کے ارشاد کو مان لیتا اور اس کی حکمت کو جان لیتا تو جان سے نہ جاتا۔ (بارہ امام ص ۲۰۶)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جب اللہ والے کسی بات کا حکم دیں تو اُس پر عمل کرنا چاہیے۔ اپنی مرضی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اللہ والوں کے حکم میں کوئی خاص حکمت پوشیدہ ہوتی ہے جسے ظاہر بین نہیں جان سکتا۔ اللہ والوں کے احکام سے روگردانی کرنے والے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

حالات وکرامات
حضرت سیدنا امام علی نقی ہادی علیہ السلام

حضرت سیدنا امام علی نقی ہادی علیہ السلام آئمہ اہل بیت میں سے دسویں امام اور نور کی انجمن کے دسویں ستارے ہیں۔

آپ کی ولادت

حضرت سیدنا امام علی نقی ہادی علیہ السلام کی کنیت مبارکہ ابوالحسن سے اور القاب مبارک نقی ہادی اور عسکری ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳ رجب ۲۱۴ ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔

یعنی جس دن حضرت علی المرتضیٰ امام اول پیدا ہوئے اسی دن آپ کی ولادت ہوئی۔

جو نام نامی حضرت مولا علی کا ہے وہی نام نامی ان کا ہے یعنی ان پر حضرت مولا علی کا خاص کرم وفضل تھا۔

وہ علی المرتضیٰ ہیں یہ علی ہیں۔

وہ علی بھی ہادی ہیں یہ علی بھی ہادی ہیں۔

وہ بھی تیرہ رجب کو پیدا ہوئے یہ بھی تیرہ رجب کو پیدا ہوئے۔

اُن کی کنیت بھی ابوالحسن تھی ان کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

وہ بھی سخاوت میں بے مثال تھے یہ بھی سخاوت میں بے مثال تھے۔

وہ عطا والے یہ بھی عطا والے۔

وہ بھی اہل بیت ہیں یہ بھی اہل بیت ہیں۔

وہ عطا کرنے والے یہ تقسیم کرنے والے۔

وہ نبی کے پیارے یہ علی کے پیارے۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علی کے پیارے ہیں خود بھی علی ہیں

حضرت سیدنا علی ہادی کو عام طور پر حضرت نقی علیہ السلام کے نام سے جانا جاتا ہے آپ کی اولاد پاک نقوی کہلاتی ہے۔

مسند امامت پر

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مسند امامت پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کی ہدایت اور روحانی تربیت فرمائی۔

آپ کا روحانی مقام و مرتبہ ایسا تھا کہ انسان تو انسان جن و ملک بھی آپ کا کلام سماعت کرتے اور راہنمائی حاصل کرتے تھے۔

آپ کا لقب

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا لقب مبارک عسکری بھی تھا علمائے

کرام فرماتے ہیں آپ کا لقب عسکری اس لئے معروف ہوا کہ جب متوکل خلیفہ کے پاس حاسدین آپ کی غیبتیں کرنے لگے تو اُس نے گذارش بھیجی کہ آپ سر من رائی میں تشریف لائیں۔ سر من رائی کو عسکر کہا جاتا تھا اسی وجہ سے آپ کے نام اقدس کے ساتھ عسکری بولا جانے لگا۔

(نور الابصار ص ۸۵)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام علم میں اور سخاوت میں سب سے بڑھ کر تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ تمام آئمہ کرام کا طریق سخاوت شجاعت رہا۔ چنانچہ آپ نے کبھی مال و دولت اپنے پاس نہیں رکھے۔ آپ ہر چیز راہِ خدا میں تقسیم فرمادیتے۔ دُنیاوی دولت کے ساتھ ساتھ آپ نے روحانیت کی گراں بہا دولت خوب خوب تقسیم فرمائی۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام چالیس سال کی عمر مبارک میں ۲۵۴ ہجری کو مسند امامت اپنے صاحبزادے، حضرت سیدنا امام حسن الخالص علیہ السلام کے سپرد فرما کر وصال فرما گئے۔

حضرت امام نقی علیہ السلام کی کرامات

لڑکی کی خوشخبری

پھر اس طرح ایک آدمی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرواز ہوا کہ حضور میرے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے لئے دُعا کیجئے۔

آپ نے یہ سن کر فرمایا! لڑکی کئی لڑکوں سے بہتر ہوتی ہے پھر اس آدمی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے غلام کو اس کی اس خواہش پر کہ اس کے لئے بیٹے کی دعا فرمائیں یہ خبر کر دی کہ تیرے ہاں بیٹا نہیں بیٹی پیدا ہوگی۔ اس لئے آپ نے فرمایا لڑکی لڑکوں سے بہتر ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے جانتے ہیں کہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے بیٹی ہے یا بیٹا اللہ والے اللہ کی عطا سے سب کچھ جان لیتے ہیں۔

پرندے احترام کرتے ہیں

متوکل اپنے گھر میں بہت سے پرندے رکھتا تھا جن کے چچہانے کا

کسی کو پتہ نہ چلتا تھا لیکن آپ جس وقت بھی متوکل کے گھر تشریف لاتے تو تمام پرندے ادباً خاموشی اختیار کر لیتے اور آپ جب گھر سے نکلتے تو پھر چہچہانے لگتے۔ (شواہد النبوت)

قارئین! اللہ والوں کا احترام اللہ کی ہر مخلوق کرتی ہے۔ پرندے جانتے تھے کہ ان کے گھر آنے والا کوئی عام شخص نہیں بلکہ آل رسول کا وہ عظیم فرد ہے جس کی عظمت کمال ہے اس لئے وہ آپ کی آمد پر ادباً خاموش رہے۔

بیماری سے نجات

ایک دفعہ خلیفہ متوکل بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اُس کے جسم پر پھوڑا نکل آیا جس کا علاج کرنے سے اطباء نے جواب دے دیا۔ خلیفہ موت کا انتظار کرنے لگا ایک روز فتح بن خاقان نامی شخص جو خلیفہ کے اقرباء میں سے تھا۔

کہنے لگا کہ کسی شخص کو حضرت ہادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجو شائد کے ان سے کوئی منفعت بخش چیز حاصل ہو جائے ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں سے بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا! فلاں چیز کو اس کے پھوڑے پر رکھ دو انشاء اللہ مفید ثابت ہو گی۔

جو چیز آپ نے تجویز فرمائی تھی وہ متوکل کے پاس پیش کی گئی تو حاضرین نے مذاق کرنا شروع کر دیا۔

فت بن قاخان نے کہا! تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے وہ چیز ضرور لاؤ خادموں نے آپ کی تجویز کردہ دوا حاضر کی جو پھوڑے پر رکھ دی گئی۔ پھوڑے پر رکھنے کی دیر تھی کہ پھوڑا رسنے لگا اور تمام فاسد مادہ خارج ہو گیا۔ متوکل کے تندرست ہونے کا علم اس کی والدہ کو ہوا تو اس نے دس ہزار دینار ایک ہمیانی پر اپنی مہر لگائی اور آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ رسید کر دی۔

متوکل کو صحت کاملہ ملنے کے بعد متوکل نے کسی سے شکایت کی کہ آپ بہت سامان اور اسلحہ رکھے ہوئے ہیں۔ متوکل نے اپنے دربان سعید نامی سے کہا کہ تم نے آج رات جب دو تین بج جائیں حضرت ہادی کے گھر کی تلاش لینی ہے۔

اور جو مال ومنال اور اسلحہ ہاتھ آئے قبضہ میں کر کے یہاں میرے پاس لے آنا۔

سعید نے کہا! میں آدھی رات کے وقت بمع سیڑھی گیا اور جب نیچے اُترا تو آپ کے گھر میں بہت سخت اندھیرا تھا اور مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا کہ کہاں اور کس طرف جاؤں؟

اچانک اندر سے آواز سنائی دی اے سعید اپنی جگہ پر قائم رہو میں دیا لے کر آتا ہوں کچھ دیر کے بعد دیا لایا گیا تو میں نیچے آکر آپ کے پاس

آ گیا دیکھا کہ آپ ریشم کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور سر پر اُون کی ٹوپی ہے اور آپ ٹاٹ کے مصلّیٰ پر قبلہ رخ بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا!

اے سعید جو کچھ ہے تم سے پوشیدہ نہیں ہے میں گھر میں اِدھر اُدھر پھرتا رہا لیکن جن چیزوں کی خبر دی گئی تھی اُن میں سے کوئی بھی چیز دستیاب نہ ہوسکی اور صرف متوکل کی والدہ کی بھیجی ہوئی ہمیانی موجود پائی اور اس پر اسی طرح مہر بھی ثبت تھی اور دوسری اشیاء بھی مہر کنندہ تھیں پھر آپ نے فرمایا! یہ مصلّیٰ بھی پیش خدمت ہے۔

میں نے مصلّیٰ اُٹھایا تو اُس کے نیچے ایک تلوار دیکھی جو میان میں بند تھی میں یہ چیزیں پکڑ کر متوکل کے پاس لے آیا۔

جب متوکل نے ہمیانی دیکھی اور اس پر اپنی مہر لگی ہوئی دیکھی تو تمام حالات معلوم کیے۔

حاضرین نے کہا! اے متوکل یہ ہمیانی تیری والدہ نے تمہاری بیماری کے دوران منت مانی تھی۔

متوکل نے کہا! اسی طرح کی ایک اور ہمیانی، ایک تھیلی اور تلوار کے ساتھ آپ کو دے کر آؤ۔

سعید کا بیان ہے کہ جب میں یہ سب چیزیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ پر شرمندگی کی حد نہ رہی میں نے عرض کیا! میرے آقا

میرے لئے بہت مشکل تھا کہ میں آپ کے دولت کدہ میں بلا اجازت گھس جاؤں لیکن مجبور تھا مجھے حکم ہی ایسا ملا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا!

"وَسَيَعْلَمُونَ الَّذِينَ ايَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ۔"

"اور وہ عنقریب جان لیں گے کہ کون سا انقلاب آنے والا ہے۔"

(شواہد النبوت)

قارئین! حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اس کرامت میں کئی اسباق پوشیدہ ہیں ایک تو یہ کہ اللہ والے جانتے ہیں کہ بیمار کو شفا کیسے حاصل ہو سکتی ہے اس لئے آپ نے خلیفہ متوکل کا علاج خود بخود تجویز فرما دیا۔

نیز یہ کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اپنے مخالفین کی سازش کو بھی جانتے تھے اس لئے آپ نے اپنے گھر کی تلاشی کے لئے آنے والے کو سب مال و اسباب خود دے دیا کیونکہ اللہ والوں کو کسی ظالم و جابر بادشاہ سے کچھ خوف نہیں ہوتا وہ اپنی جان کو جاں آفریں کے سپرد کر چکے ہوتے ہیں۔

تصویر کا شیر بن جانا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندوستانی شعبدہ باز متوکل کے پاس سکونت پذیر تھا جو عجیب و غریب شعبدہ بازی کرتا تھا ایک روز متوکل نے

اس سے کہا کہ تم اگر محمد بن علی کو برہنہ پا کردو تو میں تمہیں ایک ہزار دینار سے نوازوں گا۔

شعبدہ باز نے متوکل کی یہ بات سن کر کہا! اچھا چند تپلی پتلی روٹیاں دستر خوان پر رکھ دو اور مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔

خلیفہ نے ایسا ہی کیا حضرت ہادی علیہ السلام نے روٹی پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا شعبدہ باز نے ایسا عمل کیا کہ جس کے اثر سے روٹی دستر خوان سے اُٹھ کر دور چلی گئی اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا جسے دیکھ کر اہل مجلس ہنسنے لگے۔

اسی مسجد میں ایک قالین تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضرت ہادی علیہ السلام نے اس شیر کی طرف اشارہ کیا کہ اسے پکڑ لو وہ حقیقت میں شیر بن گیا پھر اس شعبدہ باز پر گرفت فرمائی تو اُسے زمین میں نصب کر دیا اور پھر یہ تصویر اُسی قالین پر واپس چلی گئی۔

متوکل نے کئی بار عرض کیا کہ حضور اس شعبدہ باز کو زمین سے نکال لیں مگر آپ نے متوکل کی بات نہ مانی اور فرمایا! قسم بخدا تم اب کبھی بھی اس شعبدہ باز کو نہیں دیکھ سکتے جب وہ مجلس سے باہر آیا تو کسی نے بھی نہ دیکھا۔

(شواہد النبوت)

قارئین کرام! بعض لوگ اللہ والوں کا امتحان لینے لگتے ہیں ایسے

لوگوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور کبھی اللہ والوں کا امتحان لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ والوں کا گرفت کرنا اللہ ہی کا گرفت کرنا ہوتا ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام خاندان رسول کا گل سرسید تھے اس لئے آپ کا امتحان لینے والے بہت پریشان و پشیمان ہوئے لیکن اللہ اسے نہیں چھوڑے گا۔

اولیاء سے مذاق نہ کرو

ایک روز ولیمہ کی دعوت تھی جس میں خلیفوں کی اولاد بھی شریک تھی اور بکثرت لوگ ان کے ادب و تعظیم کے لئے جمع تھے اس مجلس میں ایک ایسا نوجوان بھی تشریف فرما تھا جو ادب و تعظیم کے طریقہ سے بہت دور تھا جو خود ہی فضول سی بات کرتا اور ہنس دیتا حضرت ہادی علیہ السلام نے اپنا چہرہ انور اس جانب کر کے فرمایا!

تم ہنسی میں اپنا وقت کیوں گنوار ہے ہو تم ذکر الٰہی سے غافل ہو گئے ہو یاد رکھو تم تین روز کے بعد اہل قبور میں اپنا مسکن بناؤ گے۔

یہ سن کر وہ نوجوان بے ادبانہ گفتگو سے رک گیا لیکن پھر کھانا کھا کر بیمار ہو کر تین دن بعد وفات پا گیا۔

(بارہ امام ص ۱۲۱۷، از عبدالرحمٰن جامیؒ)

قارئین! اولیاء اللہ کا ادب بہت ضروری ہے اولیاء اللہ سے مذاق نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ کو اپنے محبوبوں کی گستاخی سخت ناپسند ہے اس لئے بندے کو اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھتے اُٹھتے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے ورنہ اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے گا۔

حالات وکرامات
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام گیارہویں امام ہیں آپ کی کنیت ابو محمد لقب زکی ہے دیگر القاب میں خالص اور سراج ہیں۔

آپ کی ولادت

مدینۃ المنورہ میں ۲۳۱ ہجری بائیس ربیع الثانی کو پیدا ہوئے۔

گرامی قدر قارئین! آئمہ اہل بیت علیہم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خصوصی انعامات سے نوازا ہے۔ ہر امام کو اللہ تعالیٰ کے انعامات بچپن ہی میں حاصل ہوجاتے ہیں۔

حضرت بہلول کا واقعہ

حضرت سیدنا بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں وہی بہلول جس نے ملکہ زبیدہ کو جنت کا محل بیچا تھا اور ہارون رشید کو انکار کردیا تھا وہی بہلول ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے۔ حضرت امام حسن الخالص عسکری علیہ السلام جو امام زکی علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ایک جگہ کھڑے تھے اُسی جگہ بچے بھی کھیل رہے تھے۔

حضرت بہلول نے آپ سے کہا! کہ آپ بھی کھیلیں آپ کیوں نہیں کھیلتے کیا کھلونے کی ضرورت ہے؟

حضرت امام زکی (حسن عسکری) علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا اے بہلول! ہم لوگ کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے۔

قارئین کرام! اگر غور کیا جائے تو اس واقعہ میں ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آل اطہار انفرادیت کے حامل ہیں۔

حضرت امام عسکری علیہ السلام کا بچپن میں یہ جواب اسی بات کی غمازی کر رہا ہے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام روحانیت کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔

بچوں کی فطرت کھیلنا ہوتی ہے لیکن آئمہ بچپن میں کھیلتے نہیں نہ نبی بچپن میں کھیلتے نہ امام کیونکہ ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اُن کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا مقام دیا اور اُن کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں چنانچہ آئمہ کرام اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا فرماتے ہیں۔

دل نے صدا دی

جب حضرت زکی علیہ السلام نے بہلول کو یہ جواب دیا تو بہلول خاموش ہو گئے۔ دل نے صدا دی کہ یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں ہے۔ اس

کا انداز بڑا کمال انداز ہے اس کی طبیعت میں بچپنا نہیں ہے۔

حضرت زکی علیہ السلام نے بہلول کو وعظ و نصیحت فرمائی کہ بہلول دیوانہ جو پہلے ہی خاندان اہل بیت کا غلام تھا اب خصوصی طور پر آپ کا نیاز مند بن گیا۔

شہادت کے وقت عمر

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام عین شباب کے عالم میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھائیس برس کی تھی۔ آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا فضل وکمال آپ کا جاہ وجلال آپ کا حسن و جمال، آپ کا علم، آپ کا حلم، آپ کی سخاوت، آپ کی امامت، آپ کی نجابت اور آپ کی شان وعظمت سب سے جداگانہ ہے۔

عباسیوں کے مظالم

آپ کی کرامات بیان ہوں گی لیکن اس سے پہلے ایک ضروری بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ عام طور پر کتابوں میں یہی ملتا ہے کہ خلفائے بغداد ہارون رشید سے لے کر سب حاکمین آئمہ اہل بیت کو وظیفہ دیتے رہے یہاں ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ جن کو عباسی خلفاء نے قید میں ہی رکھا اور جن کی شہادتیں بھی قید خانوں میں ہوتی رہیں اُن کو

عباسی خلیفوں نے کیا انعامات دینے تھے۔

وہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام جنہوں نے اسلام کا گلشن اپنے خون سے سر سبز و شاداب رکھا اور اپنے پاس آنے والا تمام دنیاوی ساز و سامان اور مال متاع اور ہر چیز راہِ خدا میں لوٹا دی اُنہوں نے عباسی خلفاء سے کیا انعامات لیتے تھے۔

وہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام جو دنیا ترک کرنے کا درس دیتے رہے اُنہوں نے دنیا کا مال لے کر کیا کرنا تھا؟

تاریخ گواہ ہے کہ خلفائے عباسیہ نے آئمہ اہل بیت کے ساتھ ظلم و ستم ہی کیا اور وہی ان کی شہادت کا موجب بنے۔

عباسیوں کا معاملہ ہم اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہوئے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کیونکہ اگر تاریخ کے اُلجھاؤ میں اُلجھ گئے تو ہمارا اصل موضوع تشنہ رہ جائے گا۔

حضرت سیدنا
امام حسن عسکری علیہ السلام
کی کرامات

جانور کہا مان گیا

ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا باپ حیوانات کا ڈاکٹر تھا اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حیوانات کا علاج کیا کرتا تھا خلیفہ مستعین کے ہاں ایک خچر تھا جسے کوئی بھی زین اور لگام لگا دے مگر سواری نہ کر سکتا تھا مستعین کے رفقاء میں سے ایک نے خلیفہ سے کہا آپ اپنے خدام سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ حسن بن رضا کو کسی مصیبت میں پھنسا دے یعنی یہ خچر انہیں دے دیں یا وہ اسے سواری میں استعمال کر لیں یا پھر یہ خچر انہیں ہلاکت کے منہ میں ڈال دے مستعین نے آپ کو بلوایا۔

آپ تشریف لائے تو خچر اس وقت سرائے کے صحن میں تھا۔ آپ اس کے قریب ہوئے اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اسے پسینہ آگیا۔ پھر آپ مستعین کے پاس گئے تو وہ بہت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اس نے آپ کو اپنے پاس بٹھا کر کہا اے مخدوم اس خچر کو لگام دے دو۔

حضرت سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس پر پگڑی ڈالی اور اسے لگام دی اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔

مستعین نے دوبارہ کہا حضور زین بھی آپ ہی کس دیں۔ آپ دوسری مرتبے اُٹھے اور خچر پر زین کسی اور پھر اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

مستعین نے عرض کیا! کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر آپ اس پر سواری فرماتے۔ آپ نے اس پر سواری کی اور اسے سرائے کے صحن میں ہی دوڑا دیا مگر خچر نے کسی قسم کی کوئی سرکشی نہ کی۔ آپ نیچے اُترے تو مستعین نے پوچھا حضور یہ خچر کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا! مجھے آج سے پہلے اس سے بہتر خچر نظر نہیں آیا مستعین نے خچر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا کہ اسے پکڑو اور لے جاؤ میرا والد اس خچر کو بڑے آرام سے لے گیا۔ خچر نے اس دن کے بعد کبھی بھی کسی قسم کی سرکشی نہیں کی۔ (بارہ امام ص ۲۲۴)

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اس ساری کائنات میں ایسی عزت و شان رکھتے ہیں کہ ان کا کہا جانور بھی مان گیا یہ آل پاک کی خصوصیت ہے۔

قید سے رہائی دلوانا

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں جیل خانہ میں مقید تھا میں نے حضرت

امام حسن عسکری علیہ السلام کی جیل کی تکالیف کا سامنا اور قید میں تنگی معاش کا ذکر ایک نامہ میں مرقوم کیا اپنی کچھ معاشی تنگی کا ذکر کرنا تھا جو میں شرم محسوس کرتے ہوئے نہ کر سکا۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا! آج ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی ادا کرو گے۔

مجھے اس دن جیل سے رہائی مل گئی اور میں نے واقعی ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی ادا کی اچانک میں نے آپ کے قاصد کو آتے ہوئے دیکھا جو میرے لئے سو دینار لا رہا تھا اس کے ہمراہ ایک نامہ بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ جب بھی تجھے پیسوں کی ضرورت ہو تو بغیر کسی سوچ بچار کے طلب کر لیا کرو کیونکہ تم جس چیز کی خواہش کرو گے وہ تم کو حاصل ہوا کرے گی۔

(شواہد النبوت)

معلوم ہوا! اللہ والے سیف زبان ہوتے ہیں یہ جو کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دیتا ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

دل کی بات جان لی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا اور میرا خیال تھا کہ

چوتھے روز بخار کے متعلق آپ سے دریافت کروں لیکن یہ تحریر کرنے سے بھول گیا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارے مسئلے کا جواب یہ ہے اور تمہارا یہ خیال بھی تھا کہ چوتھے روز کے بخار کے متعلق دریافت کروں لیکن تم بھول گئے یہ آیہ شریفہ کاغذ لکھ کر گلے میں ڈال دو میں نے ایسا ہی کیا تو بخار سے نجات مل گئی۔

(بارہ امام ص ۲۲۵)

معلوم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت اطہار اپنے علم میں یکتا ہیں اہل بیت اطہار کو ظاہری اور باطنی علوم میں جو کمال وکرامت حاصل ہے اس سے ہمیں ان کے مقام ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت اطہار کا سچا غلام بنائے۔ (آمین)

حضرت امام مہدی علیہ السلام

قارئین کرام! آپ کی نظروں سے گیارہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کا احوال گذر چکا ہے اور گیارہ آئمہ کرام علیہم السلام اس عالم دنیا میں جلوہ گر ہو کر اور اپنے فرائض منصبی سے سرخرو ہونے کے بعد رب کی بارگاہ عالی مرتبت میں تشریف لے جا چکے ہیں اور بارہویں امام جو کہ امام آخر الزماں ہیں قرب قیامت میں تشریف لانے والے ہیں۔

یہاں آپ کے مختصر حالات احادیث مبادکہ کی روشنی میں پیش خدمت ہیں۔

ان حالات کے بیان سے پہلے ہم چند غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا چاہیں گے جو شیعہ میں تو تھیں لیکن ہماری اہلسنت کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

ایک غلط فہمی

ایک غلط فہمی جو کہ سب سے بڑی غلط فہمی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور ۲۶۰ ہجری کو پیدا ہو چکے ہیں۔

دوسری غلط فہمی

دوسری غلط فہمی جو پہلی کے ساتھ ملتی جلتی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور اُن کے ہمراہ سبز پروں والا فرشتہ آپ کو اُٹھا کر نا معلوم مقام پر لے گئے ہیں اور فرشتے آپ کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حکم پر لے گئے ہیں اس کے ساتھ بہت سی باتیں جو آپ کی فضیلت میں اور آپ کے کمال میں ہماری معتبر کتابوں میں موجود ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ کی پیدائش کا واقعہ الف لیلیٰ داستان کی طرح لکھا گیا ہے۔

حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ۲۶۰ ہجری میں نہیں ہوئی بلکہ آپ کی ولادت پاک قربِ قیامت میں ہی ہوگی اور یہی صحیح احادیث مبارکہ میں منقول ہے۔

حدیث مبارک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

قربِ قیامت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھیجے گا۔

"متی او من اھل بیتی یواطی اسمہ واسمی ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔"

(مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۱۲۸)

''اُس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا باپ کا نام میرے باپ کے نام اور ماں کا نام میری ماں کے نام کے موافق ہوگا، یعنی اُس کا نام ''محمد'' ہوگا باپ کا نام ''عبداللہ ہوگا، اور ماں کا نام'' آمنہ ہوگا۔

حدیث پاک سے ثابت ہوا

اس حدیث پاک سے یہ ظاہر ہوگیا کہ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا نام محمد ہوگا اور وہ ضعیف روایات جن میں آپ کی ولادت کا واقعہ ہے اس میں بھی آپ کا نام ''محمد'' ہے لیکن آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی آمنہ نہیں ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق صیقل ہے اور دوسری روایت کے مطابق سوسن ہے اور یہ دونوں نام حدیث پاک سے بالکل مختلف ہیں۔

جبکہ آپ کے والد گرامی حسن عسکری علیہ السلام جنہیں زکی علیہ السلام بھی کہتے ہیں اُن کا نام بھی عبداللہ نہیں ہے لہٰذا جو روایات مختلف کتب میں امام مہدی کی ولادت کی حوالہ سے لکھی گئی ہیں وہ واضع کردہ روایات ہیں اور احادیث پاک سے ٹکرا رہی ہیں لہٰذا وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔

فیض خاص ہوگا

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت خاص حاصل ہوگی اسی لئے حضور علیہ السلام خصوصیت

سے آپ کی آمد کی خبر دے رہے ہیں۔

اُن کا نام بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔

اِن کا نام بھی محمد علیہ السلام ہوگا۔

وہ بھی ہادی ہدایت دینے والے ہیں۔

یہ بھی مہدی ہدایت دینے والے ہوں گے۔

اُن کے والد کا نام بھی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

اِن کے والد کا نام بھی عبداللہ ہوگا۔

اُن کی والدہ کا نام بھی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

اِن کی والدہ کا نام بھی آمنہ ہوگا۔

وہ نبی آخرالزماں ہیں۔

یہ امام آخرالزماں ہوں گے۔

جیسا چہرۂ انور اُن کا۔

ویسا چہرہ انور اِن کا ہوگا۔

قربان جائیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان وعظمت پر کہ وہ رسول جن کی آمد کا اعلان انبیاء کرام اور مرسلین کرتے رہے وہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حدیث پاک

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تم دیکھو کہ خراسان کی طرف کالے جھنڈے آرہے ہیں تو تم وہاں جانا۔

"فان فیھا خلیفة مھدی۔" (رواۃ احمد)

''کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔''

(مشکوۃ شریف ص ۱۳۰)

ظہور کا واقعہ

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا واقعہ مولانا شاہ رفیع محدث دہلوی نے علامات قیامت میں لکھا۔

''حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ جائیں گے اور وقت کے اولیاء اور ابدال انہیں تلاش کرتے پھریں گے جس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے مابین حرم شریف کے طواف میں مشغول ہوں گے تو بہت سے لوگ انہیں پہچان جائیں گے اور بیعت کریں گے بیعت کے وقت آسمان سے آواز آئے گی۔

"ھذا خلیفة اللہ المھدی فاستمعوا له واطیعوا۔"

''یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی باتیں سنو اور اطاعت کرو۔'' (علامات قیامت ص ۸)

حضور علیہ السلام نے بار بار امام مہدی علیہ السلام کا ذکر فرمایا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اہل بیت کے اس فرد حضرت امام مہدی علیہ السلام سے خاص محبت تھی۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی وہی فریضہ ادا فرمائیں گے جو چودہ سو سال پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والوں اور آپ کی اہل بیت اطہار نے پورا فرمایا تھا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام طاق پر رکھے ہوئے روشن چراغ کی مثل ہیں جس کی لو سے ظلمتیں ختم ہو جائیں گی۔ آپ جھنڈے کے مالک ہیں کہ جس کے زیر سایہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی شخصیت ہو گی۔

ظہور کا وقت قریب ہے

آج دنیا میں مسلمان جس طرح تباہ ہو رہے ہیں اور علامات ظاہر ہو رہی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کا وقت ظہور دور نہیں بالکل قریب ہے۔ دین اسلام پر بہت مشکل وقت اس وقت ہر مومن و مسلمان آپ کی آمد کا انتظار میں اپنی آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں۔ اولیاء کرام پلکوں پر اشکوں کے موتی سجائے ہوئے بزبان حال پکار رہے ہیں۔

اوکھا ویلا اے دین اسلام اُتے
حضرت مہدی امام تشریف لے آ
ہر اک حج تے حرم شریف اندر
لبھدے تیرے غلام تشریف لے آ
لے کے آجا روحانی نظام سوہنا
آکھے دین اسلام شریف لے آ
تیری آمد توں حیدر فدا ہووے
تینوں لکھاں سلام تشریف لے آ

اسلام کا عروج

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے تو آپ دوبارہ اسلام کو عروج پر پہنچائیں گے تمام مفکرین کفار مشرکین یہودی عیسائی شکست کھا جائیں گے۔ یہاں تک کہ سات برس تک آپ اپنی حکومت فرمائیں گے اور وہ خلافت جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی تھی اُس خلافت کا اختتام ہو جائے گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے اسی روحانی نظام کے ساتھ وہاں تشریف لے جائیں گے جہاں امام اول علی گئے جہاں اامام دوم حسن گئے، جہاں امام حسین گئے، جہاں زین العابدین، جعفر و باقر، کاظم و نقی و تقی

وز کی علیہ السلام گیئے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولایت میں وہ کام جو سالہا سال میں انجام پاتے تھے دنوں میں ہوں گے۔

آپ کی کرامات تو ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئیں جو ہم یہاں تحریر کریں لیکن جو کچھ آپ کے فضائل، احادیثِ مبارکہ میں ملتے ہیں۔ وہ کرامات سے کم نہیں ہیں بلکہ اس کتاب کو ہم اس جملے پر تمام کریں گے کہ امام مہدی علیہ السلام کی کرامات کو شائد ہی کوئی لکھے یا نہ لکھے لیکن خود حضرت امام مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہونگے۔

حضرت امام مہدی حضرت مولا علی کی کرامت ہونگے۔

حضرت امام مہدی حضرت امام حسن کی کرامت ہونگے۔

حضرت امام مہدی حضرت امام حسین کی کرامت ہونگے۔

حضرت امام مہدی حضرت امام زین العابدین کی کرامت ہونگے۔

حضرت امام مہدی آئمہ اہل بیت کی کرامت ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام ہادئ برحق اور ہدایت دینے والے ہونگے۔

قارئین کرام! حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کی شان وعظمت کا احاطہ کرنا جملوں میں ممکن نہیں ہے کہ آپ امام آخر الزماں ہونگے۔

آپ تمام اولیائے عصر کے سلطان ہونگے۔

آپ اسلام کے نگہبان ہونگے۔

آپ نجات کا سامان ہونگے۔

آپ امام حضرت عیسیٰ ہونگے۔

آپ مسلمانوں کے مسیحا ہونگے۔

آپ اُمت رسول کے آقا ہونگے۔

آپ غمگساروں کے داتا ہونگے۔

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام وہ عظیم المرتبت ہستی ہیں جن کی تعریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے آپ وہ عظیم ہستی ہیں جن پر مولائے کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ بھی فخر کرتے ہوں گے۔

حضرت مہدی امام توں جاں داراں صدقے جنہاں دے دین ذیشان ہونا
پچھے جنہاں دے پڑھن نماز عیسیٰ اوہناں وقت دے اچے سلطان ہونا
سرتوں پیراں تک آقا دی ہیں صورت تکنا جناں نے اوہناں قربان ہونا
حیدرؔ ویکھ کر فرزند دی شان اچی مولا علی نوں مہدی تے مان ہونا

حضرات گرامی! وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہوں گے جو حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف

ہوں گے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام خلفیہ اہل بیت رسول ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اولاد بتول ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام سید وذیشان ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام صاحب قرآن ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام وارث دین مبین ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام قرآن کے امین ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چہرہ اطہر پر نور مصطفی ضوفگن ہوگا۔

اس لئے راقم نے آپ کی عظمت وشان اس رباعی میں بیان کی ہے۔

حضرت مہدی امام دے مکھڑے تے سجیا پاک محمد دا نور ہونا
جیہڑے مومن جہان دے وچہ ہوسن حاصل اوہناں نوں کیف سرور ہونا
حضرت عیسیٰ دا جس دم نزول ہونا اوس ویلے دجال مجبور ہونا
آونی مرحبا مرحبا آواز حیدرا مہدی امام دا جدوں ظہور ہونا

آخر میں ایک رباعی جس میں التجا ہے پیش خدمت ہے۔

میرے تے کرم کر دے بخشش تیرے غلام دی ہو جاوے
میرے لباں اُتے تیری گل کرنا گل صبح نے شام دی ہو جاوے

فتح کافراں مشرکاں دے کولوں سوہنے دین اسلام دی ہو جاوے
حیدرؔ وقت اسلام تے ہے اوکھا آمد مہدی امام دی ہو جاوے

دُعا ہے کہ اللہ کرے امام مہدی علیہ السلام کا جلد از جلد ظہور ہو۔
کاش ہماری آنکھیں اس نور کے پیکر کی زیارت کرسکیں جس کی تڑپ میں اولیاء اللہ روتے رہے ہیں ہم بھی اس چہرے کو دیکھ سکیں جو والضحیٰ کا عکس ہوگا۔

ہم اُس چشمان مبارک کو دیکھ سکیں جن کو دیکھنے سے سورۃ النجم کی آیات مقدسہ یاد آتی ہیں۔اے کاش امام وقت تشریف لے آئیں کیونکہ حالات وواقعات سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا وقت ظہور قریب تر ہے۔

السلام اے اولیاء کے بادشاہ
السلام اے دو جہاں کے شہنشاہ